

۱۶۵	بن مظلوم رضی اللہ عنہ کے
۱۸۹	فصل خطاب میں حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ کے
۱۸۹	تیسرے باب بیان فضائل جبل اُحد میں کہ محبت محبوب سید الانبیاء ومنزل سید الشہداء
۱۸۹	ہو صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہ
۱۸۹	چوتھے باب بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی مقصد
۱۸۹	اعلیٰ و مطالب اقصای مومنین و مسلمین ہو اور اثبات حیات اسبغیا علیہم
۱۹۵	اصلوٰۃ و تسلیات میں
۱۹۸	فصل قرآن کے نص سے حیات زمرہ شہداء اور مقالین فی سبیل اللہ کی ثابت ہو
۲۰۵	فصل حیات انبیاء علیہم السلام اور ترتیب آثار حیات میں کسی عالم کا خلاف نہیں ہے
۲۱۰	فصل تحقیق میں حیات بعد ممات کے
۲۱۰	پندرہویں باب بیان حکم زیارت قبر اعطروا طہروا فادس سید الانس و الجن صلی اللہ
۲۱۳	علیہ وسلم میں کہ واجب ہے یا سبب اور بیان توصل و استمداد میں ساتھ اور جناب
۲۱۸	منقبت قباب و رسالت تاب کے علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و السلام
۲۱۸	فصل اختیار کرنا سفر کا زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور شد حال کرنا
۲۲۳	فصل تحقیق میں اثبات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرنا اور شریع
۲۲۳	لانا جناب اہی میں چاہیے یا نہیں
۲۳۲	سولہاں باب بیچ ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ و السلام
۲۳۲	اور اقامت مدینہ منورہ کی اور مع انخیر ہو پنچنے اپنے وطن میں
۲۴۰	فصل بعد اسکے کہ حجۃ المسجد و الکعبہ کے زیارت بشارت کی طرف متوجہ ہو اور اللہ کی
۲۴۰	جناب سر عدت ادب میں استعانت کرے

۲۴۳	فصل آداب اقامت مدینہ منورہ میں
۲۴۹	فصل بعد از زیارت حضرت سیدالامام علیہ السلام و زیارات مساجد شاہد علامہ کو دو اعجازی ہوی میں مشغول ہونا اور حضرت علی السلام کے شمار میں کے مقام یاد سری حکم تحریر ہمارے ہا
۲۵۲	فصل پانچواں باب مسائل درود کے ذکر میں اور جو معلیٰ اسکے ہر
۲۵۸	فصل فائدہ پڑھنے درود کا یہ ملے موئے
۲۶۲	حکایت عجیب نصیلت میں درود پڑھنے ایک شخص کے
۲۶۵	فصل نصیلت و استخار پڑھنے درود کا ہر وقت و ہر حال میں اور اس میں وجوب اسکے کی تہ جمعہ اور روز جمعہ میں
۲۶۶	فصل جیسا کہ کرت درود کی نصیلت تہ جمعہ ہی و بیاری تہ تسبیح سخی ہی
۲۶۷	فصل امتحان و استخار بھیجے درود کا اوپر ہی علی السلام علیہ وسلم کے ہر حرکت کی کہ اور وطن حیر میں اور تھیس مسلمات درود پڑھنے کی باتوال علمای وین رحمہم اللہ کے
۲۶۸	فصل شرف حصول زیارت علی السلام کی جاب میں تہ تسبیح درود شریف کے
۲۶۹	فصل جو بی درود کی حدیث تہ تسبیح ہوی میں فاروین کارٹھانیک فصل و اکمل ہے
۲۷۰	فصل اخلاص علماء کا اسات میں کہ سادھے درودوں میں فصل کو سادہ درود
۲۷۱	فصل سیار درود شریف کا عنوان کیسب و گیت صغ درود و فائدہ درود شریف

الکیمیای الحقیقیة

کتاب شریف القلوب و العجائب الفارسی تصنیف سلطان تحقیق خورشید
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسکا ترجمہ سید فتحیاحی صاحب کتب و مضامین دہلی



کہ برکت بیان فضائل پیرانہ اگر گنجینہ سے جزان اہل ایمان پیرانہ کوئے ارباب ایمان
حسب نیازش تحجب تاب سزا دینا مولوی عبدالحق صاحب کتب و مضامین دہلی

مطبع الحقیقیہ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

۱ ای تنگہ سچہ حقیقی ملت معانی میں عقل حیران ہو کہ حاج ارجیر اسکاں ہو او کی عجم سیر مترقہ کی
اتنا نہیں کہ داخل دائرہ احصا میں ہر فرد و مخلوق میں ہمیں بغیر ماہیہ بالفعل موجود ہیں
ملا سہ کے بابیں اظلال سلسل فی سو دایں ان تعدد و اجتناب لا یخضعوا لاسیر و بل ہو سکتا کہ
سجالے کی کیا سبیل ہو مگر عجم لاجسسی ایک طرف ایک نعمت عظیمہ جو حصہ للعالمین کا ارسال
ہو اویسی کا ادائیگی سکر صاحب کما معنی و ذات نمک سہ سی حال ہو و دو دوا و دو کا اصل و جو
عالم ہو اور خود و نوال او کا موجب محتاسن آدم و اولاد آدم سہے تحفہ غائی لانی لانی
میں انسانی انتشار عامہ ہو اور وجوب سعادت رائیں کی ریارت قمر مظہر غلت نامہ ماں
ظہور او کا جبر صبح ارسہ و دہو ہو ہو اور مصلح شریف او کا مزار سبعین الف ملک فی کل یوم
ولیلۃ الی یوم العت و التور ہو و ات سلسل سرکات او کی حلب عائیہ اہما و حکما سہ
محنت او کی وسیلہ سعادت ہو صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و ارواحہ و سلم اصا بعد پیوہ
سہے کہ سزہ در کاہ احد محمد عبد الو احد صفر اللہ الصما یک مدت مدید سے جا ہا تھا کہ
کتاب حذب القلوب الی دیار الخیر کہ تسلطان المحققین فخر المدقین سمدہ الحمدین ر مدہ
العلماء الراحمین وزارت الامیاء والمرسلین خاتم المرعہ المحملین تحلی السنتہ اسمیہ مترجح الملتہ بحفیہ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

معدن السمات الرئیس من الملکات الرئیسہ آلی بیابانی شجیوا و اشیاخ عجم الحق الحارث الدہلوی البخاری
 قدس سرہ احوال بریئہ مطہر و زواہد سرفا و تعظیما و کبریا میں تالیف کی جو زبان اردو میں
 ترجمہ کیا جاوے کہ سلمان بھائی جو زبان فارسی پر قادر نہیں ہیں اس سے بہرہ یاب ہوں
 اور سوجان سے قمران نام لفظ ختمی باب ہوں لیکن وجہ چند و چند سے اسکا ترجمہ ہوا کہ
 ۱۲۹۹ھ ہجری میں سید العلماء سلطان الفضل امام ائمہ المعنویں البکر الزاخر فی علوم التفسیر و الحدیث
 و الفقه و الاصول جبریل السلف حجتہ الخلف مرشد زاوہ آفاق مولانا شاہ عبدالحق بن شیخ
 سادہ الواسلین سید تیسویخ العارفین تہنوش حقی مروتی خجائہ تحقیق تہنوش مہبامی فیض الہی
 تدقیق تہنوش نشہ عرفان یزدانی غفرلہ بحر معرفت سبحانی تستغرق دہائی گوہر الہی توحید
 سبحان بچہ پر موجب تجرید سیاح اقالیم کشف و شہو و تہنوش خورشید علین الوجہ و ثمرہ شجرہ باغستان
 رشادت و ہدایت راہچہ طیبہ چستان افضل ولایت شیخ معرفت پیر طریقت شبل و ران جتید
 زمان آتش الاجل الکامل الفحول مولانا مرشدنا حضرت سید شاہ غلام رسول بلوچی ثم الکائف
 روح اللہ رزقہ یقبول القبول حج بیت اللہ محرم و زیارت مرقد سید الانام علیہ و علی آلہ السلام
 شرف حاصل کر کے مراجعت فرما کے وار و دارالامارۃ کلکتہ ہوئے فقیر حسیہ کمال مشتاق ہو کہ
 حاضر آستانہ شریف ہوا اور ملازمت عالی سے شرف حاصل کیا اور اپنی تنہائی دلی کا کہ سالہا
 سال سے جاگزین دل اخلاص منزل تھی آپ کی خدمت معلیٰ میں منظر ہوا آپ نے ازراہ
 کمال عنایت میری عرض کو پذیر فرمایا اور ایک چند عرصہ میں کمال خوبی اور لطافت کے
 ساتھ ترجمہ لکھا اللہ تعالیٰ آپ کی سعی کو مشکور فرمائے اور اس ترجمہ میں ایک لطف و ربھی
 ہو کہ اس کے مطالعہ کرنے والے کو حاصل ہوگا کچھ جو تغیرات و تبدلات مدینہ طیبہ میں
 زمانہ حضرت شیخ قدس سرہ کے بعد واقع ہوئے ہیں ہمارے حضرت نے اسکی طرف
 بھی جہان جہان مناسب تھا اشارہ فرمایا ہے اور اس ترجمہ شریفہ کا نام
 ترجمہ مرغوب القلوب کیا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچا دے

خدمت سید الاچھا
 و ہوا لہادی الی بیتل الرشاد

تالیفات عالم الدینیہ سید نور الدین علی بن سید غنیف الدین عبداللہ بن احمد مدینی سہمی مدنی
 رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور تراویح و عمدہ ترین تواریخ ہیں پہلی کتاب اوکلی وفار الوفا باخبار دارالمصطفیٰ
 ہو کہ جسکو دوسری کتاب سہمی بافقار الوفا سے قبل دیکھے تمام کہنے کے سن آٹھ سو چھیاسی
 میں اختصار کیا تھا اور اسل کتاب وہ جو مسجد شریف میں آتش زدگی ہوئی تھی اوس میں جل گئی
 اور مختصر اسکا سلامت پایا اور یہ کتاب فار الوفا ایک ایسی کتاب ہو کہ سارا نوال مدینہ طیبہ اور
 وقائع و حوادث جو اوس میں واقع ہوئے ہیں اور احادیث و آثار جو اسکی شان میں وارد ہوئے
 ہیں ساتھ تعدد روایات اور اختلاف اقوال کے اوس میں مذکور ہیں بعد اوسکے سن آٹھ سو
 ترانوے میں سید محدث نے اسی کتاب وفار الوفا سے ایک اور مختصر نہایت منتخب و منتخب
 کیا اور اسکا نام خلاصۃ الوفا باخبار دارالمصطفیٰ رکھا اب اس زمانے میں مشہور و متداول
 آدمیوں میں بھی خلاصہ ہو اور کتاب حروف کے پیش نظر اکثر مواضع کتاب فار الوفا کے
 تھے اگر اتفاقاً بعض روایات میں کتاب خلاصہ کے ساتھ مخالفت ظاہر ہو تو عجیب نہیں
 اور سید سہمی علیہ الرحمہ کا ایک سالہ اور سہی کہ جب میں خاص قصہ آتش زدگی اور منہدم
 ہو جانے مسجد شریف اور لوگوں کے تاخیر کرنے کا اسکی تجدید عمارت میں مذکور ہو
 اور اس سالے میں مسئلہ حیات انبیاء کو نہایت تفصیل کے ساتھ تحقیق کیا ہو کچھ اس سالے
 سے بھی جہاں چاہیے تھا نقل کیا ہو اور اگر اچانک کسی اور تواریخ و کتب سے بھی کچھ
 نقل کیا گیا ہو گا تو نے ذکر یاخذ ہو گا الا ما اشار الیہ اور اس کتاب یعنی جذب القلوب الی یار اللہ
 کے مسودہ کرنے کی ابتدا اس نو سو اٹھانوے میں مدینہ طیبہ میں ہوئی اور صاف کر کے
 کی توفیق سن ایک ہزار ایک میں بلدہ دہلی میں پائی واللہ الموفق للیجاد ومنہ الاستغناء
 فی المکذاب والمعاد اور مقاصد اس کتاب کے سترہ باب میں مختصر ہیں باب پہلا
 تعداد اسماء القاب شریفہ مدینہ طیبہ زادہ اہل شرف و تعظیما میں باب دوسرا
 اس بلدہ طیبہ کے فضائل میں جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہیں باب تیسرا
 اس مضمون میں کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگوں نے رہنا اختیار کیا اور جناب
 سید الاولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت وہاں کون لوگ

رہتے تھے باب چوتھا ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولیں والا حسرتیں
 علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات میں باب پانچواں بیان ہجرت سید المرسلین
 حاتم امین صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو کس عواں سے
 تشریف لے گئے باب چھٹا کیفیت سامی مسجد شریف یوحی اور سارے مقامات
 عالیہ میں باب ساٹواں اون تعمیرات و ریادات کے سیاں میں جو بعد رحلت
 فرمائے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ائمہ و سلاطین امدار سے طوہرین آئے
 اور اسکے اوصلع و احوال کے ذکر میں رسخیل احتصار و اجمال باب گھواں
 سخی شریف اور روضہ میں ریاض الحکمۃ اور مہر شریف کے مسائل و خصوصیات و
 مناقب میں باب گھواں ذکر سامی مسجد قضا و درسا حدیوہ میں حوا تو رہ ہیں اور
 مظاہر انوار محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین صلوٰۃ کا لکھنا باب گھواں
 بعضہ اون کو دل کے ذکر میں ہمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے شرف و ریایا ہوں
 اور مشہور و مانور ہیں باب گیارہواں اون سے بعضہ مقامات مشرکہ کے ذکر میں
 جو کے مدیسے کی راہ میں ماتور و مشہور ہیں باب بارہواں سیاں مسائل حتمہ لبتیغ
 اور ذکر مقام مشہورہ میں حوا میں ملحق ہیں باب پندرہواں سیاں فصائل حوالہ
 میں کہ محنت محو سید الاولیاء و سرل سید الشہداء صلی اللہ علیہ وسلم و صلی اللہ علیہ
 باب چو و ہواں سیاں فصائل ریارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
 میں کہ مقصد اعلیٰ و مطالب اقصادی سومیں و سلمیں ہی اور اثبات حیات ہبیا
 علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات میں باب پندرہواں سیاں حکم ریارت حضرت
 و اہلہ و اقدس سید الاولیں و احوال صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ واجب ہی یا سخت
 اور سیاں تو سل و استمداد میں ساتھ اوس حساب منقبت قات و رالت مات کے
 علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام باب سو گھواں ذکر آداب ریارت میں سات
 حضرت جبرائیل نام اور مدینہ مد رہ کے قیام اور منع الحیر لیسے وطن کے ہیو یچے میں
 باب سترہواں ذکر فصائل درود میں اور جو کچھ ادکس سے متعلق ہے

پہلا باب

تقدوا اسماء والقاب شریف مدینہ طیبہ زاد با الد شرفا و تعظیما میں جانا چاہیے کہ کثرت اسماء دلیل نبوی
 خلقت مسمیٰ پر چنانچہ کثرت اسماء الہی جل سلطانہ اور القاب حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم
 اس بات پر دلیل نبوی علی الخصوص جس وقت ہر نام مستحق ہوا چھ ماخذ سے اور سوا مدینہ منورہ
 کے کوئی شہر ایسا نہیں جسکے اس کثرت سے نام ہوں بعضے علمائے دھونڈا ہر سو نام کے قریب
 نکالے ہیں اور بعضوں نے زیادہ اس سے بھی اور بعضوں نے کم اور ان اوراق میں فقط
 جتنے نام کہ اس کے شرف اور کرامت پر دلالت کرتے ہیں ذکر میں آتے ہیں بسم اللہ العلیٰ اعظم
 از جملہ اسماء مرغوب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے اور احادیث سے ثابت ہیں ایک
 طایفہ ہی بہ تخفیف بای موحده دوسرے طایفہ بسکون بای تحنانیہ تیسرے طایفہ بہ تشدید
 تحنانیہ چوتھا طایفہ اوپر جتنے مشتق ہوں اس مادہ سے اگرچہ تعظیما اور ادب مقتضی اسی کو ہی
 کہ جتنے نام حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہیں اوتنے ہی لینا چاہیے مگر شاید اس مقام میں
 دعویٰ پاسے جانے کسی دلالت کا جواز تو وسیع پر گنجائش رکھتا ہو و اللہ اعلم اور ان ناموں کا اطلاق
 مدینہ منورہ پر کئی بہب سے ہی ایک تو یہ کہ مدینہ مطہرہ طاہرہ پنجاسات شرک سے دوسرے یہ کہ ہانگی
 ہو اسلیم طبعوں کے ساتھ موافقت رکھتی ہی تیسرے یہ کہ وہاں بوی مد کا نام و نشان نہیں چوتھے
 یہ کہ ہر چیز وہاں کی اچھی ہی توگ کہتے ہیں کہ مدینہ کے رہنے والے وہاں کی مٹی اور درود دیوار
 ایسی خوشبو پاتے ہیں کہ کسی خوشبو میں یہ بات نہیں ہو اور شاید کہ کچھ تھوڑی سی خوشبو بعضے محبان
 صادق غریب الوطنوں نے بھی سونگھی ہو ابی عبد اللہ عطار کہتے ہیں
 بِطَيْبٍ رَسُولِ اللَّهِ طَابَ كَسْبُهَا فَمَا الْمُسْكُ وَالْكَافُورُ
 وَالْصُّنْدَلُ الرَّطْبُ اَوْ حُفْرَتِ شَبْلِ رَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى کہتے ہیں کہ مدینے کی مٹی
 میں ایسی ایک خاص خوشبو ہو کہ ویسی خوشبو مشک اور عنبر میں نہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ
 یہ بات بڑی عجیب ہو اور حقیقت میں کچھ عجیب نہیں جہاں خوشبو میں انفاس
 حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پونجی ہوں وہاں خوشبو مشک و عنبر کی حقیقت کیا ہو

وہاں رہیں کہ کسی دور و دراز و دوسرے جہاں دہریوں یا مہامی تا ناریت اور مہی
 وہاں بھی ہوتی ہیں جیسے بکول و غیر وہیں اوکی خوشنویس کچھ ایسی اچھی ہیں کہ اور کچھ
 کی طرف ہیں اوس قسم کی خوشنویس ہرگز نہیں مانی جاتیں خصوصاً گل سرچ میں کہ ساتھ
 سست حاصل آں سرور علی المد علیہ وسلم کے مشہور اور معروف ہر طبعیت کا رسم حاصل آت
 اس مردہ مردہ گرد و گرد کد ام ماعی ای کل کہ جیسے جوتس ست لویت اور بدیت تشریف میں
 آتا ہے کہ **إِنَّ اللَّهَ أَفْرَنِي أَنْ يُسَمِّيَ الْمَدَنِيَّةَ طَائِفَةً** اور بھی اس سب سے منقول ہے
 کہ امام ہدیہ طیبہ کا توراۃ میں طائہ اور طیبہ جو اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ جو
 شخص میں بدیت کی طرف نوی مد کی سست کرے یا وہاں کی ہوا کو کہ اچھی نہیں وہ شخص صاحب العتر
 ہو اور کو قدر کا چاہیے کہ تک تو نہ کرے رماں موت سے پہلے بدیتہ منورہ کو تر با و تر با
 مسجد کے کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ و سارک کے حکم سے اوسکا امام طاس اور
 طیبہ رکھا کہتے ہیں کہ تر با امام ایک شخص کا ہے اولاد و نوح علیہ السلام سے حاصل ہوئی اولاد میں پھیلی تو
 وہ شخص نہیں اگر بنا اور علمای تاریخ میں اختلاف ہے کہ تر با امام مدینہ سے آیا یا اوس احبہ کا جو معرب
 کی طرف جملہ خود سے واقع ہو اور اوس میں جتنے اور کچھ کے درجہ ست ہیں اگر ملتا اسی اول
 کی طرح دیتے ہیں اور وارہ ہوا آثار کا صیغہ جمع اسکی مانند کرنا ہی اور اس رمالہ کہ امام مالک رحمہ
 علیہ کے اصحاب میں سے ہیں اور متیوای مورخان مدینہ طیبہ اور بعضے علماء بھی و امت کرے ہیں کہ
 مدینہ کو تر با کہا کہ اس اور تاریخ ساری میں ایک حدیث اس معنوں کی مروی ہے کہ جو شخص ایک ما
 میر کے چاہے کہ وہ اچھی ملائی کے واسطے دس ماہ دیکھتا اور امام احمد اور ابو نعیم مدینہ کے کہتے
 ہیں کہ جو شخص مدینہ کو تر با کہے اوسکو چاہیے کہ استعھا کرے امام و سکا طاسہ جو اور مثل اسکے اور
 روایات بھی آئی ہیں اور وہ مردہ ہوئے اوس امام کے یہ ہے کہ وہ سلق اور تر با سے یہ بھی مساوی
 ما تر با سے یہ بھی مواحدہ کے یا یہ کہ اصل میں چونکہ وہ نام کا مرکب ہے اس سے ایسے مکان مال کو
 جو شرک سے پاک ہو سو سوم کرنا مناسب تھا اور وہ جو قرآن مجید میں واقع ہوا ہے یا اھل بیت
 کو مقام کم حصے مسافروں کی رماں سے جو اور بعضے احادیث میں جو تر با کا لفظ واقع ہو ہے
 کہ اس کے یہ بھی سے پہلے تھا و اسدا علم اور حسلہ اسمای تشریفہ اس لفظ کو مدینہ سے **أَرْضُ اللَّهِ**

ملا
 جی نہیں
 سنا تھا
 علم مدینہ کی طرف
 امام میں طاسہ
 رکھوں

طاسہ
 اسی طرف
 ہوتا تھا اس

اور اذین الخیرین ان دونوں ناموں کی نسبت ایک دوسرے سے ہوتی ہے وہ آیت کریمہ **لَا تَنْفَرُ الْاُذُنُ الْاُولٰٓئِ**
وَاِسْمُهُ فُتُوْا آخر واہمیکہ اور **اَکَالَةُ الْمَلٰٓئِکَیْنِ** اور **اَکَالَةُ الْقُرٰٓی** بھی ہر نظر اور سمجھنے کے
 تمام بلا و پرہیزات میں چنانکہ مکہ معظمہ کو اُمّ القریٰ کہتے ہیں باعتبار اسکی اصالت کے اور علماء
 کہا ہے کہ مضمون اکالۃ القریٰ کا بہ نسبت مفہوم اُمّ القریٰ کی نسبت بلیغ ہر اس واسطے کہ ان ہونا
 دوسرے کے محو کرنے اور مٹانے کو نہیں چاہتا بخلاف اہل مکہ کے کہ چاہتا ہے کہ دوسرے کے گم کرے
 اور مٹائے کہ اور از جملہ اسکے ناموں کے ایک نام ایمان ہے یہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے جو
 تشریف میں انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نازل ہوئی ہے یعنی **وَالَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ اللّٰہَ اٰمَنَ**
وَالَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ اٰسَہٗ اور اس جہت سے بھی اسکو ایمان کہنا لائق ہے کہ مرجع اور آل ایمان ہر پیر سے
 ایمان ظاہر ہوا ہے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے کہ فرشتہ ایمان کے یقین والوں کے دلوں پر الامام اور القا کرتا ہے اور فرشتہ جیسے باہم
 عہد کیا ہے کہ دینے ہی میں رہیں اور دینے سے باہر کبھی نہ جائیں اور حقیقت میں یہ دونوں
 صفتیں دینے میں مجتمع ہیں اور تائیس میں لازم اور ملزم ہیں کہ **اَسْمَاءُ مِنْ اَکَالَةِ اِیْمَانٍ** کہ
 اور بآلہ بھی کہ دلائل کرتے ہیں حتیٰ کہ خبر پر اس بلکہ تشریف کے اسمای شریف سے ہیں اور
 بلکہ کہ اللہ تعالیٰ کا **اَقْسَمُ بِہٰذَا الْبَلَدِ** میں قسم اسکی کھاتا ہے بقول بعض مفسرین کے مراد
 اس سے مدینہ طیبہ ہے کہ اٹھول اور نزول سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات اور مہات
 میں مشرف ہوا اور بعضوں کے نزدیک مراد اس سے مکہ معظمہ ہے اور نازل ہوا اس سورہ
 کا کہ معظمہ میں قول ثانی کی ترجیح دیتا ہے واللہ اعلم **بِکَیْسَ اللّٰہِ** بھی اسی شہر مکرم کے القاب
 میں سے ہے اور وجہ اسکے ملقب ہونے کی اس اسم کے ساتھ ظاہر اور باہر اور اس جہت سے
 کہ مکہ معظمہ کو بیت اللہ کہتے ہیں اس بلکہ مکرم کو بیت رسول اللہ کہنا نہایت مناسب ہے بیت
 نہ ہی سعادت آن بندہ کہ در نزول کہی بہ بیت خدا و کہی بہ بیت رسول + جابر کہ اور جبکہ آکر
 بہ تخفیف باری موحده اور جبکہ آکر بہ تشدید با بھی اس بلکہ تشریف کے اسمای شریف سے ہے اور
 حدیث **لِلْمَلٰٓئِکَةِ عَشْرٌ اَسْمَاءٌ** متعدد روایات پہلے دونوں ناموں پر کہ چاہرہ اور جبارہ
 بہ تخفیف باہر دلائل کرتی ہے اور جبارہ بہ تشدید با بھی صاحب کتاب النواحی توریت سے نقل

یعنی کیا ہوگی
 نہیں اللہ کی
 کہتا کہ وہ
 جبارہ و جبار
 مکہ اور جبار
 رہے ہیں اس
 کہتے ہیں اور ایمان
 میں
 مکہ یعنی شہر
 کہتا ہوں میں
 اس شہر کی

اگر آواز درود اس ہمیدہ کی گئی ہے اگر حرکت معصی و راکست کے یس و طاهر ہو کہ عباد اور ہزار
ٹوٹے ولو کو جس چیز میں نقصان اور کمی واقع ہو وہاں و نقصان عام رہا ہو اور پھر بائے
میں اور اگر حرکت معصی و یس جو مروت قہر کی ہیں تو معصی ظاہر ہو کہ سرور الاولیٰ گردن اولیٰ
کی یہاں گرویس ٹوٹی ہیں کہ محور ارتقا و رہو کر اسلام اور بالعداری یہاں کی قبول کرتے ہیں
اور محضی کا معنی اس لئے سرفیہ سنگ اساتہ ہوا اسلئے کہ یہ لکھ تریفہ محور حکم اتنی ہی
حسرت سید الامیاء کے یہاں تشریف رکھتے ہیں حالت حیات میں اور حالت ممات میں اور
حریم العرب سے بھی مول بعضے محدثوں کے حدیث کجی المشرقین من حریم العرب
العرب سے یہ تہر کر مراد ہو کر گیا اور علماء کہتے ہیں کہ یہ لفظ شامل ہو تمام ارض جمار کو اور
شمال اور جنوب اور شمال اس لئے کہ یہ کسی شخص میں اور عرب ناموں میں سے
ہیں اور حدیث اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکم احب الیّ من الارض و ما فیہا
اور حریم رسول اللہ صاحب بھی ہر تہہ کے القاب سے ہے ۔۔۔ تا سلم میں آیا ہے
کہ المذنب منہ حریم اور حدیث طبرانی میں ہے ۔۔۔ رحمۃ اللہ علیہ
قیس حدرم مدینہ میں اور بات استقامت حریم ملکاح احلاف تہو ہو اور ایسی جگہ
پر کہ راہ اور شاہداں اور اق میں بھی کچھ او سکھا کر آئے اگر خدا چاہے تو جس جگہ بھی آئے
اسامی متزل سے ہو کہ جس پر خشار یعنی خشا تو سند اکثر اعانت کے اور کثرت شمول
غیر وہ کے اور وحدت نصفا اور دوہ قول اور عبارت اور اشارت و شاہد کے اور معنی
نسبت تشریف رکھنے حضرت سید المرسل فعلی امہ علیہ وسلم کے کہ شاہد اور تہو وحصر حق کے
ہیں اور عمدہ مقصد و تمام اراد کے اور تمہ موجر ہونے آل اور اصحاب اور اتباع حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ حاج کل کرامات و برکات اس عرف من ذاتی و قد من منہ
منصرفہ و وق این ذوات اسامی خدا یا حی و اور قسم جدا کی قطع خطر لدا باطلیہ سے
کہ قرۃ اعما و بحر اصل جس اور رمالی معنی اس تہ میں دکانائی جی ہر اسی کسی تہ میں
سر سے ہیں گذری اور کہیں شد میں بین آنی مکر بعض حکام کہ یہاں سے ہو کا ایک ایک
عمہ اما تا ہر اور اس لئے سرفیہ کے برکات کا اثر می جیسے پہلی یا تل او کے سوا و کی وجہ دیگر

محکم دلائل سے مزین
محدث موضوعات پر مشتمل مفت
آن لائن اسلامی کتاب گھر

مجلس شورای اسلامی
جمهوری اسلامی ایران

اؤں اور جرح مرا بھی لوگ معاصروں پر الا ماسا راسا اور ایک اس ملکہ کے اسمای شریف میں
 قاصدہ تھی یہی ماسا و اور عکار لوگ وہاں پوشیدہ ہیں رہ سکتے آخر کو نصیحت اور رسوا
 ہوتے ہیں اندایہ مصمتے بجا سے مؤمنانہ بھی ان مکاں شریف کے اسمای شریف
 اس بہت سے کمال ایمان کی سکوس وہاں ہوئی اور وہیں سے احکام ایمان جاری ہوئے
 یا یہ بات کہ رکب اور الف اور سکنت کہ علامات موس سے ہیں اس ملکہ معلمہ میں یہاں
 یا یہ کہ یہ کلمہ ایسے جی جیتی پر ہو کہ یہ ملکہ مکرمہ حضرت علی اند علیہ وسلم پر رومی حقیقت
 کے ایمان لایا ہو جس طرح سگریروں نے حضرت علی اند علیہ وسلم کے دست سارک میں
 شیع کی اور تھیر و غیرہ حضرت سے نوئے اور جل ادر بست محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے مخصوص ہوا اور حدیث شریف میں آیا ہے **وَاللّٰہُ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَعْلَمُوْنَ**
مُؤْمِنًا اور راس یہ کہ توریث میں اسکا امام موس ہر صفا رکھ
 بھی العاف شریف یہ اس ملکہ سورہ سے ہر احادیث صحیحہ میں وارد ہو کہ حضرت
 سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے حق میں اور جو یہ اس
 شہر میں ہے اسکے حق میں دعائے رکعت کی ہے اور اس طرح نہ مابا
 کہ انہی جتنی رکب توئے کہ معلمہ میں دی سے ایس سے زیادہ یہاں
 عایت کہ اس دعای شریف کا اثر طاہر ہو چکا جی چاہے خاک و کچھ لے چھوٹی
 مشتق حضرت یہ بھی سرور کے یا حضرت سے بانی نبی محبت کے بھی اس ملکہ کرم کے اسمای شریف
 سے ہی اور محار اوں میں کو کہتے ہیں **عَمِلَ الْعَمَلَاتِ** اور کثیر الحیرات ہو یعنی گھاس
 او کی جلد اوتی ہو اور حیرات میں بہت ہو اور یہ دونوں باتیں مدینہ سورہ میں مشاہدہ
 محسوس ہیں **عَمِلَ الْعَمَلَاتِ** اور **عَمِلَ الْعَمَلَاتِ** کہ بھی اس لفظ شریف کے اسمای
 شریف سے ہیں اور روح تسمیہ کی ان ماموں کے ساتھ پہلے بعض ماموں کے معانی
 سے ظاہر ہوئی ہوگی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر دو کوجوں کے سر پر
 ایک وترتہ بیٹھا گھاسی او کی گراہی ہو **عَمِلَ الْعَمَلَاتِ** اور **عَمِلَ الْعَمَلَاتِ** کہ بھی اسکے اسمای شریف
 سے ہی ملا مام توریث سے مسئول ہو اور روح تسمیہ کی ان ماموں کے ساتھ ظاہر ہو

جی اسم وادیں
 داسا لکی کہ
 عال مرقہ
 لعلہ وادیں
 ہی لعلہ وادیں
 رہی لعلہ وادیں

کیونکہ یہ جگہ ہے شریف لائے اور شریف رکھنے رحمۃ اللعالمین کے اور اوترے رحمت حضرت
 ارحم الراحمین کے اور یہ بھی ہے کہ دیان کی برکت سے سارے عالم کو رزق ظاہری اور باطنی
 ملتا ہے مسکینہ بھی اور اسکے اسمای شریف سے ہی اور وجہ اس تسمیہ کی مومنہ کے معنی دریافت
 کرنے سے معلوم ہو گئی ہوگی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے
 مدینہ سے خطاب کر کر فرمایا کہ یا طیبہ یا طابہ یا مسکینہ لا تقبل الکفر
 و حقیقت یہ خطاب رجوع کرنا ہو دیان کے رہنے والوں کی طرف کہ ہمیشہ
 مسکینت اور غربت سے بسر کریں اور اہل دنیا کی طرف رغبت نہ کریں اللہ
 احبب مسکینا و احبب مسکینا و احبب فی زمرۃ المساکین
 انہی فی اہل بلدہ حبیب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 اجمعین وسلمتہ بھی اسی بلدہ کے اسمای شریف سے ہے مثل مومنہ کے ایمان اور اسلام کیا
 چیز ہی قدرت اسی قدر ہو کہ ایمان میں جتنی تصدیق قلبی کی رعایت ہے اور اسلام میں اقرار اور
 تابعداری معتبر ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ یہ دونوں نام یعنی مومنہ اور مسلمہ ہوں امان اور
 سلامت سے طیبہ مقدسہ یہ بھی اس بلدہ عظیمہ کے نامہای بارک ہیں ان دونوں کے
 معنی بھی قریب قریب ہیں پہلے اسمای کے معنی سے مقدر بھی اسکے اسمای شریف سے ہے
 مشتق قرار سے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہم احصل لنا قرا و زقا حسنا مینہ
 بھی اس بلدہ مکرمہ کے اسمای شریف سے ہے یہ بھی سکانت اور منزلت اور عزت کے اللہ تعالیٰ کے
 نزدیک ناصحہ بھی اور اسکے نامہای پاک سے ہے استفاق اسکا نجات سے ہے یا مجاہد سے یعنی
 خوش کیا اور سکوا یا سجدہ سے کہ زمین بلند کا نام ہے اور ان سب معانی کے وجود اور ہمیں پائے جاتے
 ہیں مدینہ یہ اسم شریف اور اسکے اور ناموں میں کہ سے مشہور زیادہ ہے اصل لغت میں مدینہ
 چند گھر مجتمع کو کہتے ہیں کثرت اور عمارت میں قریہ کی تعریف سے تجاوز کر کے مرتبہ مصر تک
 پہنچا ہو یعنی سب سے پائین قریہ کا درجہ ہے اور سب سے اونچا مصر کا اور مدینہ اور بلدان و نوا
 کے درمیان میں ہیں اور بعض لوگ مصر اور مدینہ کو ایک درجے میں رکھتے ہیں یہ بیان بطور لغت
 کے تھا اب مدینہ نام ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے کا چنانچہ اگر مطلق مدینہ بولیں تو بھی

ملکہ معطرہ ملاوٹو کا اور استعمال عرب میں یہ مدیہ الف ولام کے ساتھ آیا اور اس طرح کا تعدادت
 لغت عرب میں مت آیا ہے جیسا کہ حکم کا اطلاق مرستارہ برکوشہ میں لکھا الحکم الف ولام کے
 ساتھ حاص تریا کو کہتے ہیں اور اگر مسکت کسی شخص کے کسی اور یہ کی طرف لگی جائے گی
 تو اس کو مدی کہیں گے تنے کے ساتھ اور اگر کسیکہ موب کر میں مدیہ الرسول کی طرف تو اس کو
 مدی کہتے ہیں بغیر پاس کے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس نام تشریف کو کئی جگہ کر فرمایا
 اور توریت میں بھی واقع ہوا ہے سید الملک اب بھی ایک اسکا نام مبارک ہے حدیث تشریف
 میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے ناطیثنا ناسیثنا الملک اب یاں
 مسائل مدیہ سورہ میں یہ بھی بھی واضح ہو جائے گا اللہ تعالیٰ

باب دوسرا

کے مسائل ملکہ طیبہ میں جو احادیث غیر وہ تہ تاس میں مانا جاسیے کہ اجماع ہست اور
 اتفاق علماء اسباب برہو کہ تمامی ملاوٹ سے فصل در اشرف کہ معطرہ مدیہ سورہ میں لکھا
 آئیں میں ایک دوسرے سے فصل ہوئے میں اختلاف ہو بعد معتقد ہونے اطلاع عامی
 علماء کے اس نگرشہ میں کی اعلیٰ پر حضرت علی اللہ علیہ وسلم کے جسم تشریف سے
 ملا ہے سادہ اجر ای میں کی سب یاں کہ کہ نسبت کہہ کے ہی اور بعض علماء کہتے ہیں
 کہ اوٹا لکڑ تمام آسمانوں سے فصل ہو یاں کہ کہ عترت سے بھی اور کہ میں کہ اگر حرم
 کی کتاوں میں صریح ذکر آسمانوں اور عترت کا واقع میں ہوا لیکس یہ اس فصل سے ہر
 کہ تشریف کے آگے اس اب کو کہیں اس کو اسکا رہو سکے آسمان اور میں حضرت علی اللہ علیہ
 وسلم کے یا مبارک سے مشرف ہیں ملکہ گریہ سادہ اجر ای میں کو آسمانوں میں اس سے
 کہ حضرت کی مشرف اجر ای میں سے ہر ترجیح دیں تو گھایتیں رکھتی ہے اور آخر کو یہ کلام
 صحرا میں خلاف کو ہوتا ہے آسمانوں اور میں تفصیلات میں واقع ہوا اس مقام میں
 ادوی کا کلام ہات کو ہوتا ہے کہ مہر ملہ سے آسمانوں کو میں رحمت دی ہو اور
 حصوں سے میں کو آسمانوں پر اس واسطے کہ میں اللہ علیہ السلام کے رہتے اور میں پہلے
 کی جگہ ہی مہر رکھتے ہیں کہ اگر میں اس کے رہتے اور اس کے اسام تشریف سے رحمت کی علیہ

فہمہ

ہو تو آسمان اونکی ارواح مقدسہ کے رہنے کا مقام ہو اور بعد ثابست ہونے حیات انبیاء علیہم السلام کے قبروں میں جمہور کے کلام کا جواب بہت ظاہر ہی اس واسطے اس تقدیر پر جسے زمین اُن کے جسموں کے رہنے کی جگہ ہو ویسے ہی محل ہو اونکی ارواح شریفہ کی بھی حاصل کلام یہ ہو کہ کتب استنسا کرنے اور تے ٹکڑے زمین کے اختلاف ہو کہ فضل ہو مدینہ سے یا مدینہ فضل ہو کہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم اور امام مالک اکثر علماء مدینہ کا مذہب یہ ہو کہ مدینہ فضل ہو کہ سے اور علماء بھی مدینہ کی فضیلت دیتے ہیں کہ خطبہ ان حضرت کے ساتھ موافق ہیں لیکن کعبہ شریف کا استنسا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مدینہ فضل ہو کہ سے مگر خانہ کعبہ سے نہیں پس حاصل کلام کا یہ ہو کہ قبر شریف حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی فضل ہو مطلقاً خواہ کہ سے کہیں خواہ کعبہ سے اور کعبہ معظمہ فضل ہو شہر مدینہ سے نہ قبر شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور باقی مدینہ کے فضل ہونے میں باقی مکہ پر اور باقی مکہ کے فضل ہونے میں باقی مدینہ پر اختلاف ہو اور دلیلین جو مدینہ کی فضیلت پر بیان کیں ہیں جہاں فضائل اور محامد مدینہ منورہ کے ذکر ہوں گے ظاہر ہو جائیں گی مگر خلاصہ اس کا یہ ہو کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو سارے بلا وسے بہت دوست رکھا اور آپ خود اوس میں تشریف رکھی اور جن فتوحات کی آپ کو امید تھی وہاں حاصل ہوئے اور جتنے کمالات سے آپ وعدہ و تے کئے تھے وہیں حصول ہوئے اور قوت اسلام اور رواج دین وہیں سے ہوا اور ساری نیکیاں اول اور آخر کی وہیں سے نکلیں اور وہی جگہ ہر سارے کمالات ظاہر و باطن کے اور علاوہ سب فضیلتوں کے ایک فضیلت بڑی یہ ہو کہ وہیں قبر شریف اور مقدسینف خلاصہ میز وہ ہزار عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس فضیلت کے برابر کوئی فضیلت نہیں اور اس نعمت کی برابری کوئی نعمت دنیا اور آخرت کی نہیں کر سکتی اس واسطے کہ کوئی عمل بعد فرائض و واجبات کے حضرت کی زیارت کے برابر نہیں اور احادیث صحیحہ میں طرق متعدد سے وارد ہو کہ پیدائش ہر آدمی کی اوس ہی جہاں سے ہوتی ہو جہاں دفن ہو تو ضرور ہو کہ پیدائش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی تھی سے ہو گی اسی طرح پیدائش اکثر ان و اصحاب اوتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جو اوس میں شریف

میں مدوں ہیں یہ کیا تھوڑی سیلٹ ہو اور دھبی لیل کے کی عیلت میں یہ ہو کہ کے کی
 سہی میں ملکہ اسکے سارے حرم میں ایک رکعت پڑھنا لاکھ رکعت کے برابر ہو اور دھبی کے
 سہی میں ایک رکعت برابر ہو رکعت کے اور وروں ظاہر ہو فالین سیلت مایہ اسکے
 خواب میں یوں کہتے ہیں کہ اسباب سیلت کچھ زیادہ ہوئے تو اب میں محسوس نہیں ہو سکتا
 ہو کہ یہ حاصیت، کے کے ساتھ خاص ہو اور اور طرح طرح کی کرامات و برکات عیلت
 اسلام اور اہل اسلام مخصوص مدیہ ہو اور اس کلام کی مایہ اور تقویت میں کہتے ہیں کہ
 سو فات کی طرف جائے دانے کی سار حرفات میں اور طہر یوم الحرحر کما میں فصل ہو
 اوسے سار سے جو مسجد الحرام میں پڑھی جائے او جو دلائے اس زیادہ کی مدکورہ کے سہی
 اس سب اسکا وہ رکعت ہو جو رعایت کرے اتنا عیلت بحسرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 حاصل ہو علاوہ یہ ہو کہ حاصل زیادتی سے سوا کثرت کے کچھ ایہ نہیں ہو اور یہ ہو سکتا
 ہو کہ ایک تل ایسا ہو کہ عدد اور مقدار میں کم ہو ایکست اور رکعت اسطحت میں آیا ہو
 او بظاہر زیادتی ٹول کی اگر سیلت میں کافی ہوتی ہو ظاہر ہو کہ داخل کعبہ کے پہلے ہوئے
 میں ناک سہا احترام سے کسی کا حلاف معلوم نہیں ہوا، ہو او جو اس بات کے کہ کعبہ کے
 اندر رہا ورس کی محب میں سلا کا اختلاف ہو امام مالک حائ رہی ہیں کہتے یہ حامی یادتی
 تو اب میں معلوم ہوا کہ جوہ سیلت محصور یادتی تو اب میں نہیں ہیں اور جوہ بھی ہو سکتی ہو کہ
 سب سول درگاہ الہی ہو اور جب کہ قدر تریف حوی ساری رکعتوں اور رجعتوں کی حکم سے
 اصل ہو تو ضرور ہو کہ رکعت حوار اوں مقام سے اسی موریت اور قول الصلے کہ سابعہ یادتی
 اسال اور زیادتی طاعت کے حاصل ہو او را یسر اور زیادتی یہ ہو کہ سرور کاسات صلی اللہ
 علیہ وسلم کہ اس حامی قدس میں صفت حیات سے قائم اور مانی ہیں اور جہتہ طاعت
 میں شمول اور اس تک نہیں ہو کہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام سوں سے سابعہ
 رس زیادتی مدکورہ کے اکثر او سہل ہیں اور حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہتہ مدو اور
 طلب حسرت او طاعت اس میں متحول ہیں تو است کو قرب حوار مدیہ سے یہ سبست نعم
 طاعت کثیرہ کے کے زیادہ دفع حاصل ہو یہ کلام ہو امام تقی الدین سکی کا ہایت وفتار

اطلافت کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسری دلیل جو کہ معظّمہ کی فضیلت پر لائے ہیں یہ ہے کہ مکہ مقامِ اداۃِ مناسک مثل حج و عمرہ ہی ساتھ اور فضائل و ثوابات کے جو ان اعمال کے ادا کرنے میں وارد ہیں جواب کہتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مدینہ کے جانے والوں کے واسطے ایک ایسی چیز رکھی ہے کہ عوضِ حج و عمرہ کے ہو سکتی ہے اور احادیث میں آیا ہے جو شخص کہ دو رکعت نماز پڑھنے کو مسجد نبویؐ کا قبہ کرے وہ حج کامل کا ثواب پاوے اور جو شخص قصدِ مسجد قبا کرے تاکہ دو رکعت نماز ادا میں پڑھے اور سکو ثواب عمر کے کا نصیب ہو تو ثواب دیکھو کہ مسجد نبویؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں ثبت روز کتنی نمازین پڑھ سکتا ہے اور رکے کا حج جب تک سال گذرے ہو ہی نہیں سکتا ایسی ہی دلیل کہ معظّمہ کی فضیلت پر یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے مَکَّةُ حَاضِرٌ بِاللَّهِ اور دوسری روایت میں آیا ہے أَحَبُّ لِرَضِی اللہُ اِلَی اللہ اور بھی سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کہ معظّمہ سے برآمد ہونے کے وقت مقامِ حورہ میں اور قبولِ یضیون کے جھون پر کھڑے ہوئے اور مکہ معظّمہ سے خطاب کر کر فرمایا کہ اے بلکہ مکہ تو سب شہروں سے میرے نزدیک نہایت محبوب ہے اگر تیری قوم مجھ کو تجھ سے باہر نہ لاتی تو میں باہر نہ جاتا یہ بات دلالت کرتی ہے فضیلت مکہ پر اور اسکی محبوبیت پر رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم علی آلہ اجمعین کے نزدیک جواب اس دلیل کا یہ ہے کہ یہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے ثابت ہونے فضیلتِ مدینہ سے تھا جب مدینہ میں بہت دنوں تشریف رکھی اور وہاں سے دین ظاہر ہوا اور برکات حاصل ہوئے اور فتوحات ظاہر ہوئے اور نیکیاں بکھیلین تو یہ بات ظاہر ہوئی کہ مدینہ افضل اور مکمل ہے سب شہروں سے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے کہ سے زیادہ مدینہ کے واسطے برکت مانگی اور اسکی محبت خدا سے طلب کی چنانچہ جن احادیث میں یہ مضمون مذکور ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان احادیث کو ذکر میں لائیں گے اور فرمایا اللہ حَبِیْبُ لَنَا الْمَدِیْنَةُ کَمَا کُنَّا مَکَّةً اَوَّاسًا اور طبرانی معجم کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ فرماتے تھے اَلْمَدِیْنَةُ حَاضِرٌ بِاللَّهِ اور امام مالک نے سوطا میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

۱۴
یعنی مکہ نبوی
سب خدا کے
شہروں سے
۱۵
یعنی بہت
محبوب اللہ کی
دین کا اللہ عزیز
۱۶
یعنی چون ایک
ظاہر و حالات
کے قریب
۱۷
یعنی بعضی اسی اللہ
محبوب کرطت ہوا
۱۸
یعنی کہ اللہ حبیب
۱۹
یعنی کہ اللہ حبیب
۲۰
یعنی بہت زیادہ
۲۱
یعنی مدینہ نبوی

حکم کے تابع رہو اور حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں جھگڑا اور سختی کر کے میں حضرت کی شان جلالی کو دیکھو اور مدینہ میں حضرت کے دین کی برکت ملاحظہ کر کے خدا کے حکم کا مشاہدہ چاہیے اور ہر جگہ ملاحظہ فرمائی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اب ہم اسی مسلمانوں کو فخر و شوق سے کان رکھ کر سنو ہم اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں طلبہ کے فضائل اور محامد ذکر کریں ہمیں واللہ التوفیق

فصل سبیلہ فضائل مدینہ منورہ کے یہ جو کہ پہلے اس سے ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت پروردگار تعالیٰ و تقدس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینہ میں تشریف رکھنے کا حکم فرمایا جتنے کمالات ظاہر و باطن کے چھپے ہوئے تھے وہ سب اسی بلدہ شریفہ میں ظاہر کیے اور مدینہ کو سارے فتوحات و برکات کا مبداء ٹھہرایا اور اسی پاک مٹی کو حضرت کے کوہِ عرش کا معدن بنایا تاکہ قیامت کے آئے تک یہ زمین پاک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائی سے مشرف ہو کر سارے عالم کو فیض بخشے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جیسے صبح پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قبض ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضع دفن میں صحابہ کا اختلاف ہوا حضرت علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محل قبض روح مبارک سے کوئی جگہ اللہ کے نزدیک فضیل و شرف نہ ہوگی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مطابقت اس کلام کے ایک حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائی یہاں تک کہ سب صحابہ کی رائی اسی پر ٹھہری کہ آپ موضع قبض روح مبارک میں دفن ہوں اور منجملہ فضائل مدینہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بلدہ طیبہ کو بہت دوست رکھتے تھے چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے اور قریب مدینہ منورہ کے پہنچتے تو اپنی سواری کو کمال شوق و حصول مدینہ سے تیز کر دیتے اور چاروں مبارک اپنے دوسرے مبارک سے گرا دیتے اور فرماتے ہذا لا اذ فاح طیبۃ اور گرد و غبار جو چہرہ مبارک پر پڑتا ہو اسکو چہرہ مبارک سے پاک فرماتے اور اگر کوئی صحابی اپنا سر اور منہ گرد و غبار کی جہت سے چھپاتے تو آپ منع فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ خاک مدینہ شفا ہے چنانچہ نام رکھنا مدینہ کا شافیہ اشارہ اسی بات کی طرف ہے اور منجملہ اوسکے یہ جو کہ علی رضی

سلام اللہ علیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وامت کی ہو کہ باطن امید ہو گئے است
 ست کہ اد کو کوئی دیکھے میں یہ ہے ایک خبر ایں ہو کہ ماتی رہ گئی ہر اسکے دریاں میں
 اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ حق تعالیٰ اس حربے کو اور ایک روایت میں اس قہرے کو ترک کی سخت سے
 پاک کیا ہو اگر اس لوگوں کو محوم کرا دیکرے لوگوں سے یوحنا کہ یا رسول اللہ کرا دیکرے
 محوم کا کیو کرا ہوا ہو فرمایا کہ حق تعالیٰ مانی بھیجے اپنے حکم سے اور یہ لوگ کہیں کہ تو قرآن
 سر میں آیا اس سے بانی رسا اور رحمتہ اسکے یہ ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 دہستے کے رستے پر اسی امت کو یہ عیب دی ہوا روایاں کی شدت اور محبت پر فرمایا
 کہ صبر کریں اور روایاں کی موب اختیار کریں **مَنْ صَبَرَ عَلَىٰ آذَانًا وَتَلَا تَحْتًا كُنْتُ لَهُ**
سُجْدًا **سَمِعًا** **أَوْمًا** **الْقَامِلَ** **مِلًا** کہتے ہیں کہ طبعوں کی گواہی میں گے اگر گم گاروں
 کی سہارے کر س گے اور فرمایا کہ **مَنْ مَاتَ بِالْمَدِينَةِ كُنْتُ لَهُ سَمِعًا** **أَوْمًا** **الْقَامِلَ**
 ایں ماہ اور عدا محسن نے نتیجہ اس حدیث کی کر گے اس لفظ کے ساتھ روایت
 کی ہو **مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَالْصَّحَابَةُ مَاتَ بِالْمَدِينَةِ كُنْتُ لَهُ**
سَمِعًا **أَوْمًا** **سَمِعًا** اور حدیث میں وارد ہو کر پہلے سہ امت سے کہ شفاعت کہ یوحنا
 اہل مدینہ ہوں گے پھر اہل کہ پھر اہل طائف اور حجاز اسکے یہ ہو کہ یا عالم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے دعا کی ہو کہ میرا انتقال ہمیشہ میں منع ہو اسی طرح اصحاب و ائماع رضی اللہ
 عنہم نے بھی دعائیں کی ہیں حدیث میں آیا ہے کہ حضرت علی اللہ علیہ وسلم فرماتے
سَمِعًا **أَوْمًا** **سَمِعًا** **أَوْمًا** **سَمِعًا** اور نبی حدیث میں آیا ہو کہ رومی میں یہ ایسی جگہ
 کوئی ہیں ہو کہ دوست رکھوں میں ہی قبرواں مومدینہ کے اور نقل ہو کہ اگر دعا حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ کی رہی **اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي سَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ** **وَاجْعَلْ مَوْتِي مَدِينَةً**
 ارکتے ہیں امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے سوا ایک حج کے اور حج نہیں کیا اور حج میں
 ادا کرے کے پھر کہے کہ اس نے اس کے سوا سے مدینہ کے کہیں اور نہ موت آجائے
 ساری عمر دیکھتے میں ہے اور وہ ہیں ہوئے رحمۃ اللہ علیہ اور حجاز اسکے یہ ہو کہ حدیث

اور یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مدینہ میں فوت ہوگا میں اس کی شفاعت کروں گا

اور یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مدینہ میں فوت ہوگا میں اس کی شفاعت کروں گا

مع اپنے دو غلام بلال مامر ایک مکان میں جمار پڑے تھے کہ حضرت یسہ بن قیس رضی اللہ عنہما حاضر
 صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونکی خبر گیری کو آئیں والد بزرگوار کو دیکھا کہ نہایت تپ میں
 مبتلا ہیں اور ایک گوشے میں لیٹے فرما ہے ہین شمر کل افری مصیبتی اھلہ و اولیہ
 اذنی ہین تہرک لک نعلاہ اور دوسرے گوشے میں بلال و عامر کو دیکھا کہ کفار قریش
 پر لعنت کر رہے ہیں اور سکے کی یاد میں کچھ اشعار پڑھ رہے ہیں اور زمین مدینہ کی شہر
 سے نکایت رکھتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ حکیم ذی الجلال
 تپ دو با اس بارے سے جحفہ کی طرف لیجائے چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا یہ بھی حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرات سے ہر نقل کرتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں جو شخص
 مدینہ میں آنے کا قصد کرتا اور جاہتا کہ وہاں مدینہ سے سلامت رہے تو جب غنیۃ الاولم
 تک پہنچتا دس بار گدھے کی سی آواز کرتا اور نام اس موضع کا غنیۃ الوداع اسی جہت سے
 ہو کہ اگر کوئی بیان ہو چکے آواز گدھے کی سی نکرتا تھا تو کہتے تھے کہ اوسکی زندگی تمام
 ہوئی اور اسنے اپنے تئیں ہلاک کیا یہاں تک کہ زمان سعادۃ نشان حضرت سیدالاش
 و ابان صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص نے شہری عرب سے کہ نام اوسکا عروہ بن الورد
 تھا قصد مدینہ کے آنے کا کیا جب اس جگہ پہنچا تو وہ اس طریقہ بد کو عمل میں نہ لایا
 شعر پڑھا لکن عسرت من نحشہ الردی + فهاق الحمید ایسی خبر ہو
 اوسکو کوئی آفت نہ پہنچی جیسے غلوت بڑھ چکی اور غنیۃ الوداع کا حدیث کی کتابوں میں بہت واقع ہو
 اور وجہ تشبیہ اوسکی یہی تھی جو مذکور ہوئی اور یہ ہو کہ اوسکو غنیۃ الوداع اس جہت سے
 کہتے ہیں کہ اہل مدینہ اس موضع تک مسافروں کو پوچھائے آتے تھے اور منجملہ اوسکے
 یہ ہو کہ یہ شہر سلاخ زمانے میں و حال سے محفوظ رہے گا روایت صحیحین سے ثابت
 ہو کہ اس زمانے میں مدینہ منورہ کی حفاظت کے واسطے ہر کوچے کے سرے پر ایک
 جماعت ملا لکھڑی کیجائے گی کہ دجال کو داخل نہونے دے گی اور دوسری حدیث
 میں آیا ہو کہ روی زمین پر کوئی ایسا شہر نہوگا کہ اوس میں دجال نہ پونچھے گا سوا کے اور مد
 کے اور حدیث مسلم میں آیا ہو کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلے گا بعد اوسکے قصد مدینہ

کہ حضرت یسہ بن قیس رضی اللہ عنہما حاضر
 کہ والد بزرگوار کو دیکھا کہ نہایت تپ میں
 کہ مبتلا ہیں اور ایک گوشے میں لیٹے فرما ہے
 کہ افری مصیبتی اھلہ و اولیہ
 کہ اور دوسرے گوشے میں بلال و عامر کو دیکھا
 کہ کفار قریش پر لعنت کر رہے ہیں اور سکے
 کہ کی یاد میں کچھ اشعار پڑھ رہے ہیں اور
 کہ زمین مدینہ کی شہر سے نکایت رکھتے ہیں
 کہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی
 کہ کہ حکیم ذی الجلال تپ دو با اس بارے سے
 کہ جحفہ کی طرف لیجائے چنانچہ ویسا ہی واقع
 کہ ہوا یہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 کہ معجزات باہرات سے ہر نقل کرتے ہیں کہ
 کہ ایام جاہلیت میں جو شخص مدینہ میں آنے
 کہ کا قصد کرتا اور جاہتا کہ وہاں مدینہ سے
 کہ سلامت رہے تو جب غنیۃ الاولم تک پہنچتا
 کہ دس بار گدھے کی سی آواز کرتا اور نام اس
 کہ موضع کا غنیۃ الوداع اسی جہت سے ہو کہ
 کہ اگر کوئی بیان ہو چکے آواز گدھے کی سی
 کہ نکرتا تھا تو کہتے تھے کہ اوسکی زندگی
 کہ تمام ہوئی اور اسنے اپنے تئیں ہلاک کیا
 کہ یہاں تک کہ زمان سعادۃ نشان حضرت
 کہ سیدالاش و ابان صلی اللہ علیہ وسلم میں
 کہ ایک شخص نے شہری عرب سے کہ نام اوسکا
 کہ عروہ بن الورد تھا قصد مدینہ کے آنے کا
 کہ کیا جب اس جگہ پہنچا تو وہ اس طریقہ بد
 کہ کو عمل میں نہ لایا شعر پڑھا لکن عسرت
 کہ من نحشہ الردی + فهاق الحمید ایسی خبر ہو
 کہ اوسکو کوئی آفت نہ پہنچی جیسے غلوت بڑھ
 کہ چکی اور غنیۃ الوداع کا حدیث کی کتابوں
 کہ میں بہت واقع ہو اور وجہ تشبیہ اوسکی
 کہ یہی تھی جو مذکور ہوئی اور یہ ہو کہ اوسکو
 کہ غنیۃ الوداع اس جہت سے کہتے ہیں کہ اہل
 کہ مدینہ اس موضع تک مسافروں کو پوچھائے
 کہ آتے تھے اور منجملہ اوسکے یہ ہو کہ یہ شہر
 کہ سلاخ زمانے میں و حال سے محفوظ رہے گا
 کہ روایت صحیحین سے ثابت ہو کہ اس زمانے میں
 کہ مدینہ منورہ کی حفاظت کے واسطے ہر کوچے
 کہ کے سرے پر ایک جماعت ملا لکھڑی کیجائے
 کہ گی کہ دجال کو داخل نہونے دے گی اور دوسری
 کہ حدیث میں آیا ہو کہ روی زمین پر کوئی ایسا
 کہ شہر نہوگا کہ اوس میں دجال نہ پونچھے گا سوا
 کہ کے اور مد کے اور حدیث مسلم میں آیا ہو کہ
 کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلے گا بعد اوسکے
 کہ قصد مدینہ

کرے گا اور جل اُحد کے پیچھے آکر اوتارے گا ملاکہ اور کامہ تمام کی طرف پھیریں گے اور وہ
 تمام میں ملاک بھی ہو جائے گا اور تہ عین میں آیا ہو کہ ایک مردیہ کے ہنر میں لوگوں سے
 وصال کی طرف نکلے گا اور گئے گا کہ وہی حال ہو کہ جسکے نکلنے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے دی ہو اور حدیث نکالتا تو مقام معمر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ
 اس سبب کہ یہ مرد جس علیہ السلام ہیں اور امام احمد اس مثل حدیث علیہ نے حدیث صحیح میں
 روایت کی ہو کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یومہ اخصاص کو یا فرمایا اور
 رماں معمر ہواں پر ہو کر اسکا مکر رہا رہی رہا صحابہ نے یوحنا کہ مارسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یومہ اخصاص کیا ہو فرمایا وہ دن ہو کہ وصال آوے گا اور جل اُحد پر جڑھلنگاہ کرے گا
 اور ایسے لوگوں سے کہے گا کہ تم جانتے ہو کہ یہ سید محل جو کہانی دیتا ہو کیا حیرت
 یہ ان کی سجدہ اور بعد اسکے ٹیپے کے اتر جانے کا قصد کرے گا تو ہر راہ کے سرے پر
 ایک مرتے کو یا لے گا کہ راستہ رحمانیت مدیہ کرتا ہو گا میں اس وادی کے قریب
 حرم سبیلوں کا مجمع ہو جیہ ڈائے گا اور مدیہ میں نہیں اور رلر لہ آوے گا میں میں
 جتنے کا در اور صاق اور فاسن ہوں گے کل کہ وصال کی طرف چٹائیں گے اور مدیہ
 ہر حمت اور رحمت سے پاک ہو جائے گا یہی یومہ اخصاص ہو اور حملہ اسکے یہ ہو کہ اوتارے
 سے مدیہ سورہ کی مٹی اور پھلوں میں حانیت شمار کھی ہو اور سب ہی حدیثوں میں آیا
 ہو کہ مدیہ کے عمار میں سبھا ہو ہر ساری سے اور بعضے طرف میں آیا ہو قرآن الحمد لم
 والکبر میں اور بعضے احبار میں تجیص ایک موضع خاص کی مٹی کی ہر حکا نام حبس ہو
 اور وادی لطفاں بھی کہتے ہیں اور اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو
 حکم فرمایا کہ عارضہ تب کا اس خاک پاک سے علاج کریں یا حکم مدیہ سورہ میں یہ بات
 ہیتمہ سے متواتر علی آئی ہو اور واد کے واسطے یہ مٹی لی جائے کے اب میں آثار واد
 ہوئے ہیں اور وہ حرم کی مٹی نقل کرے کو مع کہتے ہیں اس عموم سے اس خاک پاک
 کو تسکا کرتے ہیں واللہ اعلم اور اکثر علمائے لکھا ہو کہ اسکا تحریرت ہو ایا یہ مٹی نہیں
 میر درآما ہی فرماتے ہیں کہ میں نے اس خاک کا خود تحریر کیا ہو میرا ایک سلام تھا کہ

ع
 صحیح
 صحیح
 صحیح

ایک سال لعل او کو تپائی اور کسی طرح نہ گئی مین نے تھوڑی سی وہی خاک لے کر پانی مین
 گھول کر غلام کو پلا دی او سنے اسی دن صحت پائی اور شیخ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ کاتبیہ
 بھی اس تجربے سے مشرف ہوا ہی جس نے مین کہ مین حاضر مدینہ منورہ تھا ایک عمار
 مین پائون پر ورم گیا کہ اطبا اس کے علاج سے عاجز آئے اور ب کے نزدیک زعمہ ملک
 قرار پایا مین نے اسی خاک پاک کا استعمال کیا اللہ تعالیٰ نے تھوڑے دنوں مین بہت
 سہل طرح سے اس صحت سے خلاصی دی اب وہ ان کے پساؤں کا حال سمجھیں مین
 آیا تیر کہ جو شخص سات خرمے بخورے کے ناشائے کوئی نہ ہر اور کسی طرح کا جادو او کو اثر کرے
 ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرض و دار واسے کو کہ نہایت سخت مرض ہو
 بخورے کھانے کا حکم دیتی تھیں اور بخورے ایک قسم تو خرمے کی او کی حقیقت اہل مدینہ جانتے
 ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اصل او کی وہ کھجور کا درخت ہی جسکو سید الکائنات صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اپنے دست مبارک سے بٹھایا تھا اور اقسام کھجور کے دینے مین اس کثرت سے
 ہیں کہ شمار مین نہیں آسکتے سید علیہ الرحمہ نے تاریخ کبیر مین ایک سواؤتالیس قسم گنے ہیں اور
 اقسام کھجور سے ایک قسم میحانی ہو کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک
 روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سلام اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے
 مدینہ منورہ سے بعضے باغات کی طرف سے گزرے کہ ناگاہ ایک کھجور کے درخت سے
 آئی ہذا شمسید اکنبیاء ہذا علی سید اکنبیاء ابواہ تکتھا لھا ہرین
 بعد اوسکے دو مہرے درخت کے پاس سے گزرے اوس سے آواز آئی کہ ہذا شمسید
 رسول اللہ و ہذا علی سید اللہ اسی جہت سے او کو میحانی کہتے ہیں کہ صحیح لغت
 مین بہت سی آواز ہیں اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ کان احب
 الشجر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البجور اور غالب ہو کہ یہ خاصیت او کی
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پیدا ہوئی ہو کی امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
 کہ کثرت تخصیص قسم کھجور اور عدد و خاص یعنی سات کے سوا شاعر کے کوئی نہیں جانتا
 یہ از قسم اسرار ہو تھو او سپر بیان لانا چاہیو اور وہ جو بعضی علمائے کہا ہو کہ یہ زمین خاص کی

۱۲
 یعنی جو کھجور مدینہ منورہ
 اور علی بن ابی طالب
 اولیاء اللہ علیہ السلام
 کے باب ۱۱
 صفحہ یعنی بجز
 خدا کا رسول اور علی
 جو خدا کی تلوار
 صفحہ یعنی کھجور
 سے حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کو قسم کھجور

تاثیر سے ہر ایک کیفیت ہو ای حاصل سے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تشریف کی حالت
 سے یا یہ اکثری امور سے ہر یہ امور دائمی سے یا اس درجہ حاصل کی تاثیر تھی جو حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اوقاف معہم ہو ایں احتمالات کا متناقل نقص ہو اور
 اس ایمان راستے ہایت تعجب ہو کہ حضرت سرور امیا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قسم
 کو درست رکھنا اور اسکو رحمت سے لوسن ورا ماسا ہو بھراوسکی حاصیت شفا میں
 تاویس باطل کیسے یہ بات اسکی نے سستی سے حردیتی ہو بعد ما اللہ شہ
 جولہ نہ کورہ ہی کورہ سات شودہ کورہ قطرہ یکہ جتہ جیات شودہ اور جملہ
 شرافت اور سیلت اس لدہ طبع کے یہ ہو کہ اس میں یا کہ یرسجد سوی ہو کہ اگر
 مساجد امیا ہو اور مسجد فنا ہو کہ دیں محمدی میں مساجدوں سے پہلے اسکی ہاؤ
 اور درمیاں قمر شریف اور سر کے ایک جس ہو جیہا ہی حست سے اور مسجد شریف
 میں سر ہو کہ ہست میں پر رکھا ہو اور اس زمین پر ایک یاٹ ہو حست کا حست
 صلی اللہ علیہ وسلم کا محب اور محبوب یعنی اُحد اور مقررہ بقع ہو کہ مقام و آل اصحا کا
 اور اس میں یہ سہا ہو حساب سید الشہداء یعنی سیدہ امیرہ کا اور اس کے سوا اور بہت
 مشاہد اور مقامات شکر ہیں کہ ہر ایک کی سیلت اور کرامت میں احبار اور آثار وارو
 ہیں اتنا اللہ تعالیٰ کچھ اوس میں سے اں اور اں میں مذکور ہوں گے اور جملہ اسکے
 یہ ہو کہ سارے بلاد کی فتح ملوار سے واقع ہوئی اور مدینہ فتح ہوا برکت و آں سے
 حاسیجہ اسکا وکر میاں سب ہجرت ہی صلی اللہ علیہ وسلم میں واقع ہو کا آرزو جملہ اسکے
 یہ ہو کہ اس لدہ طبع سے فی ضرورت تشرعی ماہر جاگما ہو اور مورد ہوا ہو ویدہ
 اسے واسطے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ماسک حج ادا کر کے ہت حلدہ یہ سے کو
 یہ کھڑے تھے اور مکہ معظمہ میں قدر ضرورت سے زیادہ نہ کھڑے تھے جیسا جہ اہل مدینہ
 کا یہ رویہ آج تک ہو شہر سرسبزت محال بود اہل شوق را و درسا کہ درشت میں فتنہ
 خاکسرد آواز جملہ اسکے یہ ہو کہ سکے کے طور پر اسکا بھی حرم مقرر ہوا جیسا جہ وکر اسکا
 ہست ہی احادیث میں واقع ہوا ہو لہذا اسکے علما اسکی تحدید حادہ و واور حکم تحریم

میں مختلف ہیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حرمت مدینہ کے معنی محرومیت و تکبریم ہیں نہ ثبوت احکام مثل حرمت شکار و قطع شجر وغیرہا اور امام شافعیؒ کے نزدیک حرمت اور ترتیب احکام میں دونوں حرم ایک طرح ہیں پچھلے تفاوت نہیں اور تحقیق اس مسئلے کے ابواب فقہ میں ظاہر ہی سید علیہ الرحمہ نے اس مقام کو بہت بڑھا کر لکھا ہے والدرا علم اور منجملہ وہ یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساکنین مدینہ کے تعظیم کی وصیت فرمائی ہے اور یہ مدعا اوس وعید سے جو ایذا اور تخویف اہل مدینہ پر واقع ہوئی ہے ثابت ہوتا ہے سوا اسکے اور احادیث بھی اس مضمون میں وارد ہوئے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **لَا تَمْدِنِيَّةٌ مُّكَايِرِيٌّ** یعنی مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے **وَفِيهَا أَصْحَابِي** یعنی اوس میں میری خواجگاہ ہے یہ اشارہ اس بات پر ہے کہ میری قبر شریف اس میں ہونگی **وَفِيهَا مَبْعَثُ** یعنی یہیں سے میرا اٹھنا ہے یعنی قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ رحمت کے ساتھ کہ ہر روز شب قبر شریف کے گرد حاضر رہتے ہیں مبعوث ہوں گے **حَقِيقٌ عَلَى الصَّيِّئِ حِفْظُ جَانِبِي** یعنی چاہیے ہے کہ اوس کے حقوق کی رعایت میں ایک شتمہ فرو گذاشت نکریں اور جو کچھ کہ میرے ہمسائے سے صا ور ہو اوس کا مواخذہ نہ کریں جہا تک ہو سکے اوس سے در گذر کریں **مَا أَجْلَسْنَا لَكَبَابٍ** جب تک کہ ان لوگوں سے گناہ کہہ نہ ہوا و جب ہو تو جو حق شریعت غرا ہے حق الدین یا حق العباد میں اوس کو قائم کریں **حِفْظُ** **كُنْتُ لَهُ تَهْمِيلاً أَوْ تَفِيغاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يَحْفَظْهُمْ سَقَى مِنْ طَيْبَةِ الْخِيَالِ** اور طہنت خیال ایک حوض ہے ورنج میں کہ پیپ اور خون و وزخون کا اوس میں جمع ہوتا ہے نعوذ باللہ منها اور منجملہ اسکے یہ ہے کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ **لَا تَرِيْدُ أَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِينَةِ يَسْقَى إِلَّا أَنْ يَبْرِأَ اللَّهُ فِي النَّارِ كَذَوْبِ الرِّصَاصِ أَوْ ذَوْبِ الْمَرْحِ فِي الْمَاءِ** یعنی جو کوں نے اس عذاب سے عذاب آخرت مراد لیا ہے لیکن ظواہر احادیث اس کے خلاف پر نا طاق ہیں اس واسطے کہ بعد تحقیق ہونے عذاب آخرت کے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا جاری ہونا اسطور پر آیا ہے کہ جو شخص ایذا دینے اور لڑائی کر سنے کا اہل مدینہ کے ساتھ قصد کرے چڑھاؤ سے وہ اونی مدت میں اوس کے وبال میں گرفتار ہو

یعنی مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے
یعنی اوس میں میری خواجگاہ ہے
یعنی قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ رحمت کے ساتھ کہ ہر روز شب قبر شریف کے گرد حاضر رہتے ہیں مبعوث ہوں گے
حقیق علی الصیئ حفظ جانبی
یعنی چاہیے ہے کہ اوس کے حقوق کی رعایت میں ایک شتمہ فرو گذاشت نکریں اور جو کچھ کہ میرے ہمسائے سے صا ور ہو اوس کا مواخذہ نہ کریں جہا تک ہو سکے اوس سے در گذر کریں
مَا أَجْلَسْنَا لَكَبَابٍ
جب تک کہ ان لوگوں سے گناہ کہہ نہ ہوا و جب ہو تو جو حق شریعت غرا ہے حق الدین یا حق العباد میں اوس کو قائم کریں
حِفْظُ
كُنْتُ لَهُ تَهْمِيلاً أَوْ تَفِيغاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يَحْفَظْهُمْ سَقَى مِنْ طَيْبَةِ الْخِيَالِ
اور طہنت خیال ایک حوض ہے ورنج میں کہ پیپ اور خون و وزخون کا اوس میں جمع ہوتا ہے نعوذ باللہ منها اور منجملہ اسکے یہ ہے کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ
لَا تَرِيْدُ أَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِينَةِ يَسْقَى إِلَّا أَنْ يَبْرِأَ اللَّهُ فِي النَّارِ كَذَوْبِ الرِّصَاصِ أَوْ ذَوْبِ الْمَرْحِ فِي الْمَاءِ
یعنی جو کوں نے اس عذاب سے عذاب آخرت مراد لیا ہے لیکن ظواہر احادیث اس کے خلاف پر نا طاق ہیں اس واسطے کہ بعد تحقیق ہونے عذاب آخرت کے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا جاری ہونا اسطور پر آیا ہے کہ جو شخص ایذا دینے اور لڑائی کر سنے کا اہل مدینہ کے ساتھ قصد کرے چڑھاؤ سے وہ اونی مدت میں اوس کے وبال میں گرفتار ہو

ہلاک ہوا اور حضرت عید میں سید علی المدینی روایت کرتے ہیں کہ ایک درجہ شریف عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب مدینہ منورہ کے پچھارے دووں دست مارک اودھا کر دعا کی
 اللَّهُمَّ مَنْ أَرَادَ بِي وَأَهْلًا بَلَدِي لَسَوْفَ يَخْلُ هَذَا كَمَا يُعَاجِلُهُ فَرَسٌ يَنْتَهِ وَفَاعِلٌ كَارِهُ
 یلیہ کے واسطے میں اس حدیث شریف کا مصدق ہوا امام احمد حنبل حدیث صحیح
 میں حضرت حارث بن عسکری المدینی روایت لائے ہیں کہ ایک امیر امرا کی
 فتح سے بیت میں آیا اور حضرت حارث بن عسکری المدینی مدینہ منورہ میں تھے اور کہیں کی
 ست سے اودھی نصارت میں صعب آگیا تھا لوگوں نے اوس سے کہا کہ مساحت
 وقت یہ ہو کہ چدر و آیا اس ظالم کے سامنے سے الگ ہو جائیے اور اسے نہیں
 اسکے قہر سے بچائیے کہتے ہیں کہ حضرت حارث بن عسکری المدینی دو لوگوں ہاتھ ایسے
 دینوں کے کدھوں پر رکھ کر مدینہ منورہ سے ماہر چلے آئے ایک حکم صعب
 نصارت کے ٹھوکر کھا کر گریٹ سے لگے کہ ہلاک ہو وہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو ڈرایا ایک بیٹے نے یوحنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈرنا کیوں ہو سکتا ہے
 وہ تو اس جہاں فانی سے تشریف لے گئے حضرت حارث بن عسکری المدینی نے جواب دیا کہ
 میں نے حضرت مدور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ اپنے تئیں کہ تو جس میں
 مدینہ کو ڈرائے تحقیق اوسے مجھے ڈرایا اور روایا میں آئی کہ مَنْ أَهْلًا
 الْمَدِينَةُ حَالِئًا حَالًا وَاللَّهُ وَكَانَتْ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُسْلِمُونَ
 اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اوسکا کوئی عمل حواہ ورس ہو حواہ نعل مقبول ہیں
 سوا اسکے اور احادیث اسباب میں بہت ہیں سید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ظاہر
 ایسا معلوم ہوا ہے کہ وہ امیر جس سے حضرت حارث بن عسکری المدینی بھاگے تھے تشریف
 ارطاہ تھا اس واسطے کہ قرطی اس عبد البر سے روایت لاتے ہیں کہ حضرت مدو
 بعد قسبہ حکم میں نے تشریں ارطاہ کو فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا کہ مدینہ
 والوں سے اوسکی جلالت و عہدیت لے لے حضرت یوایوب النصاری رضی اللہ عنہ
 کہ اوس واسطے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل مدینہ منورہ

سید علی المدینی
 مدینہ منورہ میں
 والوں کی قیادت میں
 اوس کو مدینہ منورہ
 پہنچا کر

سید علی المدینی
 مدینہ منورہ میں
 اوس کو مدینہ منورہ
 پہنچا کر

خوف سے مدینہ چھوڑ کر جناب ولایت تاب کے پاس پونپٹے اور بشر شہر مدینہ میں داخل ہوا اور کہنے لگا کہ اگر عہد امیر المؤمنین اور اسکے حکم کے خلاف نہ ہوتا تو میں ایک شخص کو بھی مدینہ میں زندہ بچھوڑتا پھر سب اہل مدینہ کو حضرت معاویہ کی طرف سے بیعت لینے کو طلب کیا اور بنی سلمہ کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ اگر تم لوگ جابر بن عبد اللہ کو حاضر نہ کرو گے تو میرے عہد دوم سے باہر ہو جاؤ گے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنا کہ حضرت امیر المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال بیان کی اور اون سے بشر کی مجلس میں جانے کی صلاح لی اور کہا کہ یہ بیعت ضلالت پر ہی اس میں امید فلاح نہیں اور ترک میں بھی امان نہیں اب کیا تدبیر کریں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو کرنا اور چکر بیعت کر لینے کی رخصت دی اور اکثر اہل مدینہ اس کے خوف سے بھاگ کر حرہ بنی سلمہ میں چھپ رہے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ لعن جوارا ظلم اور فساد پر وار ہوئی ہے لیکن کفار اور اہل شرک نہیں ہو کہ خدا کی رحمت سے یاس مطلق ہو جائے اور جنت میں کبھی داخل نہ ہو بلکہ حاصل اس لعن کا دور پڑنا ہی خدا کی رحمت خالص سے اور داخل ہونا ہی اہل قرب کے ساتھ جنت میں اور حقیقت میں مقصود و تمہید ہی ہے اہل اور ترک حریت اور عظمت مدینہ منورہ پر یہاں تک کہ بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ وہ منورہ میں گناہ مجرہ حکم گناہ کبیرہ رکھتا ہی جیسا بعض علماء کہتے ہیں کہ حرم مکہ میں ایک گناہ کے لاکھ گناہ لکھے جاتے ہیں واللہ اعلم

فصل زبیدیہ پید کے زمانے میں جناب امام حسین بن علی سلام اللہ علیہما کی شہادت کے بعد اربع قبل حج جو واقع ہوا وہ واقعہ حرہ تھا اسکو حرہ واقم اور حرہ زہرہ بھی کہتے ہیں وہ ایک جگہ ہی سوا مدینہ طیبہ میں ایک میل پراور اس واقعہ میں جو کچھ قتل اور فساد اور ہتک حرمت اس خیر البلاء کا ظہور میں آیا اگرچہ ذکر اسکا باعث کدورت قلوب صافیہ ہو مگر چونکہ وقوع اسکا حدیث مخبر صادق کا مصداق ہو اس کے واقع ہونے سے پہلے ہی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ جو شخص اہل مدینہ کو انید اوسے اور خوف دلائے آخر کو دنیا اور آخرت کے عذاب اور نکال میں گرفتار ہوگا اور اس واقعے کا

احکام عیسویہ یا تھا ویسا ہی ہوا اس صحت سے لازم ہو کہ ایک اشارہ اوسکی طرف کیا جائے
 بعض علماء کے یہ ایک مصداق اوس حرکت کا ہو کہ مدینہ منورہ بعد ہجرت آنا ہوئے کے
 ویراں ہو جائے گا اور آدمی اسکو چھوڑ دیں گے اور حاتوراں صحرائی اوس میں
 آکر رہیں گے یہی واقعہ حرہ ہی لیکن تحقیقی اور مختار حدیث امام نووی لکھتے ہیں یہ حرکت کہ
 وہ حال قرب قیامت میں ہوگا اس واسطے کہ بعض علامات اور آثار جو اہل احبار میں
 وارد ہیں اس قصہ میں ہیں یا لگے گئے حدیث اس تفسیر کی روایت میں آیا ہے کہ جیسے
 سرس یہ طہ کر مہ ویراں رہے گا اور وحوش اور طیور اور درخت اس میں ہیں
 بعد اسکے دوجو رہے قبیلہ مرہ سے آئیں گے مدینہ منورہ کو اس حال و کیفیت
 آئیں میں تھا کہیں گے کہ یہاں کے آدمی کہاں چلے گئے ہیں تاہم ہو کہ وقوع
 ایسی حالت کا آخر زمانے میں ہوگا اور اس واقعے خاص میں بھی احبار اور آثار صحیح
 ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ایک روز ایسا میں آؤں گا
 کہ اہل مدینہ کو مدینہ سے باہر کریں گے لہذا وہ بوجھا کہ وہ کوں شخص چر جائے گا
 فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آدمی اور حدیث صحیح بخاری اور مسلم میں آیا ہے کہ ہالاک میرے
 امت کا ایک قبیلہ قریش کے ہاتھ پر ہو جائے گا میں نے سوچا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اوس وقت میں ہوا آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا گوشتہ کریں چٹوا خلق سے اور دوسری حدیث
 میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ فرمایا قسم ہے اوس حدیث کہ جاں میری اوس کے
 قصہ قدرت میں ہی مدینہ میں ایک ایسی لڑائی ہوگی کہ جو میں یہاں سے صاف کل جائیگا
 جیسے سر کے بال جوڑتے ہیں تم لوگ مدینہ سے اوس دن ماہر چلے جاؤ اگر یہ ایک سر
 کی قدر ہو اور بھی حسرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اے خدا کی ایک محکوم
 ساٹھ کے حادثوں سے اس کے لوگوں کی امارت سے نگاہ رکھو اور وہ دن آئے سے پہلے
 محکوم دیا سے اٹھائے یہ اسارہ تھاراں پریدہ لیلید کی طرف اس واسطے کہ وہ دن دولت
 سے ساٹھ میں تحت تفاوت یرمٹھا اور واقعہ حرہ اوس کے رماں تفاوت نشان میں واقع ہوا
 واقعہ کتا حرہ میں ابوبکر سے روایت لاسے ہیں کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کسی سفر میں باہر آئے تھے حرہ زہرہ میں پہونچ کر کھڑے ہو گئے اور ایہ انا للہ وانا الیکہ راجعون پڑھی صحابہ نے جانا کہ شاید اس سفر کا انجام اچھا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے خبر دی گئی، ہی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے دیکھا کہ استرجاع کیا فرمایا کوئی امر اس سفر میں ایسا نہیں ہی اونھوں نے عرض کیا پھر استرجاع کا کیا سبب ہوا فرمایا مارے جائیں گے اس حرہؓ کے سنگستان میں بہترین امت میری بعد صحابہ کے اور دوسری روایت میں آیا ہی کہ جب اس جگہ آپ پہنچے تو دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا کرتے اس حرہ میں مارے جائیں گے میری امت کے بہترین لوگ اور حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی یہ روایت آئی ہی اور حضرت کعب جبار سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ تورات میں آیا ہو کہ مدینہ منظرہ کے پورب کے سنگستان میں کچھ ایسے لوگ شہید ہوں گے کہ قیامت کے دن اونکے منہ چودھویں رات کے چاند سے روشن ہوں اور ابن زبالب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں پانی بہت برسا حضرت اپنے یاروں کے ساتھ سواد مدینہ کی سیر کو باہر تشریف لائے جب اس جگہ پہونچے جسکو حرہ واقعہ کہتے ہیں اور سیل پانی کی ہر طرف سے بہتی تھی حضرت کعب جبار رضی اللہ عنہ کہ اس وقت آپ کے ہمراہ تھے قسم کھا کر کہنے لگے اے امیر المومنین جسے یہاں سیلین پانی کی جاری ہیں اسی طرح یہاں خون کی سیلین جاری ہوں گی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نزدیک جا کر پوچھا کہ یا اباالحق کتب کس نے یہاں ہوگا فرمایا امی ہیر کے بیٹے تو اس بات سے کہ تیرے ہاتھ پاؤں سے واقعہ نہو ب جانا چاہیے کہ اہل سیر اور تواریخ نے بطریق اجمال تفصیل کے اس واقعہ کو لکھا ہو کہ ہم جس جگہ پر کہ اوں لوگوں نے تحریر یا تقریر کی ہونہو محل مفصل ہر ایک کی عبارت کا ترجمہ کرتے ہیں تاکہ تحریر یا تقریر اصل قصہ میں اخیر اور نقصان واقع نہو واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہیں اہل مدینہ کا مدینہ منورہ سے باہر نکلنے کا سبب جو بعضے احادیث میں واقع ہوا ہو یہی واقعہ حرہ ہے کہ مدینہ منورہ پر کمال رونق اور آبادی کے زمانے میں کہ بقا باہی صحابہ اور تابعین سے

یہ روایت
میں ہے
جو صحابہ
میں سے ہے

ملو تھا حادثے اور قتلے سے درست آئے لگے تو اہل مدینہ اس قتلوں کے خوف سے
 اوس جاری منظر سے رحلت اختیار کر کے باہر نکلے اور یریدیلید سے مسلم بن عتہ مرنے کو
 ایک صبح منظم تہامی ساتھ دے کر اہل مدینہ سورہ کے ساتھ قتال کرنے کو بھیجا اودن
 اتنے ایسے اس حضرات کو اوس مقام حرد میں ہمارت و لت حواری کے ساتھ تہید کیا او
 تیس دن تک ہرک حرمت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تسخول رہے اس حجت سے
 اسکو واقعہ شریکتے ہیں اس قصے میں ایک ہزار سات سے مہاجرین اور انصار اور علی
 تابعین تہید ہوئے اور عوام الناس سوا عورتوں اور لڑکوں کے دس ہزار اور سات
 حافظ قرآن اور یتا ہوئے آدمی قوم قریش کے درختہ تہادت کو یو پیجے اور اوس کے دوتوں
 صق اور ساو اور راکو مبلج کیا یہاں تک کہ لوگ قتل کرتے ہیں کہ بعد اس واقعے کے
 ایک ہزار سورت نے نیچے رمل کے حصے اور اس مالافقوں نے مسجد شریف میں گھوڑ
 مادھے اور رومہ میں ریاض النحہ میں گھوڑوں نے لید اور یتاب کیا اور لوگوں سے
 اس مہموں کی بیعت لی کہ یریدیلید ہے نکو پیجے اور چاہے آما و کرے اور چاہے خدا کی
 طاعت کی طرف ملاوے اور چاہے معصیت کی طرف عند اللہ میں رعدہ صلی اللہ علیہ
 نے یرید کے سامنے کہا کہ معیت حکم قرآن اور سنت یرلینا چاہیے انکو یرید نے اوس
 وقت تہید کیا اور قرطبی کہتے ہیں کہ اہل احادیث لکھا ہی کہ مدینہ سورہ اوس رہا
 میں غللی آدمیوں سے حالی رہا اور وہاں کے مسوحات و غیرہ نصیب حاوراں حنکی
 ہوئے اور کتوں وغیرہ سے مسجد شریف کو ایسا آرام کا دیا یا محرم صادق کی حرکا طلو ہو
 اور طرالی سے ایک حر طویل میں عروہ من الریر سے روایت کی ہی کہ حضرت معاویہ کے
 انتقال کے بعد عند اللہ میں ریر سے عقد بیعت اور اطاعت یریدیلید سے انکار کیا او
 اسکے حق میں کالی گلوچ کرنا شروع کی یرید نے یہ سکر قسم کھائی کہ وہ اند میں عند اللہ
 ریر کی گردن میں طوق ڈالوں گا بعد اسکے ایک شخص انکے لاسے کو بھجاا اسکے
 یاروں سے اس سے کہا کہ اگر تم ایک چادری کا طوق ملا اور یرید کو شمشیر سے بری کرے
 تھے واسطے ایسی کریں میں الوار راو اسکے اویر جاسے ہیں لو تھیں ہی کہ اوسکے ہاتھ سے

سلامت رہو حضرت عبداللہ بن زبیر نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ ہرگز اس کو اس قسم میں سزا
 نہ کرے گا میں ہرگز غیر حق پر نرم نہ ہوں جب تک کہ سخت پتھر دانٹوں کے نیچے نرم نہ ہو جائے
 بعد اوسکے عبداللہ بن زبیر نے دعوت شروع کی لوگو! کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا میری پیلید
 مسلم بن عتبہ مرئی کو ایک لشکر شامی ساتھ دے کر مدینے کی طرف بھیجا اور حکم کیا کہ بعد
 مدینے کے قلع و قمع کے مکے کی طرف جانا اور عبداللہ بن زبیر کا کام تمام کرنا جب مسلم
 بن عتبہ مدینے میں آیا سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم شہر سے نکل گئے مسلم وہاں کے
 باقی لوگوں کو قتل کر کے مکے کی جانب متوجہ ہوا اور راہی میں مر گیا اور مرے وقت حسین
 بن زبیر کنہانی کو اپنا خلیفہ کر کے ابن زبیر کے محاصرے اور بخیق مارنے اور آگ لگا دینے
 کی وصیت کی حسین بن زبیر توراہی میں تھا کہ بڑے کے مرنے کی خبر ملی راہ ہی سے
 بھاگ گیا اور جس بات پر خلیفہ بنا تھا وہ کچھ ظہور میں نہ آیا اور ابن جوزی کہتے ہیں کہ
 ۶۲ء میں زبیر پیلید سے عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو کہ اوسکے چچا کا بیٹا تھا مدینہ منورہ
 پر بھیجا کہ اوسکی بیعت وہاں کے لوگوں سے لیوے اوسنے ایک جماعت کو اہل مدینہ سے
 زبیر پیلید کی طرف روانہ کیا جب وہ لوگ زبیر کے پاس سے پھرے تو اونھوں نے یہاں
 آکر زبیر پیلید کو گھالی دینا اور زبیر اکنا شروع کیا اور کہا کہ وہ نے دن شارب الخمر فاسق ہو
 رہم نے اوسکی بیعت توڑ دی اوس جماعت میں منذر بھی تھے اونھوں نے کہا کہ وائد
 کہ اوسنے مجھ کو لاکھ درم دے دیے ہیں اور احسان کیا ہے لیکن میں سچائی کو ہاتھ سے نہ دوں گا
 وہ شرابی اور نے نمازی پر یہ حال نہ کیا اہل مدینہ کو بھی اوسکی اطاعت سے باز رہی
 ہوئی اور سب نے بیعت توڑ دی بعد اسکے اہل مدینہ نے عبداللہ بن حنظلہ غسلی کے
 ہاتھ پر بیعت کی اور عثمان بن محمد کو بلدہ طیبہ سے نکال دیا عبداللہ بن حنظلہ کہتے تھے
 وائد کہ ہم زبیر کی بیعت سے باہر نہ نکلے اور ہم نے اوس سے مقابلے کا قصد نہ کیا
 جب تک کہ ہم نہ ڈرے کہ آسمان سے پتھر بریں گے اور بھی ابن جوزی ابو الحسن دراہمی
 کہ ایک فتنہ راوی ہیں نقل کرتے ہیں کہ مدینہ والوں نے بعد ظاہر ہونے وائل فسق و
 فساد زبیر پیلید کے منبر پر چڑھ کر اوسکی بیعت توڑی عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی

ہمارے اسے سر سے جدا کیا اور کہا کہ اگر تم بھگتو یہ میرے صلہ اور لاعلم دیالیکس میں وہ جس حد
 واکم لکھ کر جو میں نے اپنے تئیں آؤسکی حجت سے الگ کیا حیا ایذا عامہ میں نے اسے
 سر سے الگ کیا دوسرے کھڑے ہوئے اور انہوں نے یادوں سے اسی عورتیاں نکالیں اور
 یہ بدیہ کی حجت سے الگ ہوئے یہاں تک کہ مجلس عاموں اور عورتوں سے بھر گئی تعداد
 عدا میں مطلع کو درپیش یہ اور عبد اللہ بن حنظلہ کو انصاریہ حاکم کیا اور عتے ہی ایہ تھے
 سکوداد مرزاں میں محاصرہ کیا مران اور صبی جماعت اس کے ساتھ تھی ان سبھوں نے
 یہ بدیہ کو ایسا حال کھلا کھنچا اس سے اسی مدد کو ایک لشکر لگایا اس سے مسلم عتہ کو
 اہل مدینہ کے سال یہ آمادہ کیا وہ کم سخت است کو نہ تھا تھا یہ جو وصف سری کے اہل مدینہ
 کی جو میری یہ طریقہ ہوا پھر یہ بدیہ نے سادگی کی کہ جو شخص حمار کا اسادہ کرے گا اس کو
 ہماری سرکار سے اسباب سفر اور لڑائی کے ہتھیار دیں گے اور سو یہاں اور بطریق عام
 او میرا عداۃ ہو گئے ہمیں بارہ ہزار آدمی مستعد ہوئے اور کورواہ کیا اس مرحلہ کو حکم بھجا
 کہ عدا میں دیر سے جا کر اسے اس مرحلہ سے اس حکم کی تعمیل میں مائل کیا اور کوسا
 والہ ہر گرج جمع کروں ایک فاسق کے واسطے عمر کے نزدیک قتل ساتھ لڑائی میں اس کے
 یہ بھروسے مسلم حجت کو بھیجا اور اس کو دہشت کی کہ اگر تمہیں کوئی حادثہ ہو تو جمع میں
 غیر سکوئی کو ایسا طریقہ کر اور کہا کہ میں جس پر بھگتو بھیجا ہوں میں ماراؤ کو دعوت اگر تیری
 مات قبول کریں چھوڑ دے ہیں و اس کے ساتھ لڑائی کر یہاں تک کہ جب تم کو اوپر غالب
 آجائے تیں رو و حرم مدینہ مدورہ کو سماج کر دے اور جو کچھ وہاں مال و کسب و کار
 ہتھیار اور گناہاں اس کو لکھ کر لوں یہ حال کر اور نہیں رو و کے بعد اس کے قتل سے مار رہو
 اور علی بن شمس اسلام اللہ علیہا سے کچھ تعرض کر کہ او سبھوں نے اس جماعت سے
 اتفاق میں کیا یہ حسب اہل مدینہ کی سبھی تو سب کچھ اس مساو کے دفع کر سیر مستعد ہو کر
 جماعت ہی ایہ سے حواریہ میں حضور تھے کہا کہ تم لوگ اگر ہم سے اس بات کا
 عہد کر دو کہ کچھ مکر و مساو نہ کرو گے اور عدا ہی و غیرہ عمل میں ملاؤ گے اور ہمارے دشمنوں کی
 ہ و مکر و کے تو ہم تم کو چھوڑتے ہیں و سیاسی وقت ہم کو قتل کیے و اسے میں ہی آہستہ

منافقانہ عہد و پیمان کر کے اوسکے ساتھ ہو کر مسلم بن عقبہ کے دفع کرنے کو باہر نکلے مڑان
 بن حکم نے اپنے بیٹے عبد الملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا کہ یہاں پہونچکر تین روز
 لڑائی سو قوت رکھے اور بعد تین روز کے اہل مدینہ کے ساتھ شور مچا اور کما تدریج کیا ہی
 اور کیا کرتے ہو اہل مدینہ نے کہا سوا می لڑائی کے کوئی تدبیر نہیں جس سے یہ فساد اور فتنہ نہ
 دفع ہو اور یہ خیر البلاد اس شر و شور سے پاک ہو مروان نے کہا لڑائی مناسب نہیں اوس سے
 فساد اور زیادہ بڑھے گا مصلحت یہ ہے کہ مزید کے ہاتھ پر جمعیت کر لو اور گردن اطاعت
 اوسکے سامنے رکھ دو مدینے والوں کو یہ بات ناپسند آئی بسکے سب لڑائی پر مستعد ہو کر
 مدینے سے باہر نکلے عبد اللہ بن شہل سوار ہوئے اور لڑائی کی صف میں آکر واوٹت
 دی اوس طرف مسلم بن عقبہ کو ضعف پیری کی جہت سے ایک چوکی پر بٹھا کر دو صفوں
 کے بیچ میں لاکر کھڑا کیا وہ نے دولت اپنے لشکر لوں کو لڑنے کی رغبت دلاتا تھا
 عبد اللہ بن مطیع بھی مع اپنے سات بیٹوں کے خوب مقابلہ کر کے درجہ شہادت کو پہنچے
 مسلم بن عقبہ نے اونکا سر مبارک نیزہ پلید کے پاس بھیجا آخر الامر نیزہ می غالب آئے
 اور لوں نالائقوں نے موافق حکم نیزہ پلید کے تین دن تک حرم مدینہ کو مباح کیا
 اور مال و رہنما لوٹا اور زنا کاری میں مشغول رہے وادی قتل کرتے ہیں کہ اہل مدینہ
 نے بعد قریب ہونے لشکر مزید کے آپس میں متور و کر کے ایک خندق کھود دی مثل
 اوس خندق کے جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کھود دی گئی تھی
 اور پندرہ روز تک اوس میں بڑی مشقت کی اور گردا گرد مدینہ کے کانٹوں کی بار
 لگائی اور دشمنوں کی راہیں ہر طرف سے بند کر کے ہر طرف تیر اور چتر بھینکا شروع
 کیا دشمنوں کو اندر آنے میں نہایت وقت ہوئی اور گھبرائے مسلم بن عقبہ اس واقع سے
 ڈر کر حرد کے ایک گوشے میں جا چھپا اور مروان کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ اس محل کے
 میں کوئی حیلہ نکال کہ ہم لوگ ظفر یاب ہوں مروان نے بنی حارثہ کے پاس آکر لوگوں کو
 کچھ طمع خام دے کر ایک طرف سے راہ کھلا دی لشکر بنی یاس طرف سے گھس رہے
 اہل مدینہ بسکے سب ہر طرف سے سمت کر اوسی طرف کو آکر مقابلہ اور محاربہ میں مشغول ہو گئے

سل کہتے ہیں کہ ایک سورت سلم سے عقیقہ کے پاس حرا دلائی کہ میرا بیٹا قہاری قید میں کیا گیا
 اوسکو چھوڑ دو اور تصریح و ساحری بہت سی کی اوس سے حیا نے اوسکے بیٹے کا کشتہ کر
 اوسکے ہاتھ میں لیا اور کہا کہ تو ایسے جیسے یرس نہیں کرتی حوا سے بیٹے کی سفارش
 کرنے کو آئی جو قتل کرتے ہیں کہ تیں و سب اکثر اہل مدینہ منورہ کو قید میں رکھا اور
 کھانا مایا می او کو کچھ نہیں دیا سعید بن مسیب کو سلم سے عقیقہ کے پاس لائے اوسے
 اوسے کہا کہ یرید کی حیات اختیار کر او کھوں نے فرمایا کہ معیت کی دس سے او کو کر اور عمر
 کے طریقے پر اسے کہا اٹکی رگ دن ہر دو اس دریاں میں ایک آدمی نے کھڑے ہو کر
 اوسکے جوں کی گواہی دی اوسنے او کو چھوڑ دیا اور یہ سلم سے عقیقہ سرف کھلاتا ہوا
 اس جنت سے کہ اسے قتال و فساد میں بڑا اصراف اور اوڑا کیا قرآنی کتاب اخرہ
 میں نقل کرتے ہیں کہ یرید یلید کے پاس آیا دیکھا کہ وہ درص طلع میں گرفتار ہو اور
 شتر غلام یرید ہوا اوسے کہا کہ اگر تم اتنے صیغف اور مرخص نہوتے تو میں اس مہم
 کے سر کرنے کو تمکو اور کر کے کچھ تائیں تم سے زیادہ ایسا مجلس اور باج کسی کو نہیں
 دیکھتا ہوں سرف یہ بات سننے ہی اوتھہ لیٹھا اور کہنے لگا کہ تھکو قسم جو امی امیر اللہ
 کہ یہ کام دوسرے کے حوالے کر مجھ سے زیادہ کوئی دشمن اہل مدینہ کا ہو گا میں نے
 اس ماس میں ایک عواہ دیکھا ہے کہ ایک درخت مع اسی شاخوں کے بیج میں عتھاں
 میں سیاں کے انتقام میں فریاد کرتا ہو میں نے ر دیک اوسکے حاکر سا کہ وہ در
 کہ ساتھ تھا کہ یہ کام سلم سے عقیقہ کے ہاتھ سے نکلے گا اوس پرور سے شکو یقین ہے کہ میں
 اہل مدینہ کو قتل کر دوں گا اور اسی امید پر ایسے دلو کو سلی دے رکھی ہے یرید نے جو سہا
 اسکو مادہ و مستعد بحال رعب دل پاپا کہا کہ اچھا تم تیار ہو اور علی سرکہ اندہ حلد ہی آ
 مدینہ ہو اگر وہ لوگ تھکا دے داخل ہوئے میں مدینہ کے اندر اور قبول حیات اور اطاعت
 سدا ہوں تو دیاں کے چھوٹے سے ٹپے تک ایک کو بھجوا سکو قتل کرنا اور سب
 ہساب نور مال و سکا لہنسا اور اگر ایسا کر میں ملکہ معیت اور اطاعت قبول کریں تو اوس
 تقرص کر دیاں سے عند اللہ میں یرید کی طرف ماما اور اوسکا کام تمام کرنا لکھا ہے کہ

لے غر
 لے غر
 لے غر
 لے غر

یہ سرف ناما عاقبت اندیش شہداء اسی حرم کو دیکھا کرتا تھا کہ باوجود ان لوگوں کے قتل
کرنے کے اب بھی میں دوزخ میں جاؤں تو مجھ سے زیادہ کوئی بد بخت نہ ہوگا اور نہ کوئی
روایت کرتا ہے کہ سلم بن عقبہ نے جس مرض میں مبتلا تھا اسکی دوا کنا کر کھانا مانگا
طیب نے منع کیا کہ ابھی دوا کسائی ہو غذا اوپر نہ کیجئے ورنہ دوا فائدہ نہ کرے گی
اوسنے کہا کہ اب میں اپنے بچنے کی تمنا کیوں کروں مجھ کو اپنی حیات کی تنافض اسوا
تھی کہ قاتلان عثمان کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا کروں وہ مراد میری حاصل ہو گئی اب سوا
موت کے مجھ کو کوئی چیز محبوب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ناپاکوں کے قتل
کرنے سے مجھ کو سب کنا ہوں سے پاک کر دیا ہو گا سید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بات
ادبکی کمال حماقت اور جہالت اور شقاوت سے تھی اسوا سٹے کہ شہید کرنا اس جماعت
مرحومہ کا موجب ایسے جرم اور عصیت کا تھا کہ اوسکے قبائل اور نکال سے اوس
نالائق بد بخت کو چھوٹنا محال و مشکل ہو جائے گا کنا ہ بخشا جانا کسکا اور مجملہ صحابہ کے
جنگو جبراً قتل کیا وہ عبداللہ بن حنظلہ غیل ہیں کہ مع اپنے سات بیٹوں کے شہید ہوئے
اور عبداللہ بن زید حاکی و صو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معتقل بن سنان جو
کے کی فتح میں حاضر تھے اور جندہ ان کی قوم کا اوسکے ہاتھ میں تھا اور بھی قتل کرنے
ہیں کہ یہی سرف شقی اور مروان بن الحکم شہداء اسی حرم کی لاشوں کے گرد بطور سیر اور تماشے
کے پھرتے تھے یکا یک عبداللہ بن حنظلہ غیل پر چکا ہڑی دیکھا کہ ادبکی اونگلی شہادت
کی آسمان کی طرف اٹھی ہو مروان نے کہا واللہ تو نے اگر بعد موت کے اونگلی آسمان
کی طرف اٹھائی ہو تو ہم نے کقدر ان گلیاں اپنی حیات میں اٹھارے ہاتھوں سے آسمان
کی طرف نہیں اٹھائیں اور نہ ایک درگاہ میں کتنی تصرع و زاری نہیں کی اور کتنی دعائیں
نہیں مانگیں ایک شخص یہ بات سن کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اگر احوال اس جماعت
مقتولین کے ایسے ہی تھے جیسے تم کہتے ہو تو تم ہم سب کی دعا اہل جنت کے قتل میں
تھی وہ بولا کہ ان لوگوں نے مخالفت دین کی اور عہد مسلمانانہ توڑا نقل ہے کہ مروان
بعد اس واقعہ کے یزید پلید کے پاس گیا یزید نے بڑا شکر ادا کیا اور اسکو اپنا

مقرب کھلایا اس حور می روایت لایق کہ بعد میں سب وراثت تھے کہ اول راتوں کو
 جس میں واقعہ حرہ و ریش تھا کوئی شخص سوا میرے سجدہ تشریف میں حاضر نہ ہوتا تھا اہل
 تمام مسجد میں آکر مجھے دیکھتے ہوئے کہ یہ بڑھا دیوانہ یہاں کیا کیا کرتا ہو اور کوئی وقت
 مار کا نہ آتا تھا کہ میں آوار اداں اور اقامت مار کی حجرہ تشریف سے رہتا تھا اور
 اسی اداں اور اتنا ست سے میں مار پڑھتا تھا جی اللہ تعالیٰ رحمہ وارضاء عما اور اس
 واقعے میں ایک تراویح امرہ ہوا کہ حضرت ابوسعید حدادی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اول
 ماسقاہ بدینوں نے گناہی کی نسل کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت ابوسعید حدادی
 رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اوکی ریش ہمارک حرمتہ اوکری ہوئی ہو لوگوں نے دیکھا
 کہ یہ کیا صورت ہو آیا تم ہی داڑھی کے ساتھ کھیل کیا کرتے ہو اور نہ سے بوجا کرتے
 اوکھوں نے فرمایا کہ ہمیں یہ مجھ پر ظلم ہوا، ہوا اہل شاکم، اصرہ حرہ میں ایک جماعت تھیں
 کی سرے گھر میں گھر میں اور جو کچھ مال اور متاع اور اسباب گھر کا تھا لوٹ لے گئی
 خدا کے دوسری جماعت کسی اسخوں نے میرے گھر میں کچھ بیانا تو اوکو ہایت
 عصہ لیا ہر شخص نے میری داڑھی اوکھاڑی اور اس حال کو حرم دیکھتے ہو تو حیا یا اول شاکم
 سے اس طرح کے اور بھی قلعے تیار ہوئے تیار ہوئے اس سواں طالوں کا احام کار
 کہ ولات کرنا ہو اس کے حرم الہ یا والا حرہ ہوئے یہ نقل کرتے ہیں کہ جب مسلم بن عقیہ سرف
 مرکز دارے حرم و اکراہ اہل مدینہ سے جب برید یسید کی ایسی حاہی تو اوکراہ آدمیوں نے
 حرم سے جیسا حالت اکراہ اور اسطرار میں محبت اور اطاعت کرنا قبول کی اوکھیں سے
 ایک شخص نے کہا کہ محبت کی میں نے مگر طاعت یہ یہ معیت یہ صرف سے اس طرح
 کی محبت او سے تول نہ کی اور قتل کا حکم دیا حتم قتل ہو گئے تب اوکی والدہ نے
 قسم کھائی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس قدر قدرت دے تو یہ اللہ میں اسکا جلا ووں مڑہ ماؤں
 باربدہ حاما حاہیہ کہ جب سرف قتل اور لوٹ مدینہ سے فارغ ہوا تو لقمہ مقابلہ مقابلہ
 عن اللہ میں رہی کہ معطلہ کو روانہ ہوا دو تین روز کے بعد جس مرض میں کہ مبتلا تھا جسم
 واصل ہوا رہ لی فی ایسے عہد کے موافق حید علام ایسے ساہلے کر اوکی قبر گئیں کہ

۴۰
 مسند
 احمد

اوسکو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری کرین اوسکی قبر کھولی تو دیکھا کہ ایک اژدہا مسرت کی
 گردن سے لپٹا اوسکے ناک کی پڑی چوس رہا ہے سب لوگ یہ حال دیکھ کر ڈرے اور اون
 بی بی سے کہا کہ قادیان سے اوسکے اعمال کی سزا دی اور تختاری طرف سے انتقام
 لیا ہے عذاب اوسپر کافی ہو وہ بولیں نہیں واسد جب تک میں اپنے عہد کو جو خدا سے کیا ہوا
 پورا نہ کروں اس مسرت سے درگزر نہ کروں اور کہا اوسکو پاؤں کی طرف سے نکالو اوس
 طرف بھی ایک اژدہا پایا اون بی بی نے وضو کیا اور زور کحت نماز پڑھ کر حق تعالیٰ سے
 دعا کی کہ یا اسی تو جانتا ہے کہ میرا غصہ مسلم بن عقبہ پر تیری رضا کے واسطے ہو چکا ہے
 دے کہ میں اوسکو گرٹھ سے نکال دوں بعد اوسکے ایک لکڑی ہاتھ میں لے کر سب
 کی قوم پر ماری کہ اوسکی قبر سے نکل گیا پھر اوسکی لاش کو نکلا کر جلو اوی واقفی کہتے ہیں کہ
 ہلکا ایسا ثابت ہوا ہے کہ وہ بی بی یزید بن عبداللہ بن زمرہ کی ماں تھیں بعد متوجہ ہونے
 مسرت کے مکہ معظمہ کی طرف یہ بی بی دو تین منزل مسرت کے لشکر سے الگ الگ اپنی
 قوم کو ساتھ لے کر پھرتی تھیں جو نہیں مسرت کی خبر مرنے کی پائی آپو نہیں اور اوسکو
 قبر سے نکال کر سولی پر رکھ دیا تھا کہ کہتے ہیں کہ جنھوں نے مسرت کو دار پر دیکھا تھا
 ہم سے حکایت کرتے تھے کہ لوگوں نے اوسکو دار پر سنگسار بھی کیا یعنی اوسپر تھرا ہوا او
 ذکر جلانے کا اس روایت میں نہیں آیا شاید سولی پر رٹھنے کے بعد دو تین دن کے جلایا
 ہوگا پس جس شخص نے جلانے کی روایت نہیں کی اوسنے قبل جلانے کے اوسکو سولی پر لٹکایا
 ہوگا واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہیں کہ مسرت اوس واقعے کے بعد تین راتیں نہیں
 گذرین مریا اور راہ میں مدینہ منورہ کے اوسکا پیٹ پیپا ورنون سے بھر گیا تھا سخت سی
 حالت میں مریا لیکن وہ نے حیا کمال حیا اور نہایت فضاوت ولی سے کہتا تھا کہ خدا
 مجھ سے بعد کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ کے کوئی ایسا عمل جو میرے نزدیک سب علموں سے
 محبوبا و تیری درگاہ میں قبولیت کے لائق ہو سوا قتل کرنے اہل مدینہ کے نہیں ہوا
 اگر تو مجھے باوجود ایسے عمل نیک کے بھی جہنم میں داخل کرے تو میرے برابر کوئی بد بخت
 عالم میں نہ ہوگا پس اس کے حصہ میں بن نہیں سکوئی کو طلب کیا اور کہا کہ مجھ کو امیر المؤمنین

یعنی برید یلید سے حدیر۔ الی اور حاکم کیا ہی جلد مکہ معظمہ میں پہنکر حد ابدا میں الریر کا کام
تمام کرار اس سے اڑے میں کمی مکر صحیحی سب کر کے پتھریں پتے مارا کر وہ جائے کعبہ
کی طرف یاہ لاوے تو کچھ خوف کرا اور صحیحی پھیلے سے مار رہے حسین بن ہشام اسکی
وہست کے موافق جو سٹھ روزا میں ملکہ سٹھ کو گھیرے رہا اور قتال شد بد کیا اور
صحیحی کعبہ اند کی طرف پھیلے لکھا ہی کہ ایں لوگوں کے ساتھ ایک شخص تھا کہ اوستے
ایسے میرے کے مرتے یہ آگ لگا لی تھی کجا یک ایک ہوا تیرا یہی جلی کہ کعبہ الید میں
ایں سے آگ لگ اوتھی اوسوی دریاں میں برید کے مرنے کی خبر پہنچی کہ مرضات ا
یچن ہم وہل ہوا یہ خبر پہنچتے ہی یرتالی اہل شام اور سوا میتہ میں خبر گئی سب کے سب ا
اور جو اسکت یا کر بھلگے واقعہ حرہ چار تنہہ کے دن شایسویں یا اٹھائیسویں بجھ
سہ تر سٹھ میں اور موت مسلم میں سٹھ عرہ محرم کو سہ جو سٹھ میں اور قتال مکہ اور تینہ کر کا
ست اند کا صحیحی سے تنہہ کے روز تیسری سبغ الاول کو اور میرا برید یلید کا پہلی تاریخ
ربیع الثانی کو بعد واقعہ حرہ کے واقع ہوا علیا کہ سہوی کتابت فایں کر کے ہیں اسلئے علم لیا
فصل اول و سٹھ۔ واقع عرہ کے کہ حضرت سیدالارضی علیہ السلام نے اوس سے
حرہ ہی ہر طور ار حجار ہو کہ اوس دیار مسلم تجار میں واقع ہوا اور اسکا طائر وادالالت
کرا ہی اوس میں کر اسبتاں کی طمب ساں یہ اور حکم اوستکے طاہر ہوئے میں ڈرانا
تھارے لوگوں کا اور حاصل اس ملکہ تریہ میں طاہر ہوئے کی حکمت یہ تھی کہ یہ میں رحمت
اور تعاضب کی نکتہ ہی ایسے امر کا طاہر ہوا حالی بحویف اور عسرت سے ہوگا اور بعد
طاہر ہوئے اس حکمت کے حضرت علی علیہ السلام کے دریا ہی رحمت سے اوس باہ
عصمت کو بچھا دیا قرطی کہنے ہیں کہ ابتدای سلح حامدی الارلی سٹھ سے تیسری جواد اللہ
مکث یہ سورہ میں ترے ترے آئے کہ ماول کی طرح کرتے تھے اور سا سے گھر
اور۔ یوار میں اہل گنہن ایک رات کو خاؤہ یا اٹھارہ مار واقع ہوا اور تیسرے ماہ مذکور کو
بعد ہمار عتاس کے ایک آگ حجار کی طرف سے طاہر ہوئی جسے ایک ٹرا تھر کہ حسین قطعہ
ہو سب وار اور گویا ایک جماعت آدمیوں کی اوستکو لپیٹتی ہی اور جس بیمار ملک پہنچتی ہی

اوس کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور راکھ کی طرح پھلاتی ہو اور
 بادل کی طرح گرجتی ہو اور دریا کی طرح جوش مارتی ہو اور گویا اوہین سے نہرن سرخ او
 نیلی نکلتی ہیں اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچتی ہیں اور ساتھ اسکے ایک بھنڈھی ہوا بھی
 اوس طرف سے مدینہ کی طرف آتی ہو قسطلانی کہ اوس زراٹے والوں سے ہیں کہتے
 ہیں اوس آگ کی روشنی سارے اطراف جنگلوں میں پھیل گئی تھی اور حرمنہوی اوس آگ
 سے ایسا روشن تھا جیسے دن کو روشن ہوتا ہو اور لوگ راتوں کو اوس کی روشنی میں کام
 کرتے تھے اور اون دنوں میں آفتاب اور ماہتاب کی روشنی بیکار ہو گئی تھی بعضوں نے
 مکہ معظمہ میں اس آگ کی روشنی دیکھی اور یمن و بصرہ میں بھی دکھائی دی مصداق حدیث
 منیر مصداق صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایک آگ حجاز کی جانب سے ایسی نکلے گی کہ اوس کی روشنی
 سے اونٹوں کی گردنیں، بصرہ میں دکھائی دین گی انھوں سے دکھائی دیا مورخین لکھتے
 ہیں کہ طول اوس آگ کا چار کوس کا تھا اور عرض چار میل کا اور عتق و یرطہ و راجوم
 سیل کی طرح چلتی تھی اور دریا کی طرح موج مارتی تھی اور اوس کی گرمی سے جتنے پتھر گل گئے
 تھے وہ سب ملکر سدا راہ ہو گئے تھے کہ مدت دراز تک اوس وادی سے انڑا ہلی لوگ اور
 مویشی گذر نہ سکے تھے اس میں یہ حکمت تھی کہ اکثر اوس طرف سے بعضے منسدرین اگر اہل بیت
 کو تشویش دیتے تھے اس سند عظیم کا پیدا ہونا اوس کے آنے کو منع ہوا طبیعت تو پسنددار
 کہ درکار خداوند خطاست + زانکہ اوہر جہ کند عین صلاحیت و صواب + چال کلام یہو
 کہ عجائب اس آگ کے بیان میں نہیں آسکتے جمال بطری نقل کرتے ہیں کہ اوس آگ کے
 عجائب احوال سے یہ ہو کہ پتھر کو کھالیتی تھی لیکن درختوں میں کچھ سکا اثر نہ ہوا تھا اور کہتے
 ہیں کہ امیر عزالدین ہنیف کے ایک آزاد غلام سے میں نے سنا کہ تھا کہ امیر مذکور نے
 محملکو اور ایک اور شخص کو میرے ساتھ کر کے اوس آگ کی خبر کو بھیجا ہم دونوں ہوا قریب
 اوس آگ کے پونچے کچھ جھکو اوس کی حرارت محسوس ہوئی ساتھ اسکے کہ ہماروں کو کھائی
 چلی جاتی تھی میں نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکال کر اپنا ہاتھ اوس طرف ورازا کیا
 سب تیر کے پیر چل گئے اور تیر کی لکڑی باقی رہ گئی اس جگہ پر بطری کہتے ہیں کہ اس بات

نہی ہو

جان علی
 مؤرخین میں
 سے ہون
 علی بن ابی طالب
 صاحب مدینہ
 نے

سے سے سرے وہن میں ایک مہی اور پیدا ہوئے وہ یہ کہ گویا یہ کیا ناؤ سکا درختوں کو
 آثارِ حق تعالیٰ سے ہو کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے جمیع مخلوقات کو مدیہ سورہ سکے
 حرم کی تعلیم اور رعایت اور حکم فرمایا ہی لیکن قسطلانی کہتے ہیں کہ اوس آگ کی شدت
 حرارت سے کسی کو روک حائل کی محال نہ تھی ووتیر کے حائلے کیا وکی حرارت کی
 مومین اور میت کی جو حین ہیجی تھیں اور بھی وہی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص بہا
 معیتر سے سنا ہے کہ وادی میں ایک بڑا سا بھڑا تھا اور کھاد کا حرم کے اندر داخل تھا
 اور آؤنا ہر راہر کی انگ کو آگ کھا گئی اور صدف داخل تک جو بھی تو ٹھہ گئی اوس میں
 میں جو حال نظری لائے ہیں اور کلام قسطلانی میں ظاہر اسامات معلوم ہوتا ہے علیہ السلام
 فرماتے ہیں کہ قسطلانی کا کلام راہہ قول کے لائق ہر اس واسطے کہ وہ اوس نے اول
 سے ہیں کہ اوس آگ کے احوال کو ایسے متاہر سے معلوم کیا ہے اور ایک کتاب بھی
 اوسوں نے اس آگ کے احوال میں کمال الصل سے لکھی ہے اور یہ بھڑکا آؤنا حائل اور
 آؤنا حرم کی حرمت سے نہ حائل سے معجزات سید کائنات علیؑ علیہ السلام سے ہو کہ
 بعد سے زمانے کے طاہرہ و آؤنا حرم ربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رقم علیؑ علیہ السلام کہتا ہے
 حکم یہ آگ اللہ تعالیٰ کی آیات اور حضرت علیؑ علیہ السلام کے معجزات سے ہی تو ہو سکتا ہے
 کہ اوقات مختلفہ میں اشیاء متعددہ احوال مختلفہ طاہرہ ہوں بھی اوصوں کو مستعد
 کہ معلوم ہوئی اور اوصوں کو اونی سرویات جیذاں عرب نہیں اور اللہ تعالیٰ کی
 قدرت اور حضرت علیؑ علیہ السلام کے اعجاز سے کچھ عجیب ہیں واللہ اعلم
 کل شیء فی آگ کے نہ تاثیر کرے یہ معلقات حرم شریف ہیں و ووں کلام متفق
 لکھا ہے کہ فاضل اور امیر مدیہ سورہ سب اہل مدیہ کے ساتھ جمع ہو کر حدای تعالیٰ کی رکھ
 میں تصریح اور راری میں متعول ہوئے اور رد مظالم اور اقرار حقوق میں کوشش کی اور
 روئے آؤنا و کیے تاکہ دریای معصرت آگ کی حوس میں آئے اور تب جمعہ اور تہہ کو سب
 دیتے دلتے لڑکے مالوں سمیت حرم شریف میں تب ماش ہوئے اور گرداگرد حجرہ شریفہ
 کے مہمہ ہو کر حق تصریح اور عارضی اور راری بجا لائے حق پیجاہ و تعالیٰ نے ایسے

اور اس کا
 حارجی

جذیب کی برکت سے اوس آگ کا شمال کی طرف منہ پھیر دیا اور اس مبارک عظیمہ و النور کو اپنی رحمت کا امیدوار کیا اور یسین آگ کی جو سارے جنگلوں میں پھیلی تھیں وہ بھی اسی طرف کو پھیر گئیں اس آگ کے ٹھہرنے کی مدت بقول مورخین تین مہینے تھی اور قسطلانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ابتدا اوسکی روز جمعہ چھٹی جمادی الآخرہ کو ہوئی اور انتہا روز یکشنبہ ستائیسویں رجب کو مہجوع اس مدت کا باون روز ہوتے ہیں ان دونوں کا بیٹوں میں بھی مخالفت ہوئی لیکن لکھا ہے کہ چند روز تک ایسا رہا کہ وہ آگ کبھی بلند ہوئی تھی اور کبھی دبی ہوئی پس ہو سکتا ہے کہ قسطلانی نے غلبے کے دنوں کی تعبیر کی ہو اور روزوں نے بچھانے اور نئے نشان ہو جانے کی مدت کو بھی لے لیا ہو یہ بیان تھا آگ کا کہ ارا لابرہ میں ظاہر ہوئی اور حضرت سیف بخاری صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کسی طرح کا صدمہ اور کوئی آفت و کوئی ہنپی اور سوا آگ کے اور بھی اسی سال میں عجیب عجیب طرح کے واقعات اطراف عالم میں ہوئے چنانچہ دجلہ بغداد اتنا زور شور پر آیا کہ بہت سے مکانات تخریق ہوئے اور بڑی بڑی عمارتیں گر گئیں اور اس آگ نکلنے سے دوسرے سال کے شروع میں مدینۃ الاسلام بغداد میں ایک قیامت کبری قائم ہوئی یعنی لشکر تارنے خروج کیا اور خلیفہ عباسی المعتصم بامد کو مع اور مسلمانوں کے شہید کیا لکھا ہے کہ ایک مہینے سے زیادہ کافرون کی تلوار مسلمانوں پر کھچی رہی اور علوم دین کی کتابیں گھوڑوں کے پیچھے روند و این اور مدرسہ مستنصریہ میں اینٹوں کی جگہ کتابیں اور رکھ رکھ گھوڑوں کے تھان بتائے اور بغداد آدمیوں سے بالکل خالی ہو گیا اور آگ اس طرح کی لگی کہ دار الخلافہ اور اکثر مقامات اور مقبرہ اصفہ مدفن خلفای بغداد اور بڑے بڑے مکانات برکیوں کے بالکل جل گئے اور وہاں بھی بڑی شدت سے آئی اوسی وقت سے خلافت خلفای عباسیہ منقطع ہو گئی و ^{لله} ^{الخالق} ^{والقادر} ^{الکامل} ^{الکرم} ^{والعزیز} ^{الجلیل} ^{الرحمن} ^{الرحیم} اور عجائب قدرت خداوندی سے یہ ہو کہ اوس ہی سال میں اوس آگ کے بچ جانے کے بعد بعض سب سے مسجد نبوی میں آگ لگ گئی تاکہ لوگ جان لیں کہ خدا کی حکمت کی کنہ دریافت کرنا طاقت بشری سے باہر ہے اور بندوں کو سوا تسلیم کے چارہ نہیں ہے

"میں نے اپنے انشاؤں کے لئے اور ان کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔"

مصرح کند ہرچہ حوادیر و حکامیت **لَا یَسْئَلُ عَمَّا یَعْمَلُ وَهُوَ لَیْسَ بِکَاوُنٍ**
 اور بھی جو کہ وہ آگ سیب کی تھی عالم قدرت سے اور پردہ اسباب مادی کے ماہر سے
 اوس سے مدیہ مسور کا کج حاکم کمال اوس کے تشریف و راتیار کو ظاہر کر رہا ہے لیکن اسباب
 عادی جو کہ موضوع اس واسطے ہیں کہ سماسات و سیر مترتب ہوں تو ظہور اوس کے آثار
 کا جہاں سریب نہیں ہے جیسے سیر مادی سے سریب ہوا اور اسی واسطے اگر کوئی آدمی
 انکار کسی سی کی سوت کا یا کسی ولی کی ولایت کا کرے اور مدعا دیکھا اوس سی کے
 معجزے سے یا اوس سی ولی کی ولایت سے رمدہ ہوا ہو تو کچھ درجہ سوت اور مرتبہ ولایت
 کے مات ہوئے میں قلعہ نہ کرے گا مگر اگر کوئی بھڑا جیواں اوس انکار سے
 ماطق ہو تو اللہ قانع ہو گا اس واسطے کہ یہ پردہ عیس سے ہی اور دائرہ اسباب کے ماہر ہی
 باب تیسرا اس معصوم ہیں کہ اس میں مقدس پر پہلے کس لوگوں نے رہا اختیار
 کیا تھا اور حجاب سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجائے کے وقت
 وہاں کون لوگ رہتے تھے علمای سیر اور تواتر حضرت عبداللہ بن عباس صلی اللہ علیہ
 روایت کرتے ہیں کہ جب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے نکلے تو سب اسی آدمی تھے
 وہ اطراف مال میں دین مارہ فرج کے پھیلا دیں اور ترے بعد تو والد اس اس کے
 ایک جماعت کثیر پیدا ہوئی پھر اوس سے مل کر بیرون کعباں میں حاکم کو ایسا بادشاہ
 کیا پھر حبس لوگوں میں کھار کا فری شروع ہوئی جس کے سب متصرف ہوئے
 ہر ایک ایک طرف کو چلا گیا اور ہتھیرا میں اتحاد ہو گئیں اس جماعت نے کہ ہم
 میں نوح کی اولاد تھی اللہ تعالیٰ کے الہام سے رہاں سولی ایسا دیکھی اور مدیہ مسورہ کی
 رہیں مار گتیر رہا شروع کیا اور سب سے پہلے وہاں کھیتی اویکیں نے کی اور کچھ ور
 کے درخت لگائے اور وہ فرقہ عمالقہ اور عمالیق کہلاتے تھے اس واسطے کہ وہ عمالقہ
 میں ارحم دس سام میں نوح کی اولاد تھے اور بعد ایک مدت کے اوس کی املاک اور اہوال
 وغیرہ میں ہمت اڑوایا دھوا اور ہمت بھی ولایتیں دیکھے ہاتھ لگیں اور دریاں بحر میں
 اور عمال اور حجار کے شام اور مصر تک دیکھا تصرف ہوا اسام کے حاکم بن اور مصر کے

انسانوں سے زیادہ تھا میں نے دونوں کا مضمون اکٹھا کیا وہ اسطور پر ہی کہ جب حضرت
 موسیٰ علیہ السلام حج کو تشریف لائے بہت سے گروہ بنی اسرائیل ان کے ساتھ تھے
 پھر نئے وقت ان کا گزر مدینے کی طرف سے ہوا تو چونکہ بلدہ نبی آخر الزمان کا نوکر
 قورات میں بننا تھا ایک گروہ نے انہیں سے مشورہ کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کی رفاقت چھوڑ کر اس سرزمین پر رہنا اختیار کیا ایک جماعت اعراب بھی کہ بلا و حجاز کے
 گروہ پاکر آئے تھے اور ان کے ساتھ موافق ہوئے اور ان کا وہ بن قبول کیا اس قول سے پہلے
 یہودیوں کا رہنا ثابت ہوتا ہی لیکن تاسیخ والوں کے نزدیک رجحان پہلی خبر کی ہی یعنی یہود
 سے پہلے عاتقہ رہتے تھے والد اعلم بالصواب اور ابن ابی سندیٰ بن عمرہ بن الزبیر سے
 نقل کرتے ہیں کہ جب عاتقہ ان بلاد میں کھیل گئے اور مکہ و مدینہ و حجاز وغیرہ ان کے
 تصرف میں آگیا تو کنناہ اور کبر سوجھا حضرت موسیٰ علی نبینا والصلوٰۃ والسلام نے بعد عرف
 ہونے فرعون اور فتح بلا و شام اور ہلاک کنعانیان ایک لشکر عظیم عاتقہ کے ہلاک کرنے کو
 بھیجا اور حکم فرمایا کہ عورتوں اور لڑکوں کو نہ مارنا باقی کا استیصال نام کرنا اللہ تعالیٰ کی ہدایت
 جب موسیٰ علیہ السلام کا لشکر غالب آیا تو ان لوگوں نے بوجہ حکم رسالت کے ساری
 قوم کو ہر شاہ سمیت کہار قم بن ابی الارقم تھا قتل کر ڈالا اور میں ایک جوان تھا اولاد رقم
 سے نہایت حسین و جمیل اوسکی صورت و کھنکھ متضامی طبیعت بشری اور سکے قتل میں قوت

کیا اور حجاب رسالت سے طالب حکم حدید سے الگ آیا گیا اس کے پاس جو بیستے بیٹھے
 تھے وہ بھی علیہ السلام نے اس جہاں فانی سے رحلت فرمائی ہی اسرائیل اس لشکر کی
 آمد آگ کی خبر کر اس سال کو دوڑے اور اس سے ملائی ہو کر کیفیت حال پوچھنے لگے
 لشکر والوں نے کہا کہ یوں ان کے کہ اسکا مارا حکم بدیر تر قوت کھاتھا اور سوا غوثوں اور فرار کوں
 اور قحط سے ایک شخص بھی اہم سے رہا وہ ہیں جدو آبی اسرائیل یہ بات سنا کر ہستیا ویتہ ہزار ہوئے
 اور کہنے لگے کہ تم نے حلال حکم چیر کیا ان جہاں کو بھی لڑائی قوم میں، اجل بھاگوں مل گیا اب بھاری
 چاہے ہر میں میں ہر سب لشکر لوں نے آئیں ہیں کہا کہ اس تقدیر پر ہم لوگوں کو جہاں سے
 آئے ہیں وہاں سے ہتر چلاؤ رحلت کی پس یہ سب کے سب ریہں حجار میں چلا آئے
 اور نہیں رہے یہ رحہ حی عمارت کے ہلاک ہوئے کے معافی میں یہ وہ کہ رہے کی
 آ رہی اس زمانہ کہتے ہیں انہی یہ رحہ طری نے کہا ہو کہ ہی اسرائیل ریہں حجار میں
 محب قہر کے، اقعہ میں آئے حسوتیں کہ لاد تمام میں اوس نے حمل کیا اور میت القہر
 کو حجاب کیا اور رخصتہ ارباب میر حسرت الہ ہر رحہی اب سہ سے رایت کہتے ہیں کہ
 ہی اسرائیل یہ محب نصرے مہایت ظلم کیا تو انہوں نے متورہ کر کر ہوا حرب کی طرف
 چلے آئے کے اہر کی جہارہ وہ دیکھا سلما اور احار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ایک
 ایسی کتاب میں پڑھے تھے کہ معجزہ الرماں ایسے صفات حمیدہ کے ساتھ کسی قرے میں
 فرمیں حرب سے کہ جسکو دات لہل کہتے ہیں طور فرمائے کا حب یہ لوگ تمام کے شہروں
 ماہر ہوئے تو قرئی حرب سے جس نے میں ایک سہہ کمی صفات قریہ محمد یہ سے یاتے تھے
 وہاں دو کس ہوئے تھے اسی طرح چلتے چلتے حب تر میں بھیجے تیرب کو سارے صفات
 مذکورہ کے ساتھ متع یا یار میں ایک جماعت تھی اولاد باروں علیہ السلام سے اسے
 تیرب میں ہما مول کیا اور ایک گروہ اور سخاؤ اوسکے گرد و پیش جسر و غیرہ میں ٹھہرے
 اور جب ان لوگوں میں کوئی مرے لگتا تھا تو اسی اولاد کو وصیت نامہ اس معصوم کا
 لکھ کر سہہ خاتا تھا کہ اگر تم سدا و لیس والا جیس کے رماں کو امت ہتاں کو یا تو حجاز
 او کی طاعت رعیت سے ایسا نہ پھیرا ولیکس تقدیر اند سے جہارہ میں ہی طالع

افتاب عالم نبوت و رسالت کے شرق و طغی سے انصار نے اس نعمت کے لینے
 میں چنانچہ تعمیل اسکی آگے آتی ہی سبقت کی یہود و انما قبت محمد کو اس بات سے حسد ہوا
 اور نکال اور وبال بدی میں گرفتار ہوئے یہ عجب تماشا می قدرت ہی پہلے یہود انصار سے
 نزل کے وقت کہا کرتے تھے کہ کل نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہون کے ہم
 اور انکے ساتھ ہو کر تم سے خوب سمجھیں گے اللہ تعالیٰ نے قضیہ بالعکس کر دیا وہ سعادت
 انصار کو ملی جسکے یہود و مشرک تھے مصرع ابن کار و ولست کنون تا کر ارسد + بیعت
 سعادت بہ بخشایش داورست + نہ برکت و بازوی زور آورست + ابرہہ شیبہ جابر رضی اللہ
 عنہ ہر حیات روینہ کرتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام حج
 ادا کر کے واپس لوٹے تو متوجہ ہوئے اور گدراؤ نکا مدینہ منورہ کی طرف ہوا تو کسی فتنہ باز
 یہود نے یہود کے خوف سے اپنا اسباب اقامت اور نیک در بیان سے اڑھا کر جبل اجد پر
 جا ٹھہرے اس آئینہ میں بہت حیات حضرت ہارون علیہ السلام کی آخر ہونی قاصداً حل
 یاوشاہ کم نزل کے پاس سے آہنجا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے اسی پہاڑ پر
 ایک قبر کھودی اور کہا اسی بہائی موت تیری قریب آچکی اب تو اوس عالم کی طرف
 متوجہ ہو حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ السلام اپنی حالت زندگی میں قبر شریف کے
 اندر جا لیٹے وہاں روح مبارک حضرت کی قبض کی گئی حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام
 اونکی قبر شریف کو چھپا کر روانہ ہوئے واللہ اعلم فل اکثر قبائل یہود کی سکونت باہر
 مرینے کی مسجد قبا کے نواح میں تھی اور نے دغدغہ عیش سے گزران کر لے تھے کہ
 باقتضای حکمت قاذرو و الجلال اؤس اور خوشی نے اون یہودیوں پر چھاپا مارا اور انکا کام
 تمام کیا فصل قصہ انصار کے چھاپا مارنے کا یہود پر بعد حذف روایات کے اور قطع نظر
 بیان اختلافات سے خلاصہ یہ ہو کہ ایک قوم اولاد یعرب بن قحطان سے جو بقول کشتہ
 موخین بنی اسلح بن ارفخشہ بن سام بن نوح کا تھا ولایت میں ارض سبائین جسے
 اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بلدہ طیبہ کر موسوم فرمایا ہی عیش اور خوشی سے گزارتے
 تھے اور ارب سے زمین شام تک جیسا کہ کلام مجید سے ظاہر ہوتا ہی سب موضع اور قریب

متوجہ اور اجاب کی زبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات سن سن کر اپنے دل میں آپ کی طرف
 اُنس پیدا کیا محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ تیج نے حضرت نبی آخر الزمان کے واسطے ایک
 گھڑ بنوایا اور چار سو علمای تورات کہ اوسکے ساتھ تھے اور اوسکی رفاقت چھوڑ کر حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق زبیرت میں مدینے کا رہنا اختیار کیا تیج نے ہر ایک کے واسطے
 ایک ایک گھڑ بنوایا اور ایک ایک لونڈی اور بہت بہت سامان یا اور ایک خط لکھ کر
 اوسکے حوالے کیا اوس خط میں اپنے اسلام کی گواہی لکھی اوس میں یہ دو مبینہ بھیجی
 آیات شہدات خلے احمد انکے رسول من اللہ باری الشہد فلو مکثتم
 انی عزمکم لکن وذرک لہ و ابن عسیر خط پر مہر لگا کر اوس جماعت میں جس سے
 بڑا تھا اُس کو سپرد کیا اور مصیبت کی کہ اگر وہ شخص نبی آخر الزمان کو پاوے اس خط کو خدمت عالی
 میں پہنچا دے اور نہیں تو اپنی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو حوالے کرے اور ایک گھڑ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تیار کیا کہ جبوقت آپ یہاں تشریف لاوین اوس
 گھڑ میں اتریں اور ایک عالم کو جنکی اولاد سے حضرت ابو ایوب انصاری ہیں اوس
 گھڑ کا ستولی کیا اور مدینے میں جن لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور
 نصرت کی وہ سب اونچیں علما کی اولاد تھے کہتے ہیں کہ وہ خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 تشریف لیجانے کے وقت تک ابو ایوب انصاری کے پاس تھا اونھوں نے حضور میں
 پہنچایا واللہ اعلم باب چوتھا ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ
 والتسلیمات میں حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات نے جبست
 عداوت قریش ملاحظہ فرمائی اور یہ بات حضرت نبوی کو معلوم ہوئی کہ جبکہ اللہ تعالیٰ
 کسی دوسری قوم کو ہماری مدد کے واسطے برا بھیجتے مگرے گا یہ لوگ احکام الہی کو قبول
 نہ کریں گے تو آپ کار سازی الہی کے اس باب میں خوامان و جویان ہوئے اور اسی
 جہت سے جہان کین موسم حج وغیرہ میں قبائل عرب جمع ہوتے آپ وہاں تشریف
 لیجا کر اظہار دین اور تبلیغ رسالت الہی فرماتے کہ شاید اونہیں سے کیسکو یہ عداوت ملے
 اور مدد کرنے کی توفیق پاوے مگر قبائل عرب اس نعمت کے حامل کرنے میں توفیق

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

کر کے تھے اور ہر روز ہوتے تھے کہ اس شخص کی قوم اسکا حال جو سنا جاتی رہی اور سب سے
 راہ و مرستہ میں جب اسکی اطاعت میں کرتے تو دوسرے کو کیا پڑی جو اس بات میں
 مدد دے یہی عندالاستہل و فترت کے ساتھ ہمدردی سے کہنے کو آئے حضرت
 یہ حضرت علیؑ علیہ السلام کے موافق تھے یہ عمل کے ایک بھی اسلام کی طرف لایا ایک جہاں
 اول میں سے کہ نام اسکا ایسا ہی معاویہ تھا و لا کہ ای تو میں اس مرد کے ہاتھ پر
 سخت کر لو قسم خدا کی یہ میں ہر روز اس سے جو قریش کے ساتھ ہمدردی کرتا تھا
 ہو اور یہ کام اہم ہو اس کام سے کہ تم آئے ہو دوسرے شخص سے کہ اس
 قوم کا میں تھا دریاں میں کھڑے و کر لوگوں کو مول کیے دعوت یہ میرے
 کہاں لوگ اسکی درستی ہے اور اسلام کی حقیقت کی لیکن معاویہ قریش کے
 ساتھ بھی رہا اسی طرح ایسے و بار کو پھر گئے ایسا ہی معاویہ اس جہاں عالمی سے
 رشتہ کی بنیے کہتے ہیں کہ وہ سب سے والد اسلم مدینہ کے حضرت مسیح السلام
 یہ اہی حضرت علیؑ علیہ السلام کی عادت اسکی کارماری و رانی کہ جماعت اس میں حرج
 و عجم میں کہ عطلہ کو آئی اور پھر علیؑ علیہ السلام کا کہ خدا کے حکم سے عرب کے مضمون یہ
 ایسی میں ظاہر فرماتے تھے اس جماعت کی طرف سے کہ یہ ہوا انکو دیکھ کر فرمایا کہ راجح
 تم لوگ ہوائی ہو و مابین سے ہو کہا ان لوگوں نے ہاں کیوں نہیں فرمایا مینہ جہاں
 ہوا کہتے کچھ کہا ہی وہ مینہ کے فرمایا یہ ورد کار تعالیٰ سے محکوم ملک کی طرف سے سوال کیے
 بھیجا ہی اور مجھ پر ایک کتاب مار لی میری قوم محکوم خدا کے احکام سے جہاں سے
 مانع و اگر تم لوگ ایمان لاؤ اور میں اسلام کی تائید کرو تو سعادت ابدی کو پہنچاؤ تمہیں
 یہ کلام سعادت احکام کا ایک سے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ وہی سچ ہے کہ اللہ
 کے کہ یہ وہ ہوا اسکے ساتھ فرمایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کج کل میں آفاں رسالت
 حکم کیا جہاں ہی اور ہم اس کے سایہ حمایت میں اگر ملو اساماریں کے عیسا عاویہ اہم کو
 اور تھا حل ہی اسیر اماں لاؤ کہ سعادت دیا و آخرت نصیب ہو میں اس میں حرج سے معیت اسلام
 کی اور مدد کار می پیدا نام کا عہد کر کے ایسے ما کو پھر گئے اس معیت کو معیت حقہ کہتے ہیں

لہذا سے دو ہفتہ الی اہرات سنہ تیر آدمی مشرکوں کے ہوتے تھے چنانچہ کمال اگر عتبہ کے پاس
 واسطہ پڑا تو ان کی کھانتی تین سب کے سب جمع ہو کر ملاقات آفتاب عالم تاب بانا ہر سہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف آئے ہمیں بنابینا لا اولین والا آخرین حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تالیف الصلوۃ والصلوات اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کو ساتھ ساتھ کر تشریف لائے
 ہاں کہ اوس وقت تک شرف اسلام سے مشرف نہ ہو سکے تھے کہ اسی تو ہم
 جانتے ہو کہ محمد ہمارے درمیان میں کتنی آخرت اور شرف رکھتے ہیں ہر چند پہنچنے
 انکو منع کیا ہاں ہی باز نہیں سنتے اور تم لوگوں کے جمع کرنے سے باز نہیں آتے
 اب اگر تم کو ہمد کوفہ کر کے کا ارادہ منہم ہی تو فہما اور نہیں تو ابھی کہدو کہ کچھ تو کیا
 ہو چکا اور ہلکے زہار اپنا دشمن نہ بناؤ اور دشمنی پرست لاؤ وہ اوسے کہ پہنچے سنا اور
 بانا اسی عباس جو کچھ تم کہتے ہو یا رسول اللہ اب آپ کیا فرماتے ہیں جو عہد کہ اپنے
 باب میں اور اپنے پیروں کو کہار سے بایں میں ہم سے آپ کو لینا منظور ہو بیٹھے بس اسم
 مشرف سید الکائنات علیہ افضل الصلوۃ است۔۔۔ چند آیتیں قرآن مجید کی پڑھیں اور دین
 اسلام کی طرف رغبت ولائی اور شرمایا کہ خدا کا عہد یہ ہو کہ اوسکی عبادت کرو اور اوسکے
 ساتھ کسی کو شرک نہ کرو اور میرا سہو یہ ہو کہ خدا اسکا حکام پہنچانے میں میری حمایت
 دے مانگتے دلصرت کرو اور جہنم اس کا دھم سے مانتے اوسے اوپر چڑا کر سٹنتے باز
 نہ ہواؤ گھون سے نرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ باب واد سے کے وقت
 ہمارا کام لائی اور قتال ہو لیکن ہمارے اور یہود کے درمیان میں دوستی اور داعد ہو
 اب ہم اوس کو قطع کر دیتے ہیں ایسا ہو کہ آپ پھر اپنی قوم کی طرف رجوع کریں اور
 ہجو اکیلا یہ و دین سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے قبہم فرما کر فرمایا کہ ایسا ہو کہ یہ
 تم سے اور تم مجھ سے ایسے ہر کے کہ جان سنا کہ بیان اسے اور بدن ساتھ بدلے
 لہذا فی غیر ذلک ہمارے ساتھ ہو کی اور موافق بھی میری تمھارے ساتھ اونٹوں سے
 سرفس کیا کہ یا سوا ان کے کہ تم سب کی محبت میں ہاں میں اور بیان اور مال اپنا
 سب آپ پر فدا کریں تو اوسکی جزا کیا ہو فرمایا بَحَّتْ جَنَّتْ مِنْ كَيْفِ مَا لَا تَهْتَكُ

یہاں
 یہاں
 یہاں

اقصیٰ آج و ن بھرات کی جو کے سے مراد ہوسے کے وقت سے مدینہ منورہ کے پہنچنے تک
 انہوں میں آئے بتل اس بات کے کہ نثار کے منہ پر کڑی سے تانا اور کتوتہوں میں
 اندر سے جویئے اور کھارے اسی عار میں حسرت کو تالیں کیا اور نہ پایا اور نہ لڑنے
 کھڑے کایاؤں میں جس میں گیا اور ام محمد کے یہاں آئے سر لٹ لاکر ڈبکا
 کر می کا حکم کا وہ جھک ہو گیا تھا و وہ وہاں اور کھار قریب سے جہل انہوں میں
 کی طرف سے جس کی آوار میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت و سلامت و شفا
 کمال پر لالت کر لی تھیں ہیں کتنا جاویدت اور سیرت معلوم کر لیا جاتا ہے جو کہ
 یہاں مقصود صلی مدینہ منورہ کا احوال ذکر کر رہی اس واسطے بعض حکایات ملکہ اکثر دوا
 عرصہ ہجرت میں متول ہیں سابقہ کرنے کا اتفاق ہوا اسیلماں خطابی بتل کہ اس
 کہ جب حضرت سرور امیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے سریدہ علی سر
 آؤں کے ساتھ سارہ کھار قریب سواد اللہ حضرت کی گرفتاری کو سکتے تھے امر اس کے
 سوس میں سواوٹ کا وعدہ تھا آپ کے سامنے آئے آپ نے فرمایا تو کون ہی
 اور تیرا کیا نام ہو وہ بوسے میرا ام بریدہ ہو آپ نے طریق تھا ان اس نام کے اور
 سے کہ مروی ہے اور حر و تیا ہی سلامت و محبت سے حضرت ان کو کر صی اللہ علیہ
 سے فرمایا قدس ادا ہو گا و صلح بھر فرمایا تو کس تھیلے سے ہو وہ بوسے اولاد اسلام
 فرمایا حیر و سلامت ہو بھر فرمایا کون ہی اولاد اسلام سے کہا اولاد اسم سے فرمایا یا
 تو سے ایسا سہم بھی ایسا حصہ اسلام سے لداؤ گے کریدہ آپ سے یوحنا کہ ہم
 کون ہو فرمایا کہ میں ہوں محمد بن عبد اللہ رسول اللہ بریدہ نام مبارک سننے ہی ایمان
 لائے اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اَوْ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ
 اور وہ ستر آدمی بھی حوا کے ساتھ تھے ایمان سے مشرف ہوئے پھر بریدہ سے
 سرخص کیا کہ یا رسول اللہ مدینہ میں داخل ہونے کے وقت آپ کے سامنے ایک چھٹا
 چلبیس ہو اور ایسا سہم سے ادا کر کریدہ نام مبارک کہ حضرت کے آگے آگے بنے
 اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کس معاہدہ کے گھر کو مشرف فرمایا کہ یاوشی

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰

میری اونٹنی نامور ہو جہاں بیٹھ جائے گی وہیں اوترون کا بیت رشتہ درگروم انگنڈو ہو
 می برادر ہر جا کہ خاطر خواہ اوست بعضے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارت شام کو
 گئے تھے اتفاقاً وہ بھی اس منزل میں حضرت کے ساتھی فروکش ہوئے اور دو جوڑے پلید
 ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دوسرا حضرت ابو بکر صدیق کو بطور ہدیہ کے نذر کئے اور
 اوس طرف سے انصار محبت شعار حضرت کے تشریف لائے بکے شب روز منتظر رہتے تھے اور ہر حکو
 مدینے کی بلند یوں پر کھڑے ہو کر طلوع آفتاب جمال محمدی کا انتظار کیا کرتے جب آفتاب
 گرم ہو جایا کرتا اپنے اپنے کھروں کو پھر آیا کرتا ایک وراسی طرح گھروں پھر آئے تھے
 کہ یکایک ایک یہودی اسی مقام معبود پر کھڑا تھا اوسکی نظر قدم محمدی پر پڑی اوسنے پہچان
 گزرا انصار سے جو اوسکے نزدیک تھے پکار کر کہا کہ یہ تھا راستہ و اور مقصد آگیا **خبر**

ایناک ان سرور خدایان میرسد	ایناکستان گلبرگ خدایان میرسد	شاد باش اسی خستہ ہجران بلا
کین پی در تو در مان میرسد	شوق کن ای بیل گداز عشق	کان گل نواز گلستان میرسد
در دل افسردہ روحی می دم	مردہ تن اشرودہ جان میرسد	تازہ باش اسی تشنہ وادی غم
کر مہر بیت آب حیوان میرسد	دور شوای ظلمت شام فراق	کا قباب وصل تابان میرسد

یہ خبر سنتے ہی سب مسلمان ہتھیار باندھ باندھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور تعظیم کو
 باہر نکلے پہلے آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حوالی مسجد قبا منازل اولاد عمرو بن خوف
 بن دو شنبہ کے روز بارہویں تاریخ ربیع الاول کو پہلے سنہ میں نزول فرمایا جانا چاہیے کہ
 درویشی بہت برکت کا دن ہو کہ ولادت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابتدائی بعثت
 و نبوت اور ہجرت اور تشریف لانا مدینہ میں اور تھیں روح مبارک اسی دن میں واقع ہوا جیسا
 ابن جوزی شرف المصطفیٰ میں لکھتے ہیں اور بعضے ارباب میر کے نزدیک تاریخ لکھنے کی ابتدا
 بھی اسی روز سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی لیکن مشہور یہ ہو کہ تاریخ کا لکھنا زمانہ
 عدالت شان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قوم کے جینے سے باتفاق رومی جناب ولایت مآب
 حضرت مرتضیٰ علی کریم اللہ وجہہ کے شروع ہوا ایک وایت پرتین روز اور ایک وایت پر چار روز
 اور ایک وایت پر زیادہ اس سے حضرت نے اسی مقام میں تشریف رکھ کر مسجد قبا کی بنیاد ڈالی

اور مدتِ حاجت میں اسی حکم مار چکا کئے اور وہیں پر حضرت علیؑ کو ہم اندوہ میں ور کے عتاب سے کہ مکہ معظمہ میں امامات یکجہ سے گورہ گئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تہ صحیح میں آیا ہے کہ یہاں شتریب لائے گئے۔ ان حضرت ابو کر صدیقؓ لوگوں کی ملاقات میں عدول تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاکل ہاکت اور عاست حسا قات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ سارک کے ہا سے آیا تو حضرت ابو کر صدیقؓ رضی اللہ عنہ ایسی عیاد سارک کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر کے گھر سے ہو گئے۔ روایت میں آیا ہے کہ اوس نے بعض آؤسوں کو سب اترو دھام ملائی کے انتشاہ ہوا تھا کہ معمر حداتا بد ابو کر صدیقؓ ہیں ا رقرہ اوس پر تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاکت تھے ا حضرت ابو کر صدیقؓ ہی اندوہ لوگوں سے اب حیت کرتے تھے اور و سراسر انتشاہ یہ تھا کہ نوتا کہ حضرت کی راہ او کی نامک ہی بھی حضرت ابو کر صدیقؓ رضی اللہ عنہ سے یہ مات لمر است دریافت کر سکے تھے اس کے اسطے عیاد سارک اسی اونٹھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر کے گھر سے ہو گئے فصل بعد اوس مدت کے جو معلوم نہ ہو سکی یعنی میں وریا چار رو وریا اوہ اوس سے علی احلا الریایات جمعہ کے ان بعد لمدہا سے آتاپ کے سرت سرور امیا صلی اللہ علیہ وسلم سے داخل مدینہ میں شتریب لیجائے کی تیاری کی ساری سے رودا سایہ یا وہ و سوار جمع ہو کر لیجا مادہ عکرات کی رکاب میں چلے اولاد و عروس عوس کہ ماوس رہتے تھے گھر اگر جسور میں حاضر ہو کر صوم کرے لگے کہ ہم لوگوں سے شاید کچھ حدت شتریب میں تقصیر ہوئی کہ آیت دوسری حکم شتریب لیے ماے ہیں وریا کہ محاکو تریہ اکالہ القری یعنی مدینہ منورہ میں ماے اور رہتے کا حکم ہو پھر جب آفتاب رسالت نے مشرقی ما سے طلوع فرمایا تو ہر انصار ہی اس بات پر امید بادھی کہ سلطان کون و کماں پر سب گھر کو مشرف کرے اور تہر جوں ہے دروارے پر گھرا ہو کر صوم کرے لگنا کہ آیت ما سے گھر کو مشرف فرمائیں تو ہم آپ کی ہوی حدت کر س گے آپ اس کے جواب میں فرماتے تھے کہ یہ ما و میری ما سور ہی جہاں منیہ سا وہی میل و ارکاہ ہی اسی طرح لٹس راوی مک کہ مسجد قسا کے قریب ہو جہاں قلیلیہ ہی سالم ساکھا ہوئے کہ مار جمعہ کا وقت آگیا آپ سے وہاں مار جمعہ قائم کی اور خطبہ لمعہ مشتمل تر عین شتریب

اور ان کا بسلطانوں کے دلوں کو نور سے معمور کیا اب ہی جبکہ مسجد حجابہ کرشمہ نور ہو بعد اسکے
 آپ حصار چوکے توجہ طیبہ طیبہ ہوئے پھر اسی طرح ہر گروہ انصار ناقہ شریف کی ہمارا تمام
 اپنے اپنے دیان تشریف رکھنے کے باب میں عرض کرتے تھے آپ ہر ایک حق میں دعا و خیر
 فرماتے ہوئے تشریف لے جاتے تھے اور منتظر تھے کہ ناقہ کہاں بیٹھے آخر اس جبکہ جہان منبر
 شریف نبوی ہو ناقہ نے اختیار بیٹھی کئی سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نزول وحی
 کے وقت ہر حالت پیدا ہوا کرتی تھی اس کے بیٹھنے پر لاج ہوئی ناقہ شریف نے اختیار
 دیان سے اٹھ کر بیٹھی ہوئی اور چند قدم چل کر بکھر دین آکر بیٹھی گئی ایک وایت میں آیا ہر
 کہ ابراہیم ابوباث ماری رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھی ابوالیوب رضی اللہ عنہ اسباب ناقہ
 شریف سے اوتار کر آپ کی نظر شریف سے گزران کر اپنے گھر میں لے گئے حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا اَلَمْ تَرَ مَعَ رَحْلِهِ عِزِّي اَدْمٰی کی جبکہ وہیں ہوتی ہی جہان اس کا اسباب
 رہے پھر آپ نے انھیں کے گھر کو مشرف فرمایا ذَلِكْ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ
 بیت مبارک منزلی کان خانہ راہا ہی جنین باشد + ہمایون کشوری کان عرصہ راشا ہی جنین باشد
 پہلے ہم جہان نوکر نسب انصار تھا بیان کر آئے ہیں کہ کان ابوالیوب رضی اللہ عنہ کا وہی ماہو
 جو تبع نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور تشریف لانے کا مدینہ منورہ میں اجبار ہو کر
 نوکر بارک منکر بنایا تھا ابن جوزی کتاب شرف الصطفیٰ میں نقل کرتے ہیں کہ جب ناقہ مبارک
 حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھی کچھ لڑکیاں بنی بخار کی وف بجاتی اور
 گاتی نکلیں کہ شہر مَحْنُ جَوَارِ مِنْ بَنِي الْبَخَّارِ + يَا حَبْلًا حَبْلًا مِنْ جَوَارِ مِنْ بَنِي الْبَخَّارِ
 علیہ وسلم نے فرمایا اَمٰی قِبَالَ اَنْصَارِ اَيَاتُمْ مَكُوْدِست رکھتے ہو اور انھوں نے کہا ہاں یسول اللہ
 فرمایا والدین بھی مکوودِست رکھتا ہوں رزین کہ بڑے عالم حدیث ہیں نقل کرتے ہیں کہ
 اس وقت سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ و السلام مدینہ منورہ میں تشریف لائے پر دے والیان
 انصار کی کوچہ و بازار میں نکل پڑیں اور کہتی تھیں شَعْرُ طَلْعِ الْبَدْرِ عَلَيْنَا مِنْ تَيْسَاتِ الْوَدَّاعِ +
 وَجَبَلُ الشُّكْرِ عَلَيْنَا مَا دَعَا اللّٰهُ دَاعٍ + اور غلام اور آزاد اور چھوٹے اور بڑے اور عورت
 اور مرد آپ کے تشریف لانے کی خوشی سے آپس میں کہتے پھرتے تھے جَلَعُوْا نَبِيَّ اللّٰهِ جَلَعًا

پیش نظر
 اس کا سبب
 جبکہ وہاں
 علیہ السلام
 بنی بکرا
 سیاف کی بات
 رحمت اللہ علیہ
 علیہ السلام
 جن جنات و راح
 واجب ہو کر
 اس کے
 اس کے

کہ مَنُوقُ اللہ اور جستی لوگ موافق اسی مادی کے جیسی میں اگر میرہ ماری کرتے تھے حضرت اس
 رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مگو یا دہی کہ حسن بن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف
 لائے آگ کے نور عالم آراستہ رو دیوار مدینہ کا روشن ہو گیا جیسا آفتاب کے طلوع کے قے
 ہوتا ہے اور حسن و اس جہاں مالی سے آب چھپ گئے مدینہ ایسا تیرہ و تار یک ہو گیا جیسا نعیمہ
 آفتاب سرور ہوئے کے وقت ہوتا ہے محمد بن آجں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے
 روایت کرتے ہیں کہ جب سرور امیا صلی اللہ علیہ وسلم نے میر سے گھر کو متعرف فرمایا تو آپ نے
 ایسے تشریف رکھنے کے واسطے بیچے کا مکان اختیار کیا اور میں اور میری والدہ اور میری
 اولاد و مال و اسے پر رہنے میں سے عص کیا یا رسول اللہ میر سے ماں اب تیر و ماں میں
 مگو مالہا حاسے پر رہنے میں مت تکلف اس اب کی ہے کہ سرور امیا بیچے کے مکان میں میں اور
 ہم لوگ اور چوہر ہکریٹھیں یہ کمال ہے لی اور کستامی جو یا رسول اللہ آب مالہا حاسہ اختیار فرمائیں
 اور ہم لوگ بیچے کے مکان میں رہیں فرما بیچے کے مکان میں ہو کر رہا مت ماسب ہے کہ لوگ
 ہمارے ساتھ ہیں اور کثرت سے سرمہ کے لوگ ہماری ملاقات کو آتے ہیں ہم اور بھاری
 اہل کا اور یہی رہا ماسب ہے ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہمارے رستے
 کی جگہ پر ایک گوردیانی کا بھر اٹھ کیا ہم لوگوں سے ہدایت گھر کر اس نانی کے حد
 کرے کو ایسا کاف ذوال مال اور سارا یا لی اوٹھا لیا اور بیچے کرے دیا کہ مادی یا لی بیچے
 کرے و آب کے علاموں کو کچھ تکلف ہو پچھے اور سوا اس کے ہمارے یاس اور شے کو کچھ اور
 نہ تھا دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمیشہ لہجہ اور
 التماس میں ہا کرے تھے کہ بعد جد سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی عمن کو قول
 فرما کر مالہا حاسے پر تشریف لے گئے اور ابو ایوب بھی اللہ عنہ اور اس کے اہل و عیال بیچے کے
 مکان میں اور آئے اور بھی اوٹھیں سے روایت ہے کہ حسن نے میں حضرت سرور کا کتاب
 صلی اللہ علیہ وسلم میر سے گھر میں تشریف رکھنے تھے سعد بن عبادہ و سعد بن عبادہ و میر
 آب کے واسطے کھانا یا کر کے بھی کرتے تھے ایک در کسی نے ان میں سے کھانا لیا لی
 میں مت تکلف کیا یا رسول اللہ میں فلا اور حصہ میں بھیجا آج میر تملو اب اللہ علیہ

۵
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے گھر میں تشریف لائے
 اور ان کے گھر میں
 بیچے کے مکان میں
 رہے

سب سے پہلے تو اس طرح اس بات پر متفق ہیں کہ امت حضرت صالح علیہ السلام کی مدینہ منورہ
 میں سے تھے راہی مدت میں جتنے سوار اور قلعہ اور قلعہ عرصات اور سرایاں اور مہلات
 اور دیوہات اور تیرالغ یا حکام کہ عالم کو انوار ہدایت اور اسرار حکمت سے سور مزایا واقع ہوئے
 سیر کی گماہوں میں موجود ہیں جو کہ ہر مصلوہ کے احوال غلیظہ طیفہ جو اس واسطے اوں و قلعہ کو ستر
 وسط اس کتاب میں ذکر نہیں کرے لیس اللہ تعالیٰ ایک کتاب علیحدہ ان مصلوہوں میں لکھیں گے
 واقعہ الموقن لیکن باوجود اسکے کچھ ذکر احوالی اوں قلعہ اور حوادث کا جو میں پیر میں ملے
 ہوئے ہے اس لئے کہ ماکہ مکہ ترک کلاہ کلاہ ترک کلاہ اور جو کہ قصہ و احتضار اور احوال
 اس واسطے بیان روایات اور احادیث کو جو تعین تا بیچ وغیرہ میں واقع ہوئے ہیں ترک کرنا
 مناسب معلوم ہوا تا جاسکے کہ سرور امیا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے پہلے سے میں بعد ما
 مسجد قبا اور عمارت مسجد تریف مدینہ منورہ اور بعد مواعیات کرے در میان مہاجرین رہا
 کے حکم پر وہ کار تعالیٰ و تقدس قتال کفار پر آمادہ ہوئے کہ عالم سے ترو فساد و کفر خراب
 آست تیسرے دھڑا لیں اور پور علم و ایماں سے جہاں کو سور کریں میں بعد کیا رہیں گے
 دوسری صفحہ کو واسطے عروہ انوار کے طلب کفار قریش میں ساتھ آدمی لے کر مراد ہوئے
 اور وڈاں میں کہ ایک حکم جو قریش اس کے اوں لوگوں سے ملاقی ہوئے لیکن نصیب
 قتال واقع ہوئے مدینہ منورہ کو بیکر آئے اور اسی سال میں حمزہ میں اس طلب رسمی المدعہ کو
 حمزہ اسید دے کر قس سوار مہاجرین کے ساتھ سیف الہجر کی طرف اوجھل لیں گے فاطمہ
 کہ میں سو سوار کے ساتھ او دھرت گد رتا تھا بھیجیں ایک گریہ عرب سے دریاں میں
 پڑ کر فریق میں مسلح کر آدمی اور عیدہ میں عارت میں حمد اللہ کو ساتھ اور ایک تول پر
 اشی مہاجرین ساتھ کر کے اور ایک لوار اسکے ہاتھ میں دے کر ایک جماعت عظیم پر کہ ہوسیا
 او کا سر وار تھا اور بعدوں کے سردیک سرگرم میں الی حمل بھیجا نصیب کرتے ہیں کہ اسلام میں
 حوالہ لو اور دست کیا گیا یہی تھا اور یہاں بھی لڑائی واقع ہوں ہوئی سو اس بات کے کہ
 سعد بن ابی وقاص رسمی المدعہ کے کفار کی طرف تیر بھٹکا اور یہ اول تیر تھا کہ خدا کی
 راہ میں بھٹکا گیا اور طرہ سابق سعد بن ابی وقاص رسمی المدعہ سے یہ بھی ہوا اور اسی سال کے

۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

ابتداء میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا اسلام لائے اور اسی سال میں
 سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور عمر انکی ایک وایت پر اس لئے تین سو برس کی
 اور او ایک قول پر اس لئے سو برس کی تھی اور اتنی مدت تک دین حق کی طلبت شوق ملازمت
 حضرت خاتم الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں پھر کیے اور وہ پہلے مجوس فارس سے
 تھے پھر دین نصاریٰ میں آئے پھر ایک عالم نصرانی کی وصیت سے فوین محمدی صہل
 کرنے کے شوق میں مدینہ منورہ میں پہنچے اور اتنی عمر میں دس جگہ سے زیادہ بیچے گئے
 اور غلام بنائے گئے آخر کو جب ظہور نور نبوت اور خاتمیت ہوا شرف اسلام سے مشرف ہوئے
 رضی اللہ عنہ اور اسی سال میں ایک بھیڑ تلے مدینے کے باہر بائیں کین او حقیقت نبوت
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کو خبر دی اور اسی سال میں حضرت فاطمہ ہر اسلام
 اللہ علیہا اور دوسری صاحبزادیان رضی اللہ عنہن اور حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا کو مع عیال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکہ معظمہ سے مدینہ
 منورہ کو طلب فرمایا اور اسی سال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بعد سات
 مہینے ہجرت سے زفاف فرمایا اور ایک وایت پر زفاف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو
 سال میں ہی لیکن پہلا قول صحیح تراومعتبر تر ہی اور اسی سال میں بعد ایک مہینے کے
 ہجرت سے حضر میں نماز چار گانی فرض ہوئی ہجرت سے پہلے دور رکعت تھی جس طرح
 اب سفر میں پڑھتے ہیں اور اسی سال میں طریقہ اذان شرمع ہوا اور روز عاشورہ کے
 روزے کا حکم فرمایا پس بعد نازل ہوئے حکم روزہ ماہ رمضان کے وہ اہتمام اور مبالغہ جو
 روزہ عاشور میں تھا زہد فقط اسکا استجاب اب تک باقی ہی اور آخر عمر شریف میں فرمایا کہ
 اگر سال آئندہ تک پونچھون گاتو نوین تاریخ محرم کو بھی روزہ رکھوں گا اور دوسرے سن میں
 ہجرت سے ربیع الاول میں واسطے غزوہ بواط کے دوسری صحابہ ساتھ لے کر قافلہ قریش
 سے مکہ امیہ بن خلف اون میں تھا مقابل ہوئے لیکن قتال کی نوبت نہ آئی اسی طرح مدینہ
 منورہ کو رجوع فرمایا اور جمادی الاولیٰ میں واسطے غزوہ عیشہ کے برآمد ہوئے اور اولاد میں
 اور اولاد وغیرہ میں مصالحہ فرما کر بغیر واقع ہوئے قتال کے رجوع فرمایا بعد اسکے سعد بن

اور اس سال میں حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا
 عیال کے ساتھ
 مدینہ منورہ
 پہنچیں
 اور اسی سال میں
 حضرت فاطمہ
 ہر اسلام
 اللہ علیہا اور
 دوسری صاحبزادیان
 رضی اللہ عنہن اور
 حضرت سودہ بنت
 زمعہ اور حضرت
 عائشہ رضی اللہ
 عنہا کو مع عیال
 حضرت ابوبکر
 صدیق رضی اللہ
 عنہ کے مکہ
 معظمہ سے مدینہ
 منورہ کو طلب
 فرمایا اور اسی
 سال میں حضرت
 عائشہ رضی اللہ
 عنہا کے ساتھ
 بعد سات مہینے
 ہجرت سے زفاف
 فرمایا اور ایک
 وایت پر زفاف
 حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا کو
 سال میں ہی
 لیکن پہلا قول
 صحیح تراومعتبر
 تر ہی اور اسی
 سال میں بعد
 ایک مہینے کے
 ہجرت سے حضر
 میں نماز چار
 گانی فرض ہوئی
 ہجرت سے پہلے
 دور رکعت تھی
 جس طرح اب
 سفر میں پڑھتے
 ہیں اور اسی
 سال میں طریقہ
 اذان شرمع
 ہوا اور روز
 عاشورہ کے روزے
 کا حکم فرمایا
 پس بعد نازل
 ہوئے حکم روزہ
 ماہ رمضان کے
 وہ اہتمام اور
 مبالغہ جو روزہ
 عاشور میں تھا
 زہد فقط اسکا
 استجاب اب تک
 باقی ہی اور آخر
 عمر شریف میں
 فرمایا کہ اگر
 سال آئندہ تک
 پونچھون گاتو
 نوین تاریخ
 محرم کو بھی
 روزہ رکھوں
 گا اور دوسرے
 سن میں ہجرت
 سے ربیع الاول
 میں واسطے
 غزوہ بواط کے
 دوسری صحابہ
 ساتھ لے کر
 قافلہ قریش
 سے مکہ امیہ
 بن خلف اون
 میں تھا مقابل
 ہوئے لیکن
 قتال کی نوبت
 نہ آئی اسی
 طرح مدینہ
 منورہ کو
 رجوع فرمایا
 اور جمادی
 الاولیٰ میں
 واسطے غزوہ
 عیشہ کے
 برآمد ہوئے
 اور اولاد
 میں مصالحہ
 فرما کر بغیر
 واقع ہوئے
 قتال کے
 رجوع فرمایا
 بعد اسکے
 سعد بن

الی و تا من ہی المدینہ کو آئے تھے سوار ہوا ہریں ساتھ کر کے بھینچا وہ بھی بھیر لڑائی کے پھر آئے
 بعد اسکے کر رہیں حارث قہری موافقی مدینہ لوٹ گئے کیا حضرت علی المدینہ وسلم نے اوسکا تعاقب
 بدر تک کیا لیکن و ایسا تھا کہ باہر نہ لگا اس عروسے کو بدر اولیٰ لگے ہیں اور اسی سال نبی
 اور حارث قہری آلا حرم میں مدینہ میں جس کی کتاب کی بھینچی کے بیٹے تھے آئے تھے سوار ایک قول اس
 سوار ساتھ کر کے قریش کا قافلہ مارے کو بھینچا اوٹھوں نے قافلہ قریش کے ساتھ کہ تجارت تلم
 سے آئے تھا قریب ماکہ مدینہ کے ماکہ عروسے کو اس گماں سے کہ سلج حارثی الا حرمی ہو تھا کیا اور
 مال کو تباہیہ لوٹ پہلی مدینہ اسلام سے ہو حضرت علی المدینہ وسلم کو یہ لڑائی رح میں واقع ہوئے
 سے کہ مدینہ تعالیٰ میں جیسے کوا تھر حرم میں داخل کیا ہو خلاف مدینہ میں سارک موئی اور عیبت کو
 اول سے قول سر پایا یہاں تک آئے دیکھو کو نکاح عین الشہر ہر لڑائی کے ام مارل ہوئی پھر حضرت
 سلطان الامیا علی المدینہ وسلم نے حکم الہی حل سلطان سے عیبت کو قص و بارگاہ و یا
 اولوں میں سے مدینہ میں ہی المدینہ کو امیر المومنین لکھتے تھے اپنے حوکتے میں کہ اول جس
 شخص نے امیر المومنین کا خطاب یا حضرت عمر بن الخطاب ہی المدینہ میں اوس سے یہ
 ہو کہ حاکم میں اول حاکم المومنین کے تھے حضرت عمر رضی المدینہ میں و مطلق تھے کہ لاہ العکما
 اور اسی سال میں مہر کے جینے میں اور ایک روایت پر رح میں قاطبہ ہر اسلام المدینہ علیہا کو
 سالی تھی سلام اللہ علیہ کے کچھ میں یہ عمر قریب حضرت ہر کی اوس وقت تک کہ برس کی تھی اور
 ایک روایت یہ انجاء و برس کی اور س تریب حضرت مرقعی کا اکیس برس یا چھ بیسے کا تھا
 اسی سال میں بعد سر مدینہ کے ہجرت سے بیت القدس کی طرف سے گئے کہ سرف ملک
 تحول ہوئی اور اسی سال میں امتحان میں و عیبت رمدان اور وجوب صدقہ فطر مارل ہوا
 اور مدینہ ای مدینہ میں ماریدہ بڑھی گئی اور عبداللہ بن ربیع رضی المدینہ ہجرت سے بیسے
 کے بعد پیدا ہوئے ہجرت کے بعد اول ہو کو دو ہی ہیں اور اسی سال میں شرویں ہوا
 عروسہ مار گری واقع ہوا کہ کاروں کو ولتا و رسلمانوں کو عورت حاصل ہوئی اور اول
 مع شہر فاروں قریش کے ہم واصل ہوا اور شہر آدمی اس کے گرفتار ہو کے آئے عکاس
 من مدینہ طلب اور عیبت میں الی طالب مملہ او کے تھے اور انوکس ماکہ کو مدینہ میں ہو گیا

حارث قہری نے مدینہ میں
 اسی سال میں مدینہ میں
 اسی سال میں مدینہ میں

مرغ غلہ میں گرفتار ہو کر سات دن کے بعد مر گیا اور لشکر اسلام میں ان کے انصار اور پانچ
مہاجر و رجبہ شہادت کو پہنچے اور مسلمان اس غزوہ میں تین سو تیرہ تھے متحضر مہاجرین اور
دو سو سے چھتیس انصار اور ستر اور نو گھوڑے اور آٹھ گھوڑے اور چھ زرہیں تھیں اور
مشرکین سات سو سے نو سو گھوڑے اور نو و الفقار اسی غزوہ میں ہاتھ آئی تھی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ مخصوص کی تھی اور اسی روز دم نے فارس پر فتح پائی کہ مسلمان
کو موجب زیادت تخری کا ہوا اور انھیں دنوں میں رقیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھی
کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے کالج میں تھیں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور اسامہ بن زید اور
حضرت عثمان رضی اللہ عنہما ان کے دفن میں مشغول تھے کہ اس فتح عظیم کی بشارت مدینہ منورہ میں
پونجی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں پہنچنے سے سات دن کے بعد نبی سلیم پر غزا اور تھوڑے
برآمد ہو کر مقام کدرباک پہونچ کر تین دن وہیں اقامت فرما کر بغیر وقوع حرب و قتال پھر گئے
اور اسی سال میں عطا بہت مردان ماری گئی اور اسی سال میں نصف شوال در ثمنہ کو
واسطے غزوہ بنی قینقاع کے برابر ہوئے اور پندرہ روز تک اونکو محاصرہ میں کیا آئے کہ
عبداللہ بن ابی منافق کی سفارش سے ان کے قتل سے باز رہے لیکن جلد ہی وطن گھٹنے کا
اتفاق ہوا اور اسی سال میں نجد فتح ہوئی اور اسی سال میں امیہ بن ابی سفیان شاعر مر گیا
یہ ابن الصلت ایام جاہلیت میں کتابین مقدمہ پڑھ کر نصرانی ہو گیا تھا اور بت پرستی
اوسنی چھوڑ دی تھی اور علمای اہل کتاب سے خبر نہی آخر الزمان تک اوس نور کے ظہور کا
منتظر تھا اور اپنی ذات میں فضائل دیکھ کر گمان اپنے منصف ہونے کا اس صفت کا ملہ
کے ساتھ رکھتا تھا جب خبر ظہور نبوت و رسالت و خاتمت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی
حسد کھا کر نکال خروید میں گرفتار ہوا نعوذ باللہ من الضلال حضرت سرور دین و دنیا علیہ
آلات اچیہ لوٹنے کے اوسکے اشعار کہ تتضمن علم و حکمت تھی استماع فرما کر فرمایا اَمِنْ لِسَانُهُ
وَكَلَّمَ قَلْبُهُ اور ایک وایت میں ہوا اَمِنْ يَتَعَرَّكَ وَكَلَّمَ قَلْبُهُ یعنی ایمان لایا شعر اوسکا اور
کا فر ہو گیا دل و سکا واللہ الهادی و هو المصل اور میرے سن میں پانچویں ذی الحجہ کو
غزوہ سویق تھا کہ ابوسفیان نے بعد غزوہ بدر کے قسم کھائی تھی اور اپنے اوپر تیل اور

لے
پہونچے حضرت
نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اور ان کے
ساتھ مہاجرین
اور انصار
ساتھ تھے
بیکہ تہذیب
کا باعث
سے اس کا
اور اس کا
اور اس کا

حاصل حیات حرام کیا تھا کہ متناک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد کا بدلہ لے اسی جگہ شریفینہ
 میں دو دستہ سواروں نے ذکر کیا کہ عظیمیہ سے اوس حکمتہ تک کہ وہاں سے مدینہ طیبہ میں پہنچتی
 تھا اگر ایک اساری کو یا کرتہ مید کیا اور کھوڑے سے کھڑا ہو سکے حوالی میں ستر لوگ
 تھا اگر آٹھ ستر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دستہ سوار سے اوس کا تعاقب کیا وہ اور اوس کی
 حمایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف سے پھیلی ہتھوڑوں کی کہ ایسے زار و راہ کے واسطے
 اوٹھائے تھے بیکریاں کرکھا گئے جیلے حالت تھے اسی جہت سے اس عروسے کا نام مدروہ
 سوچی ہی پانچ روز کے بعد حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو پھرتے لقیات
 دی حجہ یہاں تشریف رکھ کر نقد عروہ و محمد سرآمد ہوئے اور مدینہ کے جیسے کافہں قریب
 رکھ کر بغیر حارہ و قتال جمع ورا کر اکثر مہینہ صبح الاول کا مدینہ میں کھاٹ کہ پھر قریش
 کی طلب میں بحر ا کی طرف سرآمد ہو کر صبح الاول رحادی الاولی وہیں سر کر کے
 وہاں سے بھی بغیر وقوع واقعہ مدینہ مطہرہ کو پھرتے پھرتے سوال میں مدینہ حارہ صلی اللہ
 کو دی قرورہ بھیجا وہ قافلہ قریش کو کہ اوس عیاں بھی اوں میں تھا عارب کر کے یا مدینہ
 ہی لوٹ کر لائے اور اسی سال میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چار آدمی کے ساتھ جا کر کعبہ اللہ شرف
 ہو دی کہ اگر مسلمانوں کی چھوکیا کرتا تھا اور کستکھاں مدبر رو یا کرتا تھا اور شکر کو
 مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دیا کرتا تھا حم واصل کیا اور اسی سال میں عثمان
 صحابہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کلح میں لائے اور جو
 میں پیدا ہوا صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ بنت مرصی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کلح ہوا یہی وہ
 تحشیش بن خدیفہ مدنی کے عقد میں تھیں وہ مدینہ میں افعال کر گئے اور رساں میں حضرت
 دست بنت حارہ کو کہ کثرت اطعام ساکن سے ام المساکین کہلاتی تھیں ایسے کلح میں لائے
 اوکھوں نے انھارہ دن کے بعد اور ایک قول پر دو جیسے کے حد اور ایک قول تیر میں جیسے
 کے بعد وفات فرمایا اور اسی سال میں امام المومنین حسن علی ابی طالب سلام اللہ
 علیہما نصف شعبان میں پیدا ہوئے اور ولادت امام تہجد جیسے علی سلام اللہ علیہما کی
 جو ستھے میں جو تھی یا یا یحییٰ شعبان کو ہوئی اور اسی سال میں جو تھی سوال کو سرورہ آٹھ

واقع ہوا کہ اس میں وندان مبارک اور شرف شریف زخمی ہوئے اور سید الشہداء سیدنا حسنہ
 بن عبدالمطلب مع ستر صحابی مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے شرف شہادت کو پہنچے
 اور بائیس ہزار مشرک جہنم واصل ہوئے اور ستر ہزار مشرکوں کا ابوسفیان تھا اور بعد غزوہ اُحُد کے
 غزوہ حِمْزِ الاسد واقع ہوا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد سے
 رجوع فرما کر اوسکے دوسرے دن سولہویں شوال کو اوسنی حالت میں انجھین کو کون کو
 ساتھ لے کر جو جنگ اُحُد میں حاضر تھے دشمنان دین کا تعاقب کیا تاکہ وہ یہ بنجائیں کہ
 مروان دین نے ضعف اور شکستگی پائی آٹھ میل تک دینے سے باہر شریف لیجا کر تین روز
 وہیں اقامت فرما کر رجوع فرمایا اور اسی سال میں ولادت امام حسن علیہ السلام سے
 پچاس دن کے بعد امام حسین علیہ السلام حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں
 چوتھے دن میں سرئیہ بیرون واقع ہوا کہ ستر جوان انصاری قرآن و بیان شہید ہوئے اور
 سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز تک صبح کی قنوت میں انجھین قاتلین کے
 حق میں دعائی بد کی اور اسی سال میں سرئیہ رجوع واقع ہوا کہ ایک گروہ مشرکین نے
 اگر بیعت اسلام کی اور ایک جماعت کو صحابہ کرام سے تعلیم احکام دین کا ہانا کر کے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے ہمراہ لے گئے اور مقام رجوع میں ہو چکے
 عذر عہد کر کے قبیلہ بنی ہذیل کو بلا کر بعض صحابہ کو شہید کیا اور بعضوں کو گرفتار کر کے
 مکہ کے ہاتھ بیچا کہ کشتگان بدر کے انتقام میں ان کو قتل کریں از جملہ شہیدان حج ایک
 عاصم بن ثابت تھے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے موافق اونکی دعا کے اونکے بدن کو کفار کے
 مس سے محفوظ رکھا ایک لشکر بھڑون کا بھیجا کہ اونکی لاش مبارک کو گرد سے اگر گھیر لیا
 کہ کوئی کافر اونکے پاس آنہ سکا جسات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک سیل بھیجی کہ اونکی لاش
 کو اوٹھا کر لے گئی اور اسی سال میں بیع الاول کے مہینے میں غزوہ بنی نظیر واقع ہوا چھ
 روز تک اونکو محاصرے میں رکھا آخر کو وہ لوگ شام اور ضمیر کی طرف جلائی وطن پر رشی
 ہو کر نکل گئے اور اسی سال میں مہینے ذیقعدہ میں بدر صغریٰ واقع ہوا کہ ابوسفیان نے جنگ
 اُحُد سے پھرتے وقت مناوی کی تھی کہ ہم اور تم ستر سال بدر میں اگر محاربہ و قتال کریں

۱۔ حضرت ابوسفیانؓ کا ذکر
 ۲۔ حضرت ابوسفیانؓ کا ذکر
 ۳۔ حضرت ابوسفیانؓ کا ذکر
 ۴۔ حضرت ابوسفیانؓ کا ذکر
 ۵۔ حضرت ابوسفیانؓ کا ذکر
 ۶۔ حضرت ابوسفیانؓ کا ذکر
 ۷۔ حضرت ابوسفیانؓ کا ذکر
 ۸۔ حضرت ابوسفیانؓ کا ذکر
 ۹۔ حضرت ابوسفیانؓ کا ذکر
 ۱۰۔ حضرت ابوسفیانؓ کا ذکر

حرف وعدہ کے دل برویک لونیجے الوسیاں سے در کریم میں مسکو کو میں فرشتہ رشتہ کا
رہدہ را کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں کو لہرائی کے واسطے باہر نکلنے سے ڈرائے خٹات
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم دیر بعد مر صحنی نبی اللہ صہم اجمعین ایسے ساتھ لے کر مراد کو
ا رہے سالانہ ماہ دینیہ مہور کو رجوع فرمایا تاں رسول آید کریمہ اللہ تعالیٰ قال لکم اللکاس
ان الناس قد اختلفوا الکم فاختصوا اہم الا یہ کہ یہی قصیدہ تھا اور اسی سال میں ایدیں
نامت نبی اللہ صہم سے حسرت رسالت یاہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے خط اور کتابت ہو
کی لکھی تاکہ اوس کے حضرات اور امراء کو دریافت کر لیا کریں اور اسی سال کے دین بعد میں قصیدہ
رحم ہوئی اور یہودیہ واقع ہوا اور اسی سال میں وہ محاصروں علیہ شراب کی حرمت مارل
ہوئی اور بھنے گئے ہیں کہ تخریم حریم سے سال میں ہوئی اور تحقیق یہ ہے کہ تخریم حریم جدید
اولی آخر کو دل اس طرح اسی سال میں اور ایک تول بر جیسے سال میں جس میں سر وہ قدیم
واقع ہوا آید کریمہ اللہ تعالیٰ انما اکتبروا المکسر فاکا انصبات واکا کار کا نام
یحسن من عمل الشظی فاختلعت ہمارل ہوئی اور حرمت ترات کی علی الاطلاق
قطعی ہو گئی اور اسی سال میں سوال کے جیسے میں ام سلمہ صبی اللہ عہا کو ایسے کحلح میں
لائے پہلے روح اوس کے اوسلمہ بھیا اور اسی سال میں ریب مت حریمہ ام المومنین اور
فاطمتہ اسدینا صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ سے افعال فرمایا یا جو جس میں بیج الاول
میں عروہ دومتہ اجدل تھا اوس میں بھی معاملہ اور محاولہ واقع نہیں ہوا اور تخریم میں عروہ
دات الرفاع اوس میں صلوات خوف شرمع ہوئے اور اس عروہ کے دات الرفاع
لہا سے میں اقوال ہیں جیسے تیس احوال یہ ہے کہ صاحب حج بخاری حضرت ابو موسیٰ تخری
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد د اور
نکے یا نہیں ہوئے کی ہم سے یاؤں میں جیسے سے لیٹ لیے تھے اور بھنے کہتے ہیں
کہ دات الرفاع ایک درخت کا نام ہے ایک جگہ کا نام ہے کہ بعضی رہیں او کی سیاہی اور بھنی
سیا اور اسی سال میں تنہا کی دوسری تاریخ سر وہ مریج واقع ہوا مریج ایک مکان کا نام ہے
یہ حراہ کی طرف مسوب ہے اور اس عروہ کو سر وہی لہم غللی بھی کہتے ہیں اور جو بیتر

[illegible]

بنت الحارث کہ اسلی نام او نکا برہ تو اسی غزوہ میں گرفتار ہو کر ان میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو آزاد فرما کر اپنے نکاح میں لائے اور اسی سال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہمت لگی اور اسی سال میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا اور ایک روایت پر آیت تیمم اسی سال میں نازل ہوئی اور اسی سال میں فی فجدہ کے مینے میں غزوہ خندق جبکہ غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں واقع ہوا اور اوس غزوے میں حضرت سید ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر و الفجار جناب حیدر کرار علی مرقنی سلام اللہ علیہ کی کمر شریف پر باندھی اور نعیم بن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اسلام لائے اور آپ حکم شریف سے انھوں نے قبائل یہود اور کفار قریش میں کہ ابوسفیان انکا شہر تھا لطائف الجبل سے تفرقہ اور مخالفت وال دی کہ ہر ایک اون میں مخدول اور اس غزوے میں چھ مسلمان شہید ہوئے اور تین کافرانے گئے اور کفار کے لشکر پر ایسی ہوا اسلئے ہوئی کہ پھر کفار قریش دینے کے گرد بکھرنے لگے جناب سید الانس و ابحان علیہ السلام اہل صلوٰۃ و سلام من الملک المثلان جس وقت اس غزوے کی مہم سے فارغ ہوئے اسی ساعت جبریل امین علیہ السلام آئے اور غزوہ بنی قریظہ کا حکم لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم رب جلیل اون کفار کو محسوس کیا اور پچیس روز محاصرے میں رکھا پھر بعد اونکے اوترنے کے اونکے راہی ہوئے سے حکم سعد بن معاذ پر سبکو قتل کیا اور حبیب بن اخطب یہودی بھی وہیں مخدول ہوا اور اسی سال میں قصہ ابولہب کا کہ انھوں نے اپنے تئیں سجدہ کے ستون میں باندھا تھا واقع ہوا اور اسی سال میں صلوٰۃ خسوف مشرعی ہوئی اور اسی سال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گرے اور ران شریف میں صدمہ پہنچا کہ پانچ روز تک دولت سرا کے اندر نماز بیٹھ کر ادا کی اور اسی سال میں قول اصح پر اور جبہور کے قول پر چھٹے سال میں اور ایک جماعت علماء کے قول پر نوین سال میں حج کی فرضیت نازل ہوئی چھٹے سن میں غزوہ بنی النضیر واقع ہوا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم و ستے سوار سے رجوع والوں کی طلب میں جنھوں نے بیرونہ پیر قراء کو شہید کیا تھا براہ ہونے اور قریب دی غطفان کے نزول فرمایا بنو نضیر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ گئے

اور ان غم سے میں والدہ شریفہ کی قبر پر شریف لاکر روئے آپ کے روضے سے صحرا کر کے
 بھی روئے جیسا کہ سنو ہو اور اسی سال میں عروہ عاصیہ جو کہ شیطاں حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کی اوثیوں کو لوٹ لے گئے اور سلمہ کو غوغا اور لوگوں پر دوڑ مار کر اوثیاں جس
 لائے اور اسی سال میں قصیہ مارا ہوتا واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکت و عاصی
 شریفہ سے سات روز متصل یا لی برسا اور اسی سال کے ماہ شوال میں قسۃ بن نفیس جو ابراہیم
 اسی سال میں عروہ حدیبیہ واقع ہوا ایک قول پر عروہ ہی اسطابق اور جو یہ سب اس
 گرفتار آما اور حضرت عاتقہ رضی اللہ عنہا تکامت لگسا اسی سال میں بیٹھا اور انگوٹھی شریفہ کا
 سونا اور بادشاہان آفاق کی طرف قاصدوں کو روانہ فرمایا اور قسوس بادشاہ اکھدیر
 کا ماریہ قسطنطینہ اور انکی ہیں سیریں اور حمار یعقور اور بجلہ و لدل کو حسانہ سالٹ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے حضور میں بطور ہدیہ کے بکھجا اسی سال میں واقع ہوا حضرت مید الرسل صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ماریہ قسطنطینہ کو اپنے واسطے اختیار فرمایا اور سیریں کو حسانہ میں وہب کو بکھا
 اور یعقور اچھے اوقات سے بکھرے کے وہب مر گیا اور ولدل حضرت معاویہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم بہت رمدہ رہا اور اسی سال میں کسوف آفتاب واقع ہوا اور ہمار کسوف شریف
 ہوئی اور اسی سال میں حولہ نے اپنی زوج کے ملہار سے سکایت کی اور سورہ فک سورۃ فتح اللہ
 قول لکئی شکار لک فی ذوق حمار ل ہوئی اور اسی سال میں ام روایا حضرت سائتہ
 رضی اللہ عنہا اور عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی والدہ نے وفات پائی
 اور اسلام لانا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ قبیلہ اوس کے ساتھ مدینہ منورہ میں آئے
 اس زمانے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبریں تھے وہ جبر میں حاضر ہو کر عروہ جبر میں
 شرک اسی سال کے آخر میں بھاسا تو ہیں جس میں عروہ جبر واقع ہوا کہ امیر المؤمنین علی
 سلام اللہ علیہ نے حبس میں آئے وہب سب ایک سے لگائی جبر کے دروازہ کو کہ سات آئی
 اور ایک نول پر چالیس آدمی کمال قوت سے پکیر رہے تھے اوکھاڑ لیا اور سیر کی حکم پر
 انکو سیر سارایا اور صباک فتح دہلی پانچہ پکھید کا اوس عروہ میں لکھائی اسلام سے
 گیارہ آدمی تنہا ہوئے اور بیویوں میں سے مرانوسے آدمی سب کو گینگ اور صدیہ بنت

اور ان غم سے میں والدہ شریفہ کی قبر پر شریف لاکر روئے آپ کے روضے سے صحرا کر کے

حتیٰ اولاد حضرت یارون علیہ السلام سے ہیں اسے غزوہ سے قید ہو کر آئین میں حضرت علی
 علیہ وسلم کو نکو آواز و فرما کر اپنے نکاح شریف میں لائے اور یہ وہ کار ہر ملانا حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے طعام شریف میں اسی غزوہ میں واقع ہوا اور آفتاب کا پھرنا بعد غروب
 ہو جانے کے بسبب فوت ہو جائے نماز جناب مرتضوی کے کہ سر مبارک جناب سرور کائنات
 علیہ الصلوٰۃ والسلامات حالت وحی میں اونچی گوشتین سجائے غزوہ میں واقع ہوا اور
 اسی غزوہ میں کسانا حمار اہلی اور جاناوران و زندہ کا اور بیچ والنا مال شہیت کا تقسیم
 سے پہلے اور وطنی کرنا لونڈیوں کا استبراسے پہلے ممنوع ہوا اور اسی غزوہ میں نکاح
 متعہ حرام ہوا اور ابتدائی اسلام میں اس وقت تک حلال تھا بعد اسکے اوطاس کے دن
 و دوسری بار بعد فتح کے مباح ہوا بعد تین روز کے حرام ہوا حرمت قطعی کر قیام قیامت تک
 جمیع علما کا اس بات پر اتفاق ہو اور مخالف اس مسئلہ میں کوئی نہیں ہو سوار و افضل کے
 اور قضیہ لیلۃ التعریس اور آرام فرما جانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم اجمعین کا نماز صبح کے وقت اور قضا پڑھنا اس نماز کا افوان اور اقامت اور جماعت
 کے ساتھ خیر سے پھرے کے وقت واقع ہوا اور اسی سال میں ام حبیبہ بنت ابوسفیان کو کہ
 اپنے زوج کے ساتھ حبش کو گئی تھیں اور وہاں اوسکے زوج کا انتقال ہو گیا بخاشی و بٹاؤ
 حبشہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تزویج کیا اور ایک قول پر یہ نکاح چھٹے
 سن میں ہوا اور اسی سال میں حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلامات کو اس سے سوار
 کے ساتھ عمر قضا بجا لائے اور پھرے وقت میمونہ بنت الحارث کو وضع شرف میں کہ مکہ
 معظمہ کے قریب ہی نکاح میں لائے اور اسی جگہ اوسکے ساتھ خلوت فرمائی اور اوسکا انتقال
 بھی سن ترشہ ہجری میں اوسی جگہ واقع ہوا اور اب قبر شریف بھی اونکی وہیں مشہور ہے
 اور میمونہ رضی اللہ عنہا سب بی بیوں سے پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں
 آئیں اور سب بی بیوں سے پیچھے انتقال اس عالم فانی سے فرمایا اور ایک روایت میں یہ ہے
 کہ سب امہات المؤمنین سے پیچھے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے وفات فرمائی و اللہ اعلم
 اور انھوں میں بن میں صفر کے مہینے میں عمرو بن العاص و خالد بن الولید و عثمان بن ابی طلحہ

بنت انحرار اسلام لاکر عکرمہ کی طرف سے امان مانگ کر حضور حضرت سالت میں لائیں
 عکرمہ بھی حاضر ہوئے ہی مسلمان ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت میں انجباؤین
 کے روز شہید ہوئے اور جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سجد انحرار میں داخل ہوئے تو
 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابو قحافہ کو آپ کے حضور میں لائے حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بٹھایا اور اونکے سینے پر دست مبارک اپنا پھیر آپ کے دست
 مبارک کی برکت سے ابو قحافہ مسلمان ہوئے اور حروف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 ابو قحافہ کو خدمت میں لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم بڑھے کو کیوں تکلف دے
 زمین اٹھنے پاس آجائے اور یہ فتح مبارک بیسویں رمضان کو واقع ہوئی حضرت سرور دین
 و نبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ معظمہ میں پندرہ روز اقامت فرمائی اپنے دونوں فروری
 مکہ میں سریات بھیجے کہ خدا کے فضل سے ہر طرف فتح نمایاں ہوتی رہی حضرت خالد بن
 ولید کو عربی کے ٹوڑے پر اور عمر بن عاص کو سولع پر اور سعد بن قیرور کو منات پر تعینا
 فرمایا اور شمر کو اور فساد کے نام و نشان کو بالکل دہان سے کھڑیا بعد اوسکے دسویں شوال
 دس ہزار اہل مدینہ اور دو ہزار طلقاءی مکہ ہمراہ لے کر جنین کی طرف برآمد ہوئے بعض
 اصحاب کو اپنے لشکر کی شوکت اور کثرت پر نظر پڑی تو کہنے لگے کہ اب ہم ہرگز شکست
 نہ کھائیں گے غیرت پارگاہ خداوندی تقضی امتحان اور ابتلا ہوئی گو نہ نہریت لشکر اسلام
 میں پیدا ہوئی اوس حالت میں بعضے نو مسلموں نے کہ اوس وقت تک اونکے سینے خواست
 صدر اور گیت سے خوب پاک نہوئے تھے اپنے خث باطن کو ظاہر کیا کسی نے کہا کہ محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایسے بھاگے کہ کنارے دریا تک نہ ٹھہرنے دو سرے کہا کہ آج
 وہ دن آیا ہے کہ سحر اور ساحری باطل ہو جائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ سے
 فتح اور نصرت مانگ کر تھوڑے سنگریزے اوٹھا کر گلفا کی طرف پھینکے بہ مجرد پھینکنے کے لشکر کفار کو
 شکست فاش ہوئی اس غزوے میں چار مسلمان شہید ہوئے اور ستر کافر جہنم میں گئے
 پندرہ اوعامر اشعری کو ایک جماعت صحابہ کی ساتھ او طاس کی طرف روانہ فرمایا وہاں سے
 بہت غنائم ہاتھ آئے چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں اور چار ہزار

۱۰
 حضرت ابو بکر صدیق
 عنہ رضی اللہ عنہ
 کبک روایت میں آیا
 جبکہ خالی اس
 قول کے دوسرے
 صحابی تھے
 ۱۱
 خالی اس
 قول کا کلام بن
 نبی حضور کا ہوا
 ماری تھا اور یہ
 شکیں قول کے
 صفیان بن حبیب
 بھی نقل کرتے ہیں
 ۱۲
 واسطہ سے
 یہ ابوالخیر
 ۱۳
 شعی ابو موسیٰ
 عنہما کے

روجہ جامدی اور جمعہ ہر آدمی گرفتار آئے سچلہ اسیران سے ماست تجارت رسامی ہیں
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تختیں آپ سے ایک ایک کر کے اٹھائی گئیں اور ان کو اپنے اہل عیال
 کی طرف بھیج دیا اور بعد اسکے آپ طائف کی طرف تشریف لائے وہاں والوں کو
 اٹھارہ روپے تک محاصرے میں رکھا پھر مساوی کر کے کا حکم دیا کہ جو کوئی ماہر ہوئے
 آکر وہی ہیں وہ آدمی سے زیادہ کھائے اور کھانے کو بھیجیں میں سے جس کے اپنے تئیں
 کمری میں ڈال کر بیچے اور آئے مارہ صحابی طائف میں درجہ تہادت کو بیچتے اور
 طائف سے بغیر تمام فتح اور نصرت ہم مراحت و مراکزہ سے احرام باندھ کر چھٹی
 دی قعدہ کو عمرہ لائے اور اسی مقام میں عثمان حبش کو تقسیم فرمایا اور کردہ ہوار
 حاضر ہو کر ایمان لائے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکے اموال اور اس کے قیدیوں
 کو بکھیر دیا اور اسکے مالک سے عفو اس قوم کا شرار اگر اسلماں ہو آپ سے سوا اس کو
 انعام دے اور اس کے اہل و عیال کو بکھیر دیا اور اس کو طائف کا عامل کیا اور اسی مقام میں
 بعضے اداں حرب نے طلب عثمان اور قسنت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علیہ کیا
 اور حساب سید الاس و اسماں علیہ السلام کو ایک درجہ کے گھیرا اور زیادہ سارک
 اوتار لی اور بعضے حواماں الصارہ بھی مادہ عظیم میں کچھ کلام کیا حضرت سید المرسل
 باوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متاع و مال کی تحفہ اور نصیر و مراکزہ تو اب حاس آخرت
 اور عیالات مخصوصہ ایسے سے مستر فرما اور ارشاد ہوا کہ یہ متاع دیا سہل ہے یہ لوگ میرے
 قوم سے ہیں اور صیغہ الایمان میں اسکے اموال پر بہت یالٹ گئے اور ملار اور مالک
 اسکے ہاتھوں سے نکل گئے میں نے چاہا کہ اسکے اموال بھڑوں تاکہ اسکے ایمانوں میں
 لرزل نہ آوے بعد اسکے عثمان بن اسید و معاد کو مکہ معظمہ میں غلیہ کر کے آپ سے مدینہ
 منورہ کو مراجعہ فرمائی اور اسی سال میں کعب بن ربیع نے قیدہ ہاں سعد حبش
 صلی اللہ علیہ وسلم کے امس و ملاست یائی اور اسی سال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حضرت ام المومنین سورہ مدینہ کے طلاق کا ارادہ کیا اور انھوں نے ایسی موت حضرت
 ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سختی اور سلک رولع مظہر میں مسلک رہیں

اور اسی سال میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر ہی صاحبزادی نے کلمہ و تہجد پائی بالخاصہ۔
وفات فرمائی تو تین سال میں عیدینہ بن حسین کو پچاس سو ارے کر بعت فرمایا وہ قرۃ
پچاس کا فرقہ گرفتار کر لائے انکی شفاعت کو اقرع بن حاس اور ایک جماعت نے
حاضر ہو کر حضرت سید الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دو زنبے کے باہر سے پکارا اللہ تعالیٰ
نے آیات الٰہیہ میں بِنَا دُونَكَ مِنْ تَوَكُّعٍ لِحُجَّاتٍ نَازِلٍ فَرَأَىٰ اُورَاقَ بَنِي سَدِ
بن عتبہ کو اخذ صدقات کے واسطے قوم خذاعہ پر بھیجا قوم خذاعہ جو انکی پیشوائی کو باہر
نکلے تو ولید بن عقبہ بنیال اس کے کہ یہ لوگ مقابلہ کو نکلے ہیں مدینہ منورہ کو پھر کر حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شکایت کی اور ایہ کریمہ اِنْ جَاءَكَ فَاسْقِ بِئِنَّاءٍ فَتَبَيَّنُوا
نازل ہوئی اور اسی سال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے تک وِجِ مطہرات سے
الک رہے اور اسی سال میں غزوہ تبوک واقع ہوا اور جناب لیسر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ
گویندے منورہ پر اپنی اہل و عیال پر خلیفہ کیا حضرت ابیر نے بسبب مفارقت حضرت کے اور خیال الحسن
بعض منافقین کے اقامت مدینہ پر اپنے رنج اور ایذا کا اظہار کیا آپ نے حدیث
اَنْتَ صِدِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَآؤُنْ مِنْ مَّوْمِنٍ سے تسلی اور تشفی فرما کر اس رتبہ عالی سے
اذ کو ممتاز و مخصوص کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تمام مال اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کا نصف مال لانا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تجریش عسرت کسلا اور کثرت
تین صحابی کا جس سے آیہ کریمہ عَلَیْكَ الثَّلَاثَةُ الذِّیْنَ خَلَفُوْا خِیْرَ دِیْنِ ہر اسی غزوہ تبوک
میں واقع ہوا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو مہینے تک دیان تشریف رکھ کر
بغیر وقوع قتال و جدال کے راجعت فرمائی اور وہاں صاحب ایلہ اور اہل حربی اور
انرج نے اگر جزیہ قبول کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو سوار ساتھ کر کے اکیدر ملک
دومہ الجندل پر بھیجا اونچوں نے اسکو گرفتار کیا اور اس کے بھائی کو قتل کیا اوسنے بھی
جزیہ قبول کر کے رہائی پائی اور اسی سفر سے پھرے وقت سبھی ضرار پر عبور فرمایا اور اسکو
بلوچی آئی خراب کیا اور جلا دیا قرآن مجید اوس سے خبر دیتا ہر وَاَلَّذِیْنَ اَخْلَوْا وَاَسْبَغُوا
خَارًا اَیَّامَہِ اور رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں تشریف لائے پھر وہ تشریف آکر

الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام على
محمد وآل محمد الطيبين
الطاهرين

اسلام لائے اور شرط کی کہ ایک مدت تک لات اور طاعیہ کو نہ توڑیں گے اور نماز پڑھیں
بعد اسکے اطاعت اسلام کریں گے اور سپانک ہوگا و ساسی لائیں گے آپ نے شرط فرما کر
ایسے قول فرمایا اور لوگوں کو بھیج دیا ساسی رول آئیہ کریمہ کو لکھا اَنْ تَسْتَأْذِنَ لَهْدَ كَذِبِ
مُتْرَكِ الْكَيْفِيَّةِ الْاَلِيَّةِ تَحِي اور عثمان بن ابی العاص کو اوں لوگوں پر ایسے کیا اور متعابر
اسکے الوسیاق بن حریب و معیرہ بنی السہمہ کو طاعیہ کے توڑنے کو بھیجا اور اسی سال
میں حط اور فاصد حیر کے لوگ کا آیا اور اس کے اسلام کی حیر لانا اور اسی سال میں حصہ
۱۱۰ کے بعد بنی رسی اند عہد کو حج کے واسطے روانہ فرمایا اور متعابر اس کے حضرت علی بن ابی
رسی اند عہد کو بھیجا تا کہ سورہ رات پڑھیں اور متحرکوں کا نفس عہد کریں اور سب کے طواف
کرنے کو مع ورائیں اور کسی متحرک کو حج کرنے میں اور حر پوہی میں کہ کوئی متحرک حجت
میں داخل ہوگا سو ای موس کے اور اسی سال میں راسیہ عامدیہ کو رحم کیا اور عوہ میں
حارث بن اسی بنی کے ساتھ ملائے کیا اور اسی سال میں حب کے جیسے میں کھائی
نے ملتے میں وفات پائی اور حضرت علی بن ابی علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اس کے جنازہ
کی مار پڑھی اسی جگہ سے تاجیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حارہ حائر رکھی ہر حصہ کہتے ہیں وہاں
ہر جمعہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور حارہ ہستی کا حضرت علی بن ابی علیہ وسلم پر ظاہر ہوا
اس حقیقت میں نماز حاضر میر پڑھی عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسی سال میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ
عنہا میں عمار بنی السہمہ وفات پائی اور اسی سال کے رسی اند عہد میں سیدہ
سالی ساقیہم واصل ہوا اور اس حضرت سلیمانہ السلام نے ایامی و سیدہ
اور بہا ل قوم ان کے لئے کہ تاید ایمان قبول کریں ایسا میرا ہن شریف و سکویا یا اوں
قوم نے جو دیکھا کہ یہ مرے کے وقت حضرت کے میرا ہن شریف سے ہنسنا کر باہر ہر ار
آوی ایمان لائے اور اسی سال میں وجود عرب ہر طرف سے حاضر ہوئے اسی حجت سے
اسی سال کو عالم الوجود کہتے ہیں سارے عرب نے ایسا اپنا اسلام لانا کہ عہد کی مختصر موقوف
رکھا تھا حب دیکھا کہ قریش نے کہ امام اور متیو ای عرب اور اہل بیت اند تھے اطاعت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول کی اور تعیف بھی اسلام میں داخل ہوئے تو اوں کوں نے عام

حضرت علیؓ کے بعد
 حضرت زیدؓ کے بعد
 حضرت علیؓ کے بعد
 حضرت زیدؓ کے بعد
 حضرت علیؓ کے بعد
 حضرت زیدؓ کے بعد
 حضرت علیؓ کے بعد
 حضرت زیدؓ کے بعد
 حضرت علیؓ کے بعد
 حضرت زیدؓ کے بعد

طائی گرفتار ہو کر آیا اور اس میں حاتم کی بیٹی بھی آئی لیکن بنی حاتم کا تمام کی طرف سما گیا
 اس حضرت علیؓ علیہ السلام نے اس کو رہا فرمایا اور صلعت عمامت کیا وہ پسے بھائی کے
 پاس جا کر بھائی کو بھی لے آئی اور وہ بھی ایمان لایا اور وہ بھی اسماں لائی اور وہ بھی ایک
 نول کے تھینے والا حاتم سے سال میں ملتا ہوا اور اسی سال میں خالد رضی اللہ عنہ
 کو یہی عمارت پر کہ بحر اس میں رہتے تھے بھیجا وہ یہاں لاکر حضور میں حاضر ہوئے نظر
 مبارک اس گرد و برید پر تو فرمایا یہ کون لوگ ہیں گو ماکہ ہند کے آدمی ہیں پورا سیال
 میں باداں والی میں کے وفات پائی اور معاذ میں حل رضی اللہ عنہ کو میں اور حضرت
 کی طرف بھیجا اور یہاں وہ اوکلی رکاب میں سلطان رہیں ورس علیہ آلاف بحیثہ السلام
 ماہر شریعہ لائے اور اوکو شرف شائستہ سے شرف فرمایا اور ارشاد کیا کہ یا معاویہ
 اس سال کے بعد تو مجھ کو یا دے اور یہ آخری ملاقات ہماری تیری ہو معاویہ رضی اللہ عنہ
 یہ سکر ہوئے بھر آپ نے اوکو ذبح فرمایا اور اسی سال میں حذیر بن عبد اللہ کو بھی کھلا
 اس ناکور بھیجا وہ اپنے امر اسیت سلماں ہوا اور اسی سال میں سرحہ میں عمر اللہ
 کہ ہادساہ روم کی طرف سے حدود عرب میں متصل روم کے عامل تھا سلماں ہوا اور رکاب
 روم نے اس کو گرفتار کیا اور اس کے قریب ہو جائے باعث ہوا اس سے کہا تو جو دعا مبارک
 کہ یہ وہی رسول ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے ظاہر ہوئے کی ساری دی گئی لیکن تو
 اسی مملکت کے روال سے ذرا ماہر اور سعادت اسلام سے مسرف ہیں ہو یا بھر مردہ کو
 ملک روم نے مروا ڈالا اور گیارہویں سال میں حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اہل فقیہ کے حق میں استعمال کیا اور فرمایا کہ اسے
 اہل فقیہ تم کو کیا ایچھے ہے وہ یہاں سے چلے گئے یہاں سے آئے اسے اسے ہیں کہ کتب
 تاریک سے زیادہ ماریاں ہیں اور اسی سال میں دوسرے کے وہ چھپو میں تاریخ محمد
 کو ماہ میں رید کو ایک لشکر منظم کے ساتھ ان والوں پر کھینے کی ساری کی اور حاشیہ
 کے رد تباہ و دور دست حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع ہوا اور جسے کہوں جسے وہ مبارک
 سے درس فرما کر اسے کو عباس فرما وہ ماہر کل کر مقام شرف میں شہرے حضرت

ماری صلی اللہ علیہ وسلم نے کبار مہاجرین و انصار کو مثل ابو بکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و محمد
 بن ابی وقاصؓ و ابوبکر صدیقؓ بن ابی بکرؓ اور امثال ایسے کچھ اسامہ بن زیدؓ کے ہمراہ فرمایا اور بعضے
 لوگوں کو اسامہ کے امیر قرار دیا۔ میں ایک نوبت کی قبل وقال واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 یہ بات سنیے فرما کر برآمد ہوئے اور خطبہ طبعہ اسامہ اور اسامہ کے باپ نے یہ حارثہ کی تعریف
 میں پڑھا اور فرمایا اللہ اس کا باپ امارت اور ریاست کے لائق تھا اور بھائی نے باپ کے
 یہ بھی اسی کام کا سرور اور ہی بھر دسویں تاریخ ربیع الاول کو شنبہ کے روز دولت سرزمین شریف
 لائے اور روز یک شنبہ کو مرض شدید ہوا اور خبر ظہور سیکھ کر کذاب اور اسو عدنی لغتہ علیہما
 اسی حالت میں آئے آپ نے بوجی الہی اسود کے مارے جانے کے وقت سے لوگوں کو
 خبر دی ویسا ہی ہوا کہ اس نے صنعای میں میں خروج کیا اور شہر بن باذان کو مار کر اوسکی عورت
 کو کہ فیروز کے چچا کی بیٹی تھی اپنے عقد میں لایا فیروز نے حیلہ گری کر کے اوسکی قصہ میں
 نسب لگا کر اندر گھس کر اوسکو قتل کیا اوس ملعون کے حلق سے مرتے وقت ایک آواز مثل
 آواز کا بھلی پاسبانوں نے یہ آواز سکر گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیسی آواز نکلی اوس عورت نے کہ وہ
 بھی اوسکے قتل میں ساعی تھی دربانوں اور پاسبانوں سے کہا تم لوگ ترو و نکر وہ آواز
 نکلتا ہے پیغمبر کی وحی کی ہو اور اس اسو ملعون کا نام عہلمہ بن کعب تھا اور زواج و نکاح بھی
 کہتے تھے ایک شخص کا ہن تھا لوگوں کو عجائب و غرائب دکھانا تھا اور اول خروج اوکا
 حجتہ الواقع کے بعد واقع ہوا اور سیکھ کذاب کو وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے
 قتل کیا وحشی کہا کرتے تھے کہ میں مارنے والا ہوں بہترین آدمیوں کا اور بدترین
 آدمیوں کا اور یہ سیکھ ملعون بہت بوڑھا تھا و خدنی حنیفہ کے درمیان حضور عالم عالمی
 ماب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اسلام لایا پھر یامہ میں جا کر مرتد ہو گیا اور حضرت علیہ
 السلام کے ساتھ شریک فی النبوة ہونے کا دعویٰ کیا اور شراب و زنا کو حلال
 اور نماز فرض کو ساقط کیا ایک گروہ فاسقین و فاسدین کا اوسکے تابع ہو گیا اور اوس
 ملعون نے چند فقرے نامطبوع قرآن مجید کے معارف میں اختراع کئے تھے کہ مضحکہ
 عقلای عالم ہوتے چنانچہ معارفہ و العادیات میں ایسے کہا ہو وَالْزَّالِمَاتِ زُرْنَ عَا

حجتہ الواقع کے بعد واقع ہوا اور سیکھ کذاب کو وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے
 قتل کیا وحشی کہا کرتے تھے کہ میں مارنے والا ہوں بہترین آدمیوں کا اور بدترین
 آدمیوں کا اور یہ سیکھ ملعون بہت بوڑھا تھا و خدنی حنیفہ کے درمیان حضور عالم عالمی

ایک دو یتیموں کا مریہ تھا اور وہ دونوں یتیم ایک انصاری کے یہاں پرورش پاتے تھے اور بھی قبل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے کے وہاں پر کچھ لوگ نماز پڑھا کرتے تھے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں یتیموں کو بلایا اور اس جگہ کو مول لینا چاہا ہر چہ ان دونوں نے بلا عوض اس قطعہ کے نذر کرنے میں مبالغہ کیا مگر آپ نے نہ مانا اور بلا عوض لینے پر راضی نہ ہوئے اول ان کو قیمت دی بغداد کے مسجد کی بنادالی بعض انصار نے اپنے مال سے ایک نخل اور بھی زمین کی قیمت پر زمین والوں کے خوش کرنے کو مضاعف کیا پھر اس جگہ میں جو اونچا نیچا تھا برابر کیا اور جو درخت بویق واقع تھے ان کو اکھاڑ کر بنیا مسجد شریف والی اور جنبۃ البقیع میں قریب بیرایوب کے کہ مسجد سیدنا ابراہیم سے اوتر کی طرف ایک جگہ ہی وہاں انٹین گرتی تھی اور سردین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام ناخو و نفس نفیس اور اکثر صحابہ کرام پیچھے اور اینٹ ڈھو ڈھو کر لاتے تھے اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تسلی اور تشفی کے واسطے ندای بشارت تاب دیتے تھے کہ اللہ کے خیر اکابر کے خیرۃ فانکم الا انصاء والکھراجون اور مسجد شریف کی چھت درستون کجور کی لکڑی سے بنائے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف کی نینہ والی حضرت جبریل علیہ السلام حضرت حق تعالیٰ و تقدس کی طرف سے حکم لائے کہ ایک عیش بناؤ موائی عیش موسیٰ کلیم کے کہ بلند ہی اس کی سات گریں زیادہ ہند اور مرزین اور نقش کے زمین تکلف نہ کرو چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رمانہ شریف میں مسجد شریف کی چھت ایسی تھی کہ مینہ برستے وقت چھت کی مٹی آدمیوں کے سروں پر گرتی تھی اور طول مسجد شریف کا پہلی بنائیں جانب قبلہ سے حد شمالی تک چوٹن کر تھا اور جانب شرق سے حد مغربی تک ترستھ گز اور بعد فتح خیبر کے کہ ساتویں سن ہجری میں واقع ہوئی آپ نے یہ سہ سے پھر بنوائی اور ہر طرف سے صد در صد رکھی طبرانی نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے کہ مسجد شریف کے ہمسایہ تھے ایسا فرمایا کہ اگر تجھے ہو سکتا ہو تو تھوڑی سی زمین جو تیری ملک کی ہی ہو عرض ایک گھر بہشت کے ہمارے

مرید باسی سوسہ
کھتے ہیں اور کچھ
کو جان فرمادو
جنگل کے
نرینا دیں
میں ای اللہ کے
میں خیر و
تو نہت کی پس
نہر انصار و
مجاہدین

مسجد کے مین دروازے تھے ایک دروازہ بائیں طرف جدھر اب قبلہ اور دوسرا دروازہ
 مغرب کی طرف جسے اب باب الرحۃ کہتے ہیں تیسرا دروازہ جدھر سے آپ تشریف لائے
 تھے وہ باب آل عثمان ہے جسے اب باب جبریل کہتے ہیں قریب محراب تہجد ان حضرت
 علیہ الصلوٰۃ کے نہ وہ کہ عوام الناس اسکو باب جبریل کہتے ہیں اور بعد نازل ہوسنے
 قرآن کے باب تحویل قبلہ میں جبریل امین نے حضرت واجب الوجود تعالیٰ کی طرف سے
 آکر یہاں سے کعبۃ اللہ تک جتنے حجاب درمیان میں واقع تھے اوستے اور بنیادی
 مسجد نبوی اوس جگہ پر کہ اب وہیں ہے اگر کہہ سے دیکھ کر سمت میزاب کعبہ پر درست کی گئی
 اور بعد تحویل قبلہ کے چودہ پندرہ روز تک آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسطوانہ مخلق
 کے پیچھے جسکو اب اسطوانہ عائشہ کہتے ہیں نماز ادا کرتے رہے بعد اسکے جہان پر اب
 محراب مقرر ہی آپکا قیام فرمانا مستعین ہوا اور آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے
 میں علامت محراب جیسے اب ساجدین متعارف ہونے لگی ابتدا اسکی عمر بن العزیز کو وقت ہے جو جسوقت میں کعبہ
 عبد الملک کی طرف سے مہر مدینہ نور تھی اور جس نے میں کہ نماز قبلہ بیت المقدس کی طرف ادا کرتے تھے آپ
 کھڑے ہونے کی جگہ وہ تھی کہ اگر اسطوانہ مخلق کی طرف بیٹھتے کہ شام کی طرف متوجہ ہو کر
 جائیں اور باب عثمان کے محاذات میں پہنچ کر کھڑے ہو جائیں اور باب عثمان و اتنی
 طرف کو واقع ہو پس وہی مقام ہے اور آن سرورین و دنیا علیہ و علی الصلوٰۃ الخ
 والذنا منہر رکھے جانے سے پہلے متصل محراب کے پچھان کی طرف کھڑے ہو کر اصحاب
 کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطبہ عالی رتبہ سے مشرف فرماتے تھے اور کبھی کبھی طول
 قیام کی جہت سے کسل عارض ہوتا تو ایک لکڑی پر کہ اسی جگہ نصب تھی تکیہ فرماتے
 ایک شخص بعض دیار عرب سے مدینہ میں آیا تھا اور بروایت صحیح مدینہ ہی کا تھا ایک
 انصاریہ کا غلام جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اگر آپ قبول فرمائیں
 تو آپ کے واسطے ایک منبر بناؤں کہ اوپر کھڑے ہونا بھی آسان ہو اور بیٹھنا بھی آسے
 التماس و سلی قبول فرمائی اوسے منبر تیار کیا میں درجے کا تیسرا درجہ بیٹھنے کا مقام تھا امہ صحیح
 روایات سے ثابت ہے کہ جب منبر شریف رکھا گیا جس جگہ کہ آج رکھا ہے اور مقام اہل سے

آپ نے نقل فرمایا تو وہ لکڑی کھیر کھیر کسی ایکہ دہانے تھے ایک کے سران محبت سے
 طرح گئی اور روایت ہو گیا اور جلائے مٹی صیغہ اوٹنی جلاتی ہو اور ایسی سیرا ہوتی کہ
 تمام حاضرین مجلس اسکا حال و کبر کرے اصیاب روئے مٹی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
 سر شرب سے اور کر ایسا دست تعجب اور سیر رکھ کر دیا کہ اگر تو چاہے تو تھک و تیری حکم پر
 یہ چھوڑوں جس حالت میں کہ تو بھی ہو اور اگر تو چاہے تو تھک و تیری حکم پر جس میں
 ہاں کی ہروں اور تینوں سے سیرا ہو اور حد کے دست سیرا ہو وہ کھائیں ہوا اسکا
 کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف متوجہ ہو کر فرما
 کہ اسے دارا تھک اختیار کیا راستہ ہے کہ جس سرری رضی اللہ عنہ یہ حدیث سے ہمت
 روتے اور دہانے کہ اسی سدا کاں حدیث لکڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ورائے میں
 روئے اور دہانے کرے تو کیا ہم لوگ لائق تر اس بات کے نہیں ہو بیت سلکے دہانے
 کہ در و ماضی بہت + نہ رادی و ال کہ در و معر فی بیت + قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ
 دہانے ہیں کہ حدیث میں صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہوئی ہو اور ہمت سے سیرا
 اور کی روایت کی ہو اور وہ لکڑی صحیح صحابہ کے یا سچی ہو اور کو سب قبول مدت
 نو سیدہ ہو گئی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ او سکوا و سہی حکم پر یہاں کھیری بھی حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے دہانے کر وادیا اور قول صحیح پر سر شرب کا طول و دراع تھا اور ہر
 ایک دراع اور ہر حصہ کا ایک مائتہ اور علمای راشدین رضوان اللہ علیہم کے
 زمانے تک ایسے حال پر رہا اور پہلے جسے حاتمہ مطیہ سے اسکی پوشش مائی حضرت
 عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد جہ میں ایسی حالت
 سے بیت کے دوسرے سے کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ سے بعد حضرت ابو بکر صدیق
 رضی اللہ عنہ کے اصیاب کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے کی حکم پر گئے اور ایک
 قول پر اول جسے سر کی پوشش مائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور وہ اسے
 زمانہ امارت میں جس وقت تمام سے مدینہ منورہ میں آئے تو او بھوں نے نقشہ ہمار
 کے کہ اس سر شرب کو تمام میں لے جائیں او سکوا اسی حکم سے اوٹھا جایا اسی

آفتاب سیاہ ہو گیا اس طرح کہ آسمان کے ستارے نکالی دینے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
 عنہ یہ حال معائنہ کر کے اوس قصد سے باز رہے اور صحابہ کرام سے اور سکے عزیزین کئے لگے کہ
 میرا مقصود اسکے ہلانے سے یہ تھا کہ دیکھو ان اوسکا و زمین نے نہ کھالیا ہو بعد اسکے چھ درجے
 اور زیادہ کئے اور منبر نبوی کو اوپر اٹھا کر رکھا بعد اوسکے ہمدی خلیفہ نے چاہا کہ اتنے
 ہی درجے اور بڑھاوے امام مالک رحمۃ اللہ نے اوسکو منع فرمایا اور جب حضرت معاویہ
 رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا منبر بھی طول مدت کی جہت سے بوسیدہ ہو گیا تو بعض خلفای عیسیٰ
 نے پھر نئے سرے سے منبر بنوایا اور بقایا ی منبر نبوی کی تبرکات اور عینا نگہیان بنوا کر انھیں
 اوسن چھ سے چون میں جو آتش نہ لگی تین منبر چل گیا تھا وہ منبر خلفای عباسیہ کا بنوایا تھا
 اور بعضے ارباب کوا لایچ یہ لکھتے ہیں کہ وہ منبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنوایا ہوا تھا لیکن
 صحیح قول اول ہر والدہ اعلم بعد اسکے تمام بادشاہان اسلام اوس میں کچھ کچھ لپٹے اپنے
 وقت میں تغیر دیتے چلے آئے سلطان روم سلطان مراد خان بن سلیم خان تک کہ اونی
 سن نو سو اٹھانوے میں منبر عالی سنگت خام سے بنوایا تھا اور قبۃ اوسکا ہفت جوش کا
 اور یادہ تاریخ اوسکا بعضے فضلاء روم نے یون پایا تھا منذر اعظم سلطان مراد مستحکم
 غفر اللہ کہ کہتا ہو کہ بعد سلطان مراد خان کے پھر کسی نے منبر شریف میں تغیر نہیں دی
 سوا ہی ترمیم کے چنانچہ اس زمانے میں کہ سلطان عبد الحمید خان بن سلطان محمود خان
 انار اللہ برہنہا و غفر اللہ لہا نے نئے سرے سے مسجد نبوی بنوادی اور س بارہ سو ستیہ میں
 عمارت اوسکی تمام ہوئی منبر شریف کو ویسا ہی باقی رکھا شاید کچھ ترمیم کا اتفاق واقع ہوا
 فصل اب رہے اسلوانات منبر کہ مسجد نبوی از جملہ اوسکے جتنے سنتوں کے تبرکات اور عینا
 زیارت کرتے چلے آتے ہیں وہ آٹھ ہیں ایک واسطوانہ جو محراب نبوی کے متصل اہام
 کے مقام سے داہنی طرف ہوا و حضرت علی علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے اوسی جگہ
 خطبہ شریف ادا فرماتے تھے اور وہ لکھتی جو حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے شراق میں
 روائی تھی اسی جگہ تھی ار اگر علی کے کدوم سے ایسا معاوم ہوتا تو کہ اسلوانہ خلق نبوی کا
 نام ہو اور خلق اسول سے کہتے ہیں کہ وہ سنتوں کسی اگر وہ چیز سے ملوث ہو گیا تھا اوپر

اسلامی تاریخ
 حضرت امیر المومنین
 علیؑ کی زندگی

خلق کو اویس کا اتفاق ہوا تھا اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اویسی جگہ کو فضل رسول
 کے واسطے اختیار فرماتے تھے دوسرا سطواہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سکو اسطواہ
 القرق اور اسطواہ المہاجرین بھی کہتی ہیں اور کلام مطری سے کہ اس بلدہ عظیمہ کا موضع
 ہی ایسا معلوم ہوا ہے کہ اسطواہ معلق بھی اسطواہ ہی اور یہ اسطواہ حجرہ شریفہ کی طرف سے
 بیسرا ہی اسی طرح سر شریف کی طرف سے بھی اور درمیان میں روضہ مطہرہ کے فاصلے
 ہوا ہے سرور امیاء علیہ الصلوہ والسلامے بعد قتل فیلہ کے ایک مدت تک اسی حق
 کی طرف ہمارا دامن فرمائی بعد اسکے جہاں اب محراب موسیٰ ہی لعل فرمایا اور شریفی
 ماجد میں جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 اور امثال ان کے رضی اللہ عنہم اجمعین اس حق کی طرف ہمارے پڑھتے اور یہیں حاد
 کرتے اور طریق حسرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرے ہیں کہ رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری مسجد میں ایک جگہ ہے اس حق کی طرف سے اس کے آگے
 آدمی حال میں تو بغیر قرعہ ٹولے کسکو اس جگہ ہمارا پڑھایا میرا حق حضرت
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کی ایک گروہ اولاد صحابہ رضوا اللہ عنہم
 کہنا کہ وہ جگہ کہاں ہے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے اس کی تعیین واقع ہوئی کہ
 لوگوں کی حضوری سے ماہر آئے عدا اللہ میں رہے کہ حضرت ام المومنین کے صحابہ تھے
 وہیں حاضر رہے ایک جماعت اس امید رکھ کر کہ وہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے
 بدگنس گئے اور ہکو حردیں گے مسجد میں حاضر رہے بعد دیر کے حضرت عبد اللہ
 میں رہے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے ماہر آئے اور اسی اسٹواہ
 کے متصل وہی طرف ہمارے پڑھنے لگے لوگوں نے حاد کہ جسکی حضرت سرور اسما
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جبر دی ہے وہ ہی جگہ ہے اور دعا اس اسطواہ کے پاس تھا
 ہے جو تیسرا اسطواہ تو ہے کہ حجرہ مدینہ کی طرف سے دوسرا اسٹواہ اور سر شریف کی طرف
 ہے جو تیسرا اسٹواہ عائشہ کے حجرہ کی طرف سے کہتے ہیں کہ درمیان اس اسطواہ
 کے اور درمیان قبر شریف کے میں گر کا فاصلہ ہے رضی اللہ عنہم اور اسکو اسطواہ الی

بھی کہتے ہیں کہ وہ منجملہ نقبای انصار تھے اور انھوں نے اپنے تئیں اوس قوم سے
باندھا تھا کہ توبہ اور عذر اور نکاح قبول ہو اور اصل اس قصہ کی یہ ہے کہ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ
صاحب عہد و پیمان بن قریطہ تھے جس وقت کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوس
گروہ ماہیہ کو محاصرہ کیا وہ مشورہ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ پہنچے اور ترے تاکہ موافق فرموا
ابو لبابہ علی کریم اڑکے اور عورتیں یہودیوں کی اونکے پاؤں پر گر پڑے اور گریزاری
کیسے اور گڑ گڑائے کہ اون سبکو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جا کر عذر خواہی
کرے ابو لبابہ نے قبول کیا کہ میں ایسا کروں گا اور اپنے کلام کے درمیان میں ایک بار
ایسی کی کہ وہ دلالت کرتی تھی اس بات پر کہ انجام کار تھا را حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک فرج اور قتل ہی یعنی اپنے ہاتھ سے اپنے خلق کی طرف اشارہ کیا یہ بات ابو لبابہ
سے ازراہ بشریت اونسکے جزع اور فزع دیکھ کر سرزد ہوئی بعد اوسکے جانا کہ مجھ سے
خدا اور رسول کے حق میں حیانت ہوئی اس عمل کی ندامت میں اور اس تفصیر کے عذر کے
واسطے اپنے تئیں ایک لکڑی کے ساتھ جو اوس اسطوانہ کی جگہ پر تھی بھاری زنجیر سے
باندھا اور اوس روز سے زیادہ اسی حال پر رہے اور قضرع اور زاری کیا کیسے بیٹھے
اونکے اگر نماز اور قضا کی حاجت کے وقت کھول دیتے تھیں بھوک کی شدت اور روئے
پینے کی کثرت سے قوت سامعہ اونکے کام سے جاتی رہی اور نزدیک تھا کہ قوت باہر
بھی جاتی رہے اللہ تعالیٰ نے آیہ کریمہ کا آیتھا الذین امنوا کاتھموا للہ والرسول
الایہ اسی شان میں نازل فرمائی حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ
میں اس قید سے نہ نکلوں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے
نہ کھولیں گے اور کھانا پینا کچھ نہ کھاؤں گا اس میں یا مرجاؤں گا یا میرا گناہ بخشا جائے گا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ پہلے میرے پاس آتا تو میں اوسکے واسطے
شرط مغفار بجالاتا لیکن جب اوسنے اپنے تئیں خدا کی درگاہ میں باندھا تو جب تک خدا
کا حکم نہ آئے گا میں نہیں کھول سکتا یہاں تک کہ ایک سبکو اونسکے قبول توبہ کی آیہ ام سلمہ
رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر اون کو

۱۰
اور یہ کہ
واللہ اعلم
۱۱

پای مبارک کے نیچے اوسے ڈال لیئے تھے پانچواں اسطوانہ محسن اور سکوا اسطوانہ علی ابن ابی طالب بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ اوسکے ناز پر رخصت کی جگہ اکثر اوقات میں یہی تھی اور یہ بھی ہو کہ وہ راتوں کو اوس ہی جگہ بیٹھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کرتے رہتے مٹری کہتے ہیں کہ اوسکے بیٹھنے کی جگہ اوس درے کے مقابلے میں ہو جدھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے مسجد شریف میں پناہ لیتا اسے ہوتا تھا اسطوانہ الوفود و دیتے تھے ہر اسطوانہ اکثر کے شمال کی طرف سے اور وفود جمع و افاد کی ہو اور وفاد اوس جماعت کو کہتے ہیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ آوین جبرئیل وفود عرب اطراف و نواح سے حضور سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام آتے اور تعالیم شریعہ و احکام کو حاضر ہوتے تو آپ اکثر اسی اسطوانے کے پاس جلوہ فرما ہو کر انبیاء یا خیال جان آراستے اونکو مشرف فرماتے اور عظامی صحابہ آپ کے گرد روایت کرتے سنا تو ان اسطوانہ مربعہ البعیر اوسکو مقام جبرئیل بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اکثر اوقات اسی جگہ وحی پونچا یا کرتے تھے اور درمیان اس اسطوانہ کے اور اسطوانہ الوفود کے ایک اسطوانہ اور ہو شباک سے ملا ہوا اور دروازہ دو کھڑا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اسی جگہ تھا سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ شریف سے برآمد ہونے کے وقت یہاں کھڑے ہو جاتے اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہرا و حضرت حسن اور حضرت حسین سلام اللہ علیہم کی طرف خطاب کر کے فرماتے تھے
السلام علیکم اهل البیت اسمائیکم یدلہ اللہ یدلہ ب عنکم الراجس اهل البیت
و یطہرکم و یطہر ایدہ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں اس اسطوانہ اور اسطوانہ السریہ کے ساتھ تبرک حاصل کرنے سے بھت گھر جائے شباک کے زائرین محروم ہیں شاید مراد سید علیہ الرحمۃ کے گروا اگر وہ بیٹھ سکتا ہوگا ورنہ ظاہر ہوگا کہ نصف اسطوانہ السریہ جانب مغرب سے داخل مسجد ہو اوسکے پاس نماز ادا کرنا اور بیٹھنا میرا ہی اسی طرح حال اسطوانہ الوفود کا ہو پس تخصیص کی وجہ معلوم نہیں ہوتی تھی توجیہ البتہ ہو سکتی ہو کہ چونکہ اعتکاف حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسطوانہ السریہ

اس جگہ
 چار بابہ
 دو کمرے
 شکر و شکر
 تین تین
 مسجد و مسجد
 کہ کہ کہ

کے یاس اس حاکم کو تھا جو اہل سماک ہر تو کو یا اس جنت سے تبرک حاصل کرے
 میں محرومی ہو و اللہ اعلم ان اسطوانہ تہجد و چہ اس نام کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی محراب تہجد کو آج بھی متعین اور موجود ہے اسی اسطوانہ میں ہے اور یہ اسطوانہ
 حضرت فاطمہؓ رہا اسلام اللہ علیہا کے حجرہ مبارک کے نیچے شمال کی طرف واقع ہے
 روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ ہر شب حصیر بچھا کر نماز تہجد ادا فرمایا کرتے
 تھے صحابہ نے آپؐ کا اتباع کیا آپؐ کے اجتماع صحابہ اور کثرت وار و جام ملاحظہ فرما کر
 حکم دیا کہ حصیر کو کثیف کرنا۔ لیکن اس میں حصیر کو سچا نہ کرنا کہ عرس کیا کہ یا رسول اللہ آپ
 یہاں ہر شب ہمارا دوا دہاتے تھے ہم لوگ بھی آپؐ کا اتباع کرتے تھے اور اس سعادہ
 سے مشرف ہوتے تھے فرمایا کہ میں دُر اس بات سے کہ کہیں تیرے ہمارے مرض ہو جائے
 اور تم سے اس کے محال اس میں کہ تم بھی سو یہ احوال ہر اوں اسطوانہ کا جو یہ سب سار
 اسطوانہات سید شریف کے فصل اور تشریف رکھتے ہیں ورنہ سارے اساطیس ملکہ برافین
 سہی سوی فاصل اور ترک ہے اور کوئی اسطوانہ ایسا نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضواں اللہ
 علیہم اوس جگہ ہمارے پڑھی ہو صحیح صحابی تشریف میں حضرت اس ہی اللہ علیہ
 روایت ہے کہ کہ سار صحابہ کو میں دیکھتا تھا کہ حرب کے رت ہر ایک اوں میں لکھا ایک
 اسطوانہ کے یاس مادیہ کرنا تھا اور رتہ میں ریاض اکھتہ میں تھے اسطوانہات پر
 اونکا نام بھی لکھا ہے جیسا کہ اسطوانہ الی کر و عم و عمار و علی و اسطوانہ سعید بن بدوس
 عباس بن عمر رحمہما اللہ کہ یہ بات حضرت سید رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہوئی اور
 اب اس زمانے میں کہ سارہ سو آتی ہیں حد اسطوانہات پر نام لکھا ہے جو چاہیے اسطوانہات
 و اسطوانہ اولیاء و اسطوانہ اس پر اور سو اس کے ساید یا اسطوانہات پر اور لکھا ہے
 فصل سیاں حصہ اولہ راجع حصہ میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حصہ
 سہم ہوا و حملہ و اعدام فایک سایہ وار ملک تھی یا نہیں میں مسی سوئی کی کہ مقرر و سایہ کیس
 صحابہ وہاں رہتے تھے اسی کی طرف او کو مہسوب کر کے صحابہ حصہ کہتے ہیں سہی
 نقل کرتے ہیں کہ تجویل قلعہ سے پہلے قلعہ سہی کے شمال کی جانب تھا تجویل پہلے کے قلعہ

اساطعہ قبلہ اول کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تاکہ فقر و مساکین فہان رہیں اور اصحاب صفہ
 کبھی بسبب اختیار تزویج یا موت یا مسافرت وغیرہ کے کم ہو جائے تھے اور کبھی
 زیادہ اور حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں سو عدد سے زیادہ اسماء شریفہ اصحاب صفہ
 کے ذکر کیے ہیں اور خواجگاہ اوٹکارات کو بھی وہی مسیح شریف بھی سوا اونسکے اور
 جگہ نہیں رکھتے تھے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ حکم الہی جل سلطانہ و صاحب
 نفست مع الذین یدعونکم انکم معہم ایک ساتھ ایک مجالست خاص رکھتے تھے
 اور محبت خاص اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ اصحاب صفہ بھوک کی شدت اور کمال
 در ماندگی سے اون سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ شریف پر پڑ جایا کرتے
 تھے اور ایسا حال ہوتا تھا کہ آنے والے جانتے تھے کہ شاید یہ لوگ دیوانے ہیں
 اور آنحضرت علیہ افضل الصلوٰۃ و اھل التحیات اونکے پاس قدم رنجہ فرماتے اور تسلی
 اور تشفی اونکو دیتے اور ارشاد کرتے کہ تم لوگ میرے ساتھ ہو اور فرماتے کہ اگر تم
 اپنی قدر و منزلت جو عن تعالیٰ و تقدس کے نزدیک ٹھہری ہوئی ہو جان لو تو اس سے
 زیادہ فقر و فاقہ کو دوست رکھو اور کبھی کبھی ایک ایک دود کو اون میں سے اختیار
 صحابہ کو حوالہ فرماتے تاکہ اونکی میہانداری کریں اور جو کچھ باقی رہتے تھے لو کو اپنے
 ساتھ شریک کر لیتے تھے اور صدقات جتنے آتے تھے اونھیں کو عطا فرماتے تھے
 اور ہدایا میں بھی اونکا حصہ لگاتے تھے اور اصحاب صفہ کا لقب ضیاف المسکین تھا
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی منجملہ اصحاب صفہ ہیں روایت کرتے ہیں
 کہ میں نے ستر آدمی اصحاب صفہ سے دیکھے کہ اون میں سے کسی کے پاس سوا
 ایک ازار کے وہ بھی آدھی ساق تک اور کچھ پہننے کو نہ تھا سجدے میں جاتے
 وقت اونکو گرد سے ہیٹ لیتے تھے تاکہ کشف عورت نہ ہو جائے اور بھی حضرت
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ شینت گہ سنگی
 سے پتھر اپنے پیٹ پر باندھتا اور بیہوش پڑتا یہاں تک کہ ایک روز اوسی حال میں
 میں رہا کہ پر بیٹھا تھا ابو بکر صدیق اوس طرف سے گزرے میں نے اونکو سنا کہ

اور کبھی
 کبھی بسبب
 اختیار تزویج
 یا موت یا
 مسافرت وغیرہ
 کے کم ہو جاتے
 تھے اور کبھی
 زیادہ اور

ایک آیہ قرآن کی تشریح تاکہ مجھ پر رحم کمائے اوسھوں نے التفات بھی کیا بعد اوسکے
 ابو العباس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او دھر سے تشریف فرما ہوئے میرا حال
 دیکھ کر قسم فرمایا اور فرمایا انا کھڑی ہوں میں نے عرض کیا لیکن یا رسول اللہ فرمایا اہم
 میں آپ کے پیچھے پیچھے حجرو مساک تک بھیجا کوئی شخص حسرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 واسطے ایک قدم نہ کر دودہ ہر لایا تھا آپ نے فرمایا جا کر اصحاب صفہ کو ملا لا
 میں نے اسے ولیں کہا کہ یہ دو صفہ کتنا ہی خواص اصحاب صفہ ملائے گئے ہیں مجھی کو
 فتا عیانت کرتے تو میں اسکو لی لیتا اور تھوڑی دیر آرام پاتا ولیکن جو کہ اطاعت
 خدا و رسول سے سر پہیرا حاجت ہے اقمنا کلا فی اللہ علیہ السلام میں بھی
 صفہ کو خصوص میں ملا لایا وہ سب کے گرد و لشکر میں بیٹھے آپ نے فرمایا انا کھڑی
 میں نے عرض کیا کتبک کاذبوں اللہ فرمایا دودہ کا قدح اوشکا کر ایں اچھا
 دے میں نے قدح اوشکا کر اصحاب کو دیا ہر جس نے اوں میں سے حب سیر ہو کر
 بیا اور دودہ کچھ کم سپین ہوا بعد اوں کے بسر ہوئے کے میں قدح اوشکا کر آپ کے
 حضور میں لایا آپ نے قسم کیا اور فرمایا اب ہفتہ ہم اور تم رہے میں نے عرض کیا
 صدک قہ کاذبوں اللہ فرمایا بیٹھ جا جاں تک تیری صھوک ہوئی ہے میں نے
 بیٹ بھر کر پیا اور بانی حسرت علیہ السلام کے حضور میں رکھ دیا آپ نے
 حطہ نیک حق تعالیٰ و تبارک و تعالیٰ اور دودہ جو قدح میں ماتی تھا اوسکو بوس فرمایا
 اور رضیہ بکیر طعام بھی خواص اصحاب صفہ کے واسطے ظہور میں آیا تھا حضرت ابو ہریرہ
 رضی اللہ عنہ کی روایت سے تانت ہوا ہی اور روایات متعددہ میں آیا ہوا کہ ہر ایک
 الصاری ایسے ایسے درختا خراب سے ایک ایک خوشہ لاتے تھے اور سب خوشوں کو
 ایک تھی میں باد حکم دواسطوا الوں مسجید کے بیچ میں لٹکاتے تھے اور اصحاب
 صفہ کو اوسکے بیچ چھا کر خوشوں کو لکڑی سے جھاڑتے تھے تاکہ بے تکلف کھا کر
 ایک در ایک شخص نے حراب حرمے کا ایک خوشہ لاکر لٹکا دیا حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر صاحب اس صافے کا اس سے اچھے حرمے لا تا تو بہت کھاتا

۱۰
 واسطے حال سکھ
 فی اللہ السلام

۱۱
 علیہ خاصوں
 رسول اللہ

۱۲
 علیہ سنی آپ
 حج و عمرہ و زیارت

لیکن امنے نہ چاہا کہ قیامت کے دن کس سے بہتر فرمے کہا کہ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا نَسُوْنُ وَكَذٰلِكَ لَیْسَ لَكَ اَنْ تَعْلَمَ اِلَّا بِمَا شِئْتَ وَرَیْطَ لَكَ اِلَیْهِ اَجْمَعِیْنَ
فَصَلِّ بِنِیَّاتِ حجرات شریفہ میں حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف
کی بنا ڈالنے کے وقت دو حجر وں کی بھی بنا ڈالی تھی کیونکہ اوس زمانے تک
دو ہی زو جہ مطہرہ ایک حضرت سو و ہ بنت زمعہ و دوسرے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا تھیں بعد اوسکے جتنے ازواج مطہرات پہنچتی گئیں ہر ایک کے واسطے
ایک ایک حجرہ منیفہ طیار ہوتا گیا قر ب مسجد شریف کے کئی گھر حارثہ بن النعمان
انصاری کے تھے اونھوں نے تھوڑے دنوں کے بعد وہ سب گھر بیشکین جناب
عالمیان باب علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیات کئے اور آنسور علیہ الصلوٰۃ و السلام
کے اکثر بیوت موافق عرف و دیار عرب کے شاخہای خرماسے تھے کبلی سے ڈھنگے ہو
اور دروازوں پر کبلی کے پر وے پڑے ہوئے اور جتنے گھر تھے مسجد شریف سے
جانب قبلہ اور شرق اور شام واقع تھے جانب غزنی میں کوئی گھر نہ تھا اور بعض
گھر کچی اینٹ کے بنے تھے اور ہر گھر کے اندر ایک حجرہ تھا شاخون خرماسے کہ
اوسکے اوپر گھگل کی تھی اور اکثر بیوت شریفہ کے دروازے مسجد شریف کی جانب
تھے اور بلندی چھتوں کی ایک قد آدم اور ایک ہاتھ سے زیادہ نہ تھی اور حضرت
جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ اسی جگہ تھا جہاں اب اونکی
قبر شریف کی صورت بنی ہوئی ہے اور درمیان حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے
گھر کے اور درمیان دولت ساری حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب تھا ایک گھر کی تھی کہ اوسکو خود کہتے
ہیں اکثر اوقات حضرت علیہ الصلوٰۃ و السلام اسی طرف سے برآمد ہوتے اور ہر دفعہ
کہ برآمد ہوتے حضرت جناب ولایت تاب ورجناب سیدہ اور جناب جنین رضی اللہ عنہم
کی خیر و عافیت پوچھتے اور خبر لیتے ایک دفعہ آدھی رات کو حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا اوس طرف سے تشریف لائیں اونکے اور حضرت سیدہ کے درمیان ابوی خوخہ

کسی قسم کی گنگو آگئی حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علیؑ علیہ السلام سے عرض
 کر کے اویں جو وہ کو سد کر دیا طہر الی الی تعلیم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت
 علیہ علی آلہ السلام کسی سر سے تشریف لائے تو پہلے مسجد تشریف میں اہل
 ہو کر دو رکعت ہمارا دعا فرمائے بعد اوسکے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف
 لیجاتے اور اونکا حال پوچھتے بعد اوسکے حجرات اور وح مطہرات میں ولین اور درجہ
 حضرت امیر المومنین علیؑ علیہ السلام کی طرف سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت
 علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر میں تشریف لائے ہم نے کھانا آب کے واسطے تیار کیا
 اور ام ایس سے ہمارے واسطے تھوڑا سا دودھ بھیجا تھا وہ بھی حاضر تھا آب سے
 طعام نوش فرمایا اور دودھ بیا میں نے آب کے دست مبارک دھلائے آب سے
 دست مبارک چھو مارک اور محاس تشریف پر بھیڑے اور دعا کی اوسکے بعد سجدے
 میں بیٹے گئے اور روضا شروع کیا ہم لوگ بہت سے کچھ دریافت نہ کر سکے اس میں
 جبیں علیہ السلام آب کی سنت مبارک پر گر کر روئے کھا آب اوسکار و ملاحظہ فرما
 اسار و ماحول گئے اور اسکی طرف متوجہ ہو کر فرمائے لگے ثانی انت ذالک
 یا کھسٹن کو کیوں رہتا ہوا سے عرض کیا اسی اب ہم نے آب کو ایسا روئے کھسٹن
 نہیں دیکھا آج آب کیوں روئے ہیں فرمایا اسی بیٹے میں آج تمہارے حال شہر مال کو
 دیکھ کر ایسا مسر ہو ا تھا کہ کبھی میں ہوا حضرت علیؑ کی طرف سے میرے
 پاس آ کر جو نہ تھا فی کہ میری امت تمکو عزت اور کرم کے حالت میں تمہید کرے گی
 یہ جس میں نے دعا کی کہ اتنی دیبا میں یسج و محسناں میری نور سے آخرت الی آخر
 قصہ امتدای حال میں بلجھے صحابہ کے گھروں کے دروازے اور رہتے مسجد
 تشریف کجی طرف تھے آخر الام حضرت علیؑ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے سب
 دروازوں کے سد کر کے کما امر فرمایا سوا ہی دروازہ حضرت الی کر صدیق علیہ السلام
 سے کے احادیث صحیحہ میں طرق متعدد وہ سے آیا ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام ایام
 برس میں کہ رحلت فرمائے کے کئی دن باقی تھے مسرت تشریف پر جلوہ فرما ہو کر خطبہ

۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰

پڑھا اور فرمایا کہ حضرت رب العزت نے ایک بندے کو اپنے بندوں میں سے خیر کیا
اس بات میں کہ اگر چاہے دنیا میں سہم اور چاہے جو اقدس کی طرف نقل کرے بندہ
نے یہی اختیار کیا کہ اپنے مولیٰ کے پاس جائے جتنے اصحاب حاضر تھے ان میں سے
کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ آپ کس بندے کا ذکر فرماتے ہیں سو ہی حضرت خلیفہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ وہ سنتے ہی روئے اور سمجھ گئے
کہ یہ اپنے حال سے خیر دیتے ہیں اور آپ کا سفر آخرت قریب پونہچا بعد اسکے حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سب آدمیوں سے زیادہ بدل و رد کرنے والا صحیح
اور مال میں ابو بکر ہی اگر میں سوا خدا کے کسی اور کو خلیل اپنا ٹھہراتا تو ابو بکر کو ٹھہراتا
لیکن انھوں نے اسلام باقی ہی جتنے دروازے مسجد کی طرف ہیں بند کر دو سوا بے دروازہ
ابو بکر کے اور بعضے احادیث میں آیا ہے کہ کوئی خوشہ مسجد میں نہ چھوڑو سو ہی خوشہ ابو بکر کے
اور خوشہ اوس طاق کو کہتے ہیں جو گھر میں روشنی کے واسطے رکھتے ہیں اگر خوشہ یاں
کی طرف واقع ہو تو اوس طرف سے آنا جانا بھی ہو سکتا ہے اور خوشہ ابو بکر صدیق رضی اللہ
عند اسی قبیل سے تھا کہ اکثر اسی طرف سے مسجد شریف میں حاضر ہوتے اسی واسطے
اور احادیث میں ابیہر اطلاق باب کا بھی واقع ہوا ہے والا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف واقع نہ تھا علما ہی سنت و جماعت کو اس حدیث سے
متسک ہو بفضل حضرت ابو بکر میں سارے صحابہ کرام پر علی الخصوص جبکہ یہ امتیاز ان کو
آخر حیات آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاصل ہوا ہو یہاں تک کہ نفل
کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اپنے گھر میں ایک
سونا رکھوں کہ آپ کو برآمد ہوتے وقت دولت سے دیکھ لیا کروں آپ نے
فرمایا کہ ایک سوئی کے ناکے کے برابر چاہو تو روانہ کھون گا اس درمیان میں بعض
لوگوں نے آپس میں کہا کہ اپنے دوست کا دروازہ کھول دیا اور سب کا دروازہ بند کر دیا
آپ نے فرمایا کہ یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کی حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے
اور مجھ کو اس میں کچھ اختیار نہیں اور فرمایا کہ ابو بکر کے دروازے پر ایک نور دیکھتا ہوں

اور دوسروں کے درواریوں پر ظلمت سے علماء نے اس باویل میں اگر ادعا کیا ہو کہ
 اس بیت سے ظاہر مراد یہیں ملکہ اس سے مراد اس حلاوت ہی اور سمجھوں کے
 درواریہ مذکور سے کیا نہ ہو منع طالب حلاوت سے درواریہ مذکور صبیحہ کا
 کوئی گھر مسجد موسیٰ کے برابر تھا ملکہ ایک گھر اور کاعوالیٰ مدینہ میں تھا اور دوسرا
 بقیع میں یہ بات اس شخص کے تعلق میں یہ جو کہا ہو کہ کوئی گھر ابو کر صدیق میں ہی المد
 عہ کا متصل مسجد موسیٰ کے تھا اس کی تحقیق یہ ہو کہ حضرت ابو کر صدیق المد عہ کے گھر
 متوجہ تھے یہ تعداد درجات اور وہ گھر جس کے درواریہ کھولنے کا حکم دیا گیا تھا قریب مجا
 مسجد موسیٰ سے اس السلام اور اب الرحمة کے درمیان میں کہ ایک وقت میں اس گھر
 حضرت حمہ رضی اللہ عنہما کے ہاتھ چار ہزار درہم کوچ کر وہ مال ایک قوم پر کہ اس کے
 اس کس سے آئی تھی العاق کر دینے اس حجر سلاطی مترجیح جاری میں نقل کرتے
 میں کہ اسباب میں احادیث اور بھی منقول ہیں کہ ظاہروں احادیث کا محال ہے
 حدوں مذکور کا ار حملہ اوں احادیث کے ایک حدیث سعد بن وقاص کی ہو وہ کہتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب درواریہ سارے کا حکم دیا سوای درواریہ علی
 بن ابی طالب کے اور مخرج اس حدیث کے احمد اور نسائی ہیں اور اس حدیث کے
 قوی ہیں طبرانی اور مطہ میں تفقات سے نقل کرتے ہیں کہ سارے صحابہ کرام جمع ہو کر آئے
 اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کے درواریہ مذکور ہے اور علی کا درواریہ کھلا کر مانا
 نہ میں نے مذکور میں سے کھولا حدیث مذکور کیا اور حدیث کھولا محکم دیا گیا ہو
 کہ میں سے درواریہ مذکور وادوں سوای درواریہ علی کے اور بھی امام احمد و نسائی
 یہ نقل بات اس محاسن صبی اللہ عہ سے روایت کرتے ہیں کہ سب درواریوں کے سب
 کرے کا حکم ہوا سوای درواریہ علی بن ابی طالب صبی اللہ عہ کے کہ اس کے گھر کا درواریہ
 مسجد ہی کی طرف تھا اور دوسری راہ تھی یہاں تک کہ حالت جہالت میں جی ہی آہ
 آئے جاتے تھے اور امام احمد حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لاتے ہیں کہ وہ کہتے
 تھے کہ ہم لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بہترین مردم بعد سرور امیاء صلی اللہ

درواریہ مذکور
 درواریہ مذکور
 درواریہ مذکور
 درواریہ مذکور

و سلم کے ابو بکر کو جانتے تھے اور سب سے پہلے بن خطاب کہ اور زواہب لم یہ من حدیث بخاری
 عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے لانا جو کہ کہا انھوں نے کہ جسے ہم افضل جانتے تھے
 حضرت علی رضی اللہ عنہ علیہ وسلم کے زمانے میں ابو بکر کو پھر اس کے بعد عمر کو پھر اس کے بعد
 عثمان کو اور دوسری روایت میں جو کہ برابر نہیں کہتے ہم ان میں خصوصاً سے
 کسی کو انتہی اور یہاں علیہ الرحمۃ نے فقط ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کہا اور اتنا زیادہ کیا
 کہ کہا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ تعالیٰ نے یمن میں علی بن ابی طالب
 کو یمن میں اگر اہل یمن سے ایک عیالت بھی مجھ میں ہوتی تو میں اپنے تئیں بنی
 اور اذہما سے بہتر جانتا ایک تو یہ کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی
 اس کے نکاح میں دی اور اسے اولاد ہوئی دوسری یہ کہ سب کے دروازے بنا کئے گئے
 حکم ہوا سو اس کے دروازے کے پیشتر یہ کہ پیغمبر کے دن چھند اور اس کے ہاتھ میں دیا گیا
 اور کئی روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ عثمانؓ
 علیؓ کے حق میں تم کیا کہتے ہو انھوں نے یہی حدیث پڑھ کر کہا کہ علیؓ سے کچھ نیچو
 اور اس کا کسی سے قیاس نہ کرو دیکھو کہ اس کی قدر و منزلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے نزدیک کتنی ہے ہم سب کے دروازے بند کروائے گا حکم دیا سو دروازہ علیؓ کے شیخ
 ابن حجر کہتے ہیں کہ ہر ایک ان احادیث سے جنت اور قبول کے لائق ہو علیؓ میں
 جبکہ بعض طرق کے بعض سے تائید اور تقویت ہوئی ہو اور بھی ابن حجر کہتے ہیں کہ
 ابن جوزی نے اس حدیث کو جو شان علی رضی اللہ عنہ میں واقع ہوئی موضوعات
 میں لکھا ہے اور اس کے بعض طرق پر کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخالف اس حدیث صحیح
 کے ہے جو ابابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں وارد ہوئی ہے غالباً رافضیوں نے اس کو
 اس کے معارضے میں وضع کی ہے اور بھی شیخ ابن حجر کہتے ہیں کہ ابن جوزی نے اسباب
 میں خطامی شنیع کی ہے کہ اس حدیث کو فقط تو ہم معارضے سے مٹاتی تھرائی اس حدیث
 کے طرق بہت ہیں بعضے ان طرق سے صحت اور حسن کے درجے کو پوچھی ہیں
 اور یہ حدیث ابو بکر کے ساتھ معارض نہیں ہو جیج اور توفیق ان دونوں چاہیے

اور اس میں ثابت ہو اور برابر ایسی سند میں اسکو لایا ہو اور کہا ہو کہ حدیث علی سوا ابیات
 اہل کوہ سے ہے اور حدیث انی مکروایات اہل مدینہ سے اور صحاح و صحیفہ میں کیا ہے اور
 کہ جب حضرت علی رضی اللہ علیہ وسلم نے سداو اب کا حکم دیا تو اب علی رضی اللہ عنہ کو ان سے
 مستثنیٰ کیا ہو گا اس واسطے کہ شرب علی رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد ہی کی طرف
 تھا اور سوا ان کے کوئی راہ آئے جانے کی نہ تھی اور ثوبید اس کلام کا وہ ہے جو مردی
 حدیث انی سب حدیثی رضی اللہ عنہ سے لاتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم نے علی سلام اللہ علیہ سے فرمایا کہ جناب کی حالت میں کوئی شخص جس شخص سے
 و آوے مگر میں اور تو اس وقت سارے دروازے سد کر دت سوا اب علی کے اور
 دوسرے وقت جو خون اور روروں کے ذکر کرے گا حکم دیا اس وقت ہشام کیا الی
 کا سارے احباب میں اس واسطے کہ اوں کا کوئی اساد و وارہ نہ محاسبی نہ مسجد کی طرف
 جیسا حضرت علی کا تھا اور سکا فقط ایک ویرجہ تھا مسجد کی طرف جیسا کہ علمای سیرا در
 احادیث سے اسکی تحقیق کی ہو اور طحاوی نے شکل الا تار اور کلاماوی شیعانی الی
 میں ہی توجیہ کے ساتھ توفیق میں تفسیر کی ہے یہاں تک تمام ہوا حال کلام شیخ
 اس حجر کا سرچ صحیح بخاری میں سید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جو جبر و ولایت کرتی ہے اس
 بات پر کہ قصیدہ فتح ماب علی رضی اللہ عنہ مقدم ہو یہ ہو کہ اس راہ نقل کرنے میں کہ حدیث
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سب احباب کے دروازوں کے سد کرے گا حکم دیا سوا و
 علی رضی اللہ عنہ کے تو سیدنا حمزہ بن عبد المطلب حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ
 وسلم میں حاضر ہوئے اور انکوں سے اس کے اسو حاری تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول
 آپ نے ایسے چچا کو یا بھتیجے کا اور چچا کے بیٹے کو اور لایا فرمایا اسی چچا میں یا رسول
 محکو اس امر میں اختیار نہیں پس اس روایت میں ذکر سیدنا شہداء سے معلوم ہوا کہ
 فتح ماب علی رضی اللہ عنہ سانی ہو اس واسطے کہ قصیدہ فتح جو حوالہ انی مکر صدیق رضی اللہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت میں واقع ہوا اور شہادت سیدنا حمزہ رضی اللہ
 عنہ کی عمر ۶۰ اندر میں ۶۰ فی اور سیدنا حمزہ نے قصیدہ فتح ماب علی کو موت سے

اس حدیث سے بہت طرح سے ثابت کیا ہوا ہے اور احادیث کے یہ جو کہ ابن عباس اور سہمی ایک دفعہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت لاتے ہیں کہ سب صحابہ کو امیر مسجد شریف میں بیٹھے تھے کہ یکایک مناوی نے نداوی **يَا أَيُّهَا النَّكَاسُ سُكُّوا** ابوا بکم ویہ ندا سکر سب کے سب چوکتا ہوئے بلکہ کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھتا نہیں پھر دوسری بار ندا آئی **يَا أَيُّهَا النَّكَاسُ سُكُّوا ابوا بکم قَبْلَ أَنْ يَنْزَلَ الْعَذَابُ** آدمی سب نکل کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے علی رضی بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑے ہو گئے تو علی رضی کی طرف آہٹ سے متوجہ ہو کر فرمایا تو کیا کھڑا ہی جا اپنے گھر میں بیٹھ اور اپنے گھر کے دروازے کو بدستور رکھیں بات کے سننے سے لوگوں کے دلوں میں کچھ ریغ سا آیا اور آپس میں کچھ گفتگو کرنے لگے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے اور جب مسجد وثنای آگئی جل و علا و شانہ کے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تو ایک مسجد بنا کہ موصوف ہو یہ صفت طہارت اور اوس میں کوئی نرہے سوائے اور ہارون کے اور سوا ہارون کے دونوں بیٹوں کے کہ شہر اور شہیر ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ وحی کی مجھ پر کہ میں ایک مسجد بناؤں اور اوس میں کوئی ساکن نہ ہو سوائے اور علی کے اور علی کے دونوں بیٹوں کے کہ حسن اور حسین ہیں پس میں نے مدینہ میں ان کے مسجد بنائی اور مجھ کو مدینہ کے آنے میں اور مسجد کے بنانے میں کچھ اختیار نہ تھا میں نہیں کرتا مگر وہ کام جس کا حکم آتا ہے اور نہیں جانتا مگر وہ چیز جسے اللہ مجھے بتاتا ہے پس میں نے اس پر سوار ہوا اور رہا ہر آیا اور قبائل انصار میرے آگے آئے تاکہ میں آونکے یہاں اتر دوں اور میں اونکے کہنے سے نہیں اترتا اور میں نے کہا کہ میرے نانی کو روکو نہیں وہ مامور ہے یہاں بیٹھ جائے گی میں وہیں اتر دوں گا اور وہیں میرے رہنے کی جگہ ہوگی قسم ہے خدا کی دروازوں کو نہ میں نے بند کیا ہے نہ میں نے کھولا ہے اور علی کو اندر میں نہیں لایا اوسکو خندہ اندر لایا ہے میں آئیں کیا کروں اور حق یہ ہے کہ حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سبب صحت کے قبول کرنا واجب ہے اور حدیث

حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سبب صحت کے قبول کرنا واجب ہے اور حدیث

علی رضی اللہ عنہ کا سب کثرت طرق کے انکار نہیں ہو سکتا جس پر ہوتا ہے کہ وہ لوگ
 حق ہوں اور وہ تو ضیق وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکی جیسا کہ شیخ ابن حجر نے
 علمای حدیث سے نقل کیا ہے **وَيَا لَللَّهِ التَّوَفُّيْتُ وَمَسَّ لِي أَرْثَةُ الْحَقِيقِ**
بَابُ سَائِقِ الْبَيِّنَاتِ اور زیادات میں جو بعد رحلت ورمائے سفر عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد سوی میں آئے اور امرا اور سلاطین سے طہور میں آئی
 اور نوکراؤں کے اوصال اور احوال میں سیل احتسار اور اجمال
 مسجد سوی میں پہلے زیادتی اور پڑھا و حسب امیر المومنین امام المتقین سیدنا عمر
 اعطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں واقع ہوئی اور حلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا فرست نہیں ہوئی یا اس کے نظر تشریف میں
 مصالحت نہ تھی کہ مسجد سوی کو تعمیر دیتے اور اس کے وقت میں انبیاء اللہ ہوئی کہ اپنے
 ستون جو گریٹھ سے تھے اونچی جگہ پر اور ستون اوسے جس کی ساموں حرما سے تھے
 اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بار
 میں اشارہ یا یہ تھے جس شہرہ ہجری میں قبلہ اور شام اور عرب کی طرف رخ
 ہوئی کو پڑھایا اور شہر کی جانب ویسا ہی چھوڑا کیوں کہ اوس طرف حجرات اموات
 المومنین رضی اللہ عنہم تھے اور اس قدر پڑھایا کہ طول مسجد کا قبلہ سے شامی لنگ
 ایک سو چالیس گز کا ہوا اور عرض اوسکا جانب مشرق سے جنت عربی تک ایک ہزار
 گز کا ٹھہرا اور فرمایا کہ **حُشْرَتٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ مِنْهُ** فرمایا تھا کہ تو مسجد کو پڑھا
 اس واسطے جس نے پڑھائی اور میں تو یہ بات میں سرگز نہ کرے اگر یہ جگہ تو میوں پر
 تنگی کرنی اور اس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی اس جس بہای حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ
 جو سلم تھی بھی اس بھوں نے بھی شہر لائون اور حرما کی شاخوں اور لائون سے سا کی
 نقل ہے کہ دار عثمان رضی اللہ عنہ مسجد سر یس نبوی کے پاس تھا عمر رضی اللہ عنہ نے
 اول سے کہا کہ مسجد مسلمانوں پر تنگی کرتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وسیع ہو جائے
 انک طرف اوسے حجرات اموات المومنین ہیں اور دوسری طرف کو پڑھا اگر ہزار

حجرات اہمات المؤمنین کھودنے کی تو میری مجال نہیں رہا تھا اگر گھر اوسکو یا تم بیچ ڈالو
اوسکی جو قیمت کہو میں بہت المال سے اوار کروں یا اسکی عوض میں جو مکان میں نے میں
جس جگہ تم کو پسند آوے تم کہو میں تمہیں دلوا دوں یا اس گھر کو مسلمانوں پر تصدق کرو
بہر حال ان تین شقوں سے ایک شق تم کو اختیار کرنا چاہیے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا
لا واللہ میں ان تین شقوں میں سے کوئی شق اختیار نہیں کروں گا یہ وہ جگہ ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے جدائی اور اختیار فرمائی ناچار حضرت ابی بن کعب
رضی اللہ عنہ کو رفع خصاصت کے واسطے حکم دیا اونھوں نے ایک حدیث پیش فرمائی کہ
علیہ وسلم سے سنی تھی عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھی وہ حدیث یہ ہو کہ سنائی میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی
بھیجی کہ تو میرے واسطے ایک گھر بنا ایسا کہ میری یاد اوس گھر میں کریں اور علیہ السلام
نے حکم الہی بیت المقدس کی بنا ڈالی ناگاہ بنائی عمارت کا خط ایک طرف سے ایک
اسرائیلی کے گھر پر آیا اور علیہ السلام نے صاحب خانہ سے کہا کہ اس گھر کو تو ہمارے
نا تھمیر بیچ ڈال اوسنے قبول نہ کیا اور کسی قیمت پر نہ مانا اور علیہ السلام نے اپنے دل میں
یہ بات ٹھہرائی کہ اس گھر کو اس اسرائیلی سے جس طرح بننے لیا چاہیے اللہ تعالیٰ نے
وحی بھیجی کہ اے داؤد علیہ السلام میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو ایک گھر بنا کہ اوس میں
میری عبادت کریں تو آدمیوں کے گھر غصب کرتا ہو تیری عقوبت یہ ہو کہ تو اس گھر کو
نہ بناؤ اور علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوند امیری اولاد میں سے کسی کو تو فی حق دے
کہ اس بنا کو تمام کرے یعنی داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام نے اوس بنا کو تمام
کیا جسوقت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پڑھی حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اوس گھر کی بابت کچھ تعرض کیا بعد
اسکے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ اس گھر کو مسلمانوں کے واسطے
تصدق کیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوس جگہ کو مسجد میں داخل کر لیا اور ایک گھر
اور جعفر بن ابی طالب کا اوسے گھر کے پاس تھا نصف اوس گھر کا ایک لاکھ درہم کو

حیدر کے مسجد تشریف میں داخل کیا دو مہر لکھ اسکا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت
 میں مسجد میں داخل ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یا میں مسجد تشریف میں شرفی لنگہ
 پر ایک چوڑی کہ اسکا نام لکھا تھا سایا تاکہ حکامی تشریف سے کو ایک کوئی بات آواز
 لکھ کر سنے کو یا ہے تو وہاں حاضرے اور مسجد تشریف میں آوار لکھ کرے اور تشریف سے
 ایک رو رو آدمی آوار لکھ سے مسجد تشریف میں آتیں کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ سے فرمایا کہ دیکھو تو یہ کون لوگ ہیں لوگوں سے عرض کیا کہ طائف کے ہیں
 فرمایا اگر غریب الوطن اور سادہ ہونے تو ایسی سرگرمی ہو جیتے یہ مسجد پیغمبر صلی اللہ
 آوار لکھ کر حاضر ہیں اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
 ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ خٹاں میں تانت کی طرف گئے وہ مسجد میں
 بیٹھے تشریف سے تشریف سے ایک طرف سے دیکھا حسان
 تانت سے کہا کہ تم کیا دیکھتے ہو امی امیر المؤمنین ہیں سے اور شخص کے سامنے
 تشریف سے جو جیتے بہتر تھا یعنی سرور امی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر وہاں حاضر
 تھے حسان سے او کی طرف سے کہہ کر کہ امی ادھر سے میں ٹھکڑا کی قسم ہے کہ
 جو جیتا ہوں کہ تو نے یہ جیگر حد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساہو کہ دیتے تھے کہ اسکا
 آیت کہ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنُفُوحُ الْعِلْمِ وَالْهُدَى وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کہا اَللّٰهُمَّ نِعْمَ بَعْدِي نَار
 ایسے ہی دیتے تھے عیسا تو کہتا ہی فائز لا مسجد میں تشریف سے حرام ہو تو تشریف
 حالت اور اہل طاعت ہو اور جو شتمل ہو کہ اب اور رویر والہ ترمذی حضرت سائتہ
 رضی اللہ عنہا سے حدیث لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان میں تانت
 کے واسطے مسجد میں سر رکھتے تھے کہ ادھر کھڑے ہو کر کھار کی جویڑھے اور کلام
 فصل یہاں یہ حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ نِعْمَ بَعْدِي
 حَسْبُنَا وَنُفُوحُ الْعِلْمِ وَالْهُدَى وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَسْبُنَا
 تشریف کو نہ جایا اور ریادت اس ساکی ریادہ ہوئی ریادت عمر رضی اللہ عنہ سے
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دیواریں اور ستون مقش پتھر کے اور جیگر صلح کی

علیہ السلام
 اسکا
 بیہ

علیہ السلام
 حسان کی مسجد
 مع الدن
 علیہ السلام
 مال
 اسکا
 اور

لکڑی سے بنائی اور پہلی اور دوسری بنا کو ہدم کر کے ستونوں کو لومہ اور شیشے کے عمودوں سے
 مستحکم کیا اور اکثر زیارت جو واقع ہوئی تو جانب شامی کی طرف اور قبلہ اور مغرب کی
 طرف کم اور جانب شرقی کو حرمت حجرات ازواج مطہرات سے اپنے حال چھوڑا اور اس
 طرف کچھ زیادتی اور کمی نہیں کی اور ابتدائی عمارت عثمان رضی اللہ عنہ کی بائیں الال
 سن تیس چھری میں واقع ہوئی اور اتمام اسکا اور اہل محرم سن تیس میں ہوا پس بدلت
 عمارت دس میں ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ عمارت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی
 آخر سال خلافت سن پینتالیس چھری میں واقع ہوئی لیکن مشہور قول اول جو اور یہ مسلم
 میں آیا ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگوں میں اس
 بات سے کچھ انکار پیدا ہوا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ
 اور شاید آدمیوں میں انکار ہدم کرنے بنائی اول و منقش پتھروں کے لگانے کی جہت
 پیدا ہوا ہو گا نہ اصل زیادت سے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ہوئی
 اس واسطے کہ اصل زیادت کی اجازت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع
 ہوئی اور حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس
 میری مسجد کو صنعای میں تک بنا دیں تو وہ میری ہی مسجد ہو نقل کرتے ہیں کہ جب
 سن چوبیس چھری میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سند خلافت پر بیٹھے تو آدمیوں
 نے مسجد کی تنگی سے جو جمعہ کے روز واقع ہوئی تھی شکایت کی حضرت عثمان رضی اللہ
 عنہ نے اسباب میں اصحاب کرام سے جو اہل فتویٰ اور اصحاب رای تھے مشاورت کی جب
 اجماع منعقد ہوا حضرت نے منبر پر چڑھ کر اس مضمون میں خطبہ پڑھا اور اس بات میں حدیث
 نبوی اور قول سیدنا عمر اور اجماع صحابہ کو ہتھک کیا کہ شہادت لوگوں کے اذیان سے
 اونٹھ گئے پھر عمال کو طلب کیا اور بنائی مسجد شروع کی اور آپ خود بھی کام کرتے تھے
 اور باوجود صائم الدہر اور قائم اللیل ہونے کے مسجد سے باہر نہ نکلتے تھے ابن شیبہ
 روایت کرتے ہیں کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ بنائی عثمانی کے وقت کہتے تھے کہ کاش

مسجد بنی ہوا کہ
 اللہ کے واسطے
 مسجد بنی ہوا کہ
 اللہ کے واسطے
 جنت میں

یہ سنا تمام ہو ایک طرف سے سے تو دوسری طرف سے کسے لوگوں سے کہا یا انہما
 تم اسی عمارت کیوں کہتے ہو آخر تم ہم سے یہ حدیث نقل نہیں کرتے تھے کہ ایک مسجد
 اس مسجد میں پہل ہی ہزار ہا سے دوسری مسجد میں ہوا سبھی احکام کے اور بھول
 اس میں کیوں نہیں کہتا تھا۔ اب بھی اسی بات پر ہوں مگر اس عمارت کی سا
 کی بہت سے اسراں سے ایک فتنہ مارل ہوا ہے کہ دریاں اس سے سے کے او
 دریاں اس کے ایک بالشت فرق باقی ہو اور زمین پر گرا اس فتنے کا اس
 عمارت کے تمام پر موقوف ہو اور یہ عمارت تمام ہوئی اور دھڑلے مارل ہوا لوگوں
 نے یہ جیسا وہ فتنہ کیا ہے اور کھوئے کے کہا اس سبب یعنی مٹاں س عمارت کا تباہی
 ہے ایک شخص نے یہ جیسا کہ مٹاں کا قتل قتل قتل عمر ہے اور بھول نے کہا میں مگر
 اس سے سو ہزار مرتبہ زیادہ ہے بعد اس کے عدل سے روم کا قتل ہی قتل اور
 ہلاک ہی ہلاک ہو کا سایہ حضرت کعبہ حارثی المدینہ نے اتنا رہ اسات کی طرف کیا
 کہ بھولے لوگوں کے دلوں میں پہلے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ
 عداوت تھی اور ہدم سبھی سے اور زیادہ ہو گئی اور وہ لوگ فتنہ اگیر ہی کرے کو
 امام مسجد شریف کے منظر تھے بعد اسکے عیسا فتنہ اور بھول نے اٹھایا ظاہر ہوا آخر
 عمارت مروتا یہ میں جو فساد اور قتال و کشت و خون کثرت سے ظاہر ہوا اسکا
 بھی سبب قوی قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھا اور اس ہی کا ارادہ انتقام چاہیے
 یاں یاں واقعہ حرہ سے حیدر باد کے زمانے میں واقع ہوا اور سوا اس کے اور قتل
 سے اس کی طرف اتنا رہ یا سکے ہیں بیشری مرتبہ مسجد سو می میں تغیر اور زیادت و لید
 اس عبد الملک س مرواں کے ہاتھ سے واقع ہوئی پہلے اس سے کسی نے ملکا اور
 امر سے سمارت مہتابیہ میں جل نہیں کیا تھا اور اس وقت میں ولید کی طرف سے
 عامل مدینہ عمر بن عبد العزیز تھے او کو ولید نے لکھا کہ مسجد شریف کے گرد جس کا
 گھر واقع ہو اس سے مولے لے اور جو شخص بیچنے سے انکار کرے تو اسکا گھر گرا دے
 اور دل اس کا کچھ مال سے لے کر مال بھی لے تو گھر بھی چھین لے اور مال خیرا کو

دسے دسے اور حجرات ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مسجد میں داخل کر دے عمر بن
 عبد العزیز نے موافق ہو سکے لکھنے کے عمل کیا اور حجرات اہمات المؤمنین کو ہدم کر کے
 داخل سہی شریف کیا نفل کرتے ہیں کہ جس وزیہ حکم ولید کا مدینہ مطہرہ میں آیا اور
 حجرات ازواج مطہرات کا ہدم واقع ہوا اوس وزیدینے میں ایک قیامت برپا تھی اور
 کوئی ایسا نہ تھا کہ ہدم حجرات کو دیکھ کر روتا نہ تھا حضرت بنعید بن سیدہ کہتے تھے کہ
 کاش حجرات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حال پر رکھتے تو اچھا ہوتا کہ یہ جھلے
 آنے والے دیکھتے اور عبرت لیتے کہ سلطان کون و مکان سید اس مہمان صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اپنی حیات دنیا کس طرح سے کاٹی ہو اور کیا زہد اختیار کیا ابن زبالہ بعض
 اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ جب ولید بن عبد الملک حج کو آیا تو بعد اتمام مناسک
 حج کے مدینہ میں بھی آیا ایک وز مسجد شریف کے منبر پر خطبہ پڑھتا تھا اثنای خطبہ افنی
 میں ابوبکی نظر حضرت امام حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے جمال باکمال پر پڑی کہ حضرت
 فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیٹھے تھے اور اپنے جمال جان آرا کو آئینے میں مشاہدہ
 فرماتے تھے جب ولید منبر پر سے اترتا تو عمر بن عبد العزیز کو بلا کر بہت جھڑکی دی کہ
 تو نے ان لوگوں کو اب تک یہاں کیوں چھوڑ رکھا ہے اور نکال کیوں نہیں دیا میں نہیں
 چاہتا کہ اسکے بعد میں پھر انکو یہاں دیکھوں گھر اسے مول سے کر مسجد میں داخل کر دے
 حضرت فاطمہ بنت حسین علیہ السلام اور حسن بن حسن علیہ السلام اور اولاد انکی سلام اللہ
 علیہم جمیع گھر کے اندر تھے انھوں نے باہر نکلنے سے انکار کیا ولید نے حکم دیا کہ اگر
 گھر سے نہ نکلیں تو گھر اوپر کراؤ اور بغیر انکی اجازت گھر سے اسباب باہر نکالنے لگے اور
 گھر کو ویران کرنے لگے تو حکم ضرورت باہر نکلے اور روز روشن میں مخدرات اہل بیت
 عترت ہائینے کے باہر گئے اور ایک جگہ اپنی سکونت کے واسطے اختیار کی اور بعضی روایات
 سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ولید کے آنے سے پہلے اوس ہی حکم سے عمر بن عبد العزیز
 کے ہاتھ سے واقع ہوا سات ہزار دینار گھر کے بدل میں انکو دیتے تھے حضرت امام
 حسن بن امام حسن سلام اللہ علیہا نے قسم کھائی کہ یہ دینار ہرگز نہ لون گا یہ قضیہ عمر بن

عبدالعزیز سے ولید کو لکھا اس سے حکم بھیجا کہ ہتھیار وہ دینا رہ لیں گھڑوں سے چھپر
 اور اوکو ماہر کمال و اوریت المال میں داخل کر وہی سزا جس سے امت المؤمنین حبس
 گھر پر واقع ہوئی جس میں اولاد حضرت عمرؓ خطاب رضی اللہ عنہ رہتی تھی جب اولاد
 حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے کہا کہ ہم گھر سے ماہر نکلیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے گھر کی عرصہ کیجئے نہیں گئے تو حجاج بن یوسف بھی اس وقت مدینہ منورہ میں تھا اس
 حکم کو دیکھ کر ابراہیم بن ابی اس قیسے کو ولید سے سکریٹ میں عبدالعزیز کو لکھا کہ اولاد
 خطاب کی دھوکہ کی گرا اور اوکو راہی رکھ اور قیمت گھر کی اوکو دے اگر یہ لیں تو اوکو الگ
 اور کچھ تھوڑی سی رہیں اس کے گھر کی اس کے تحت تصرف میں رہے دے اور حد تک
 اوکو اور وارہ بھی مافی رکھ اور زائد ولید بن طول سعد و سوگر اور عرصہ ایک سو ستر ہزار
 ہوا اور ولید سے مسجد شریف کی عمارت میں ہدایت تخلص اور قلعہ کیا یہاں تک جہیں
 یہ لوہا رہیں اور ستوں سب مٹا اور مرصع جواہر کیے اوکو اولاد کے نقش و نگار سے
 اوکو بھر دیا اور اس سے حکم بھیجا قیصر روم کو کہ تھے صلح اور اس کا کار با تھے لیں
 کرے قیصر روم سے حسب الامر جالیس اشاد کار رومی اور جالیس قسطنطنیہ سے اس کے کو اور اس
 ساتھ اسی ہزار دینار اور زنجیریں نقرئی اور قد لیں اور ایک وایت میں ہو کہ یہاں تک
 متقال طلا اور جہرین جواہرات سے مرصع بیشکست گئے اور علامت محراب جواہر تک ماحد
 میں معارف ہو اسی سے ایسا دیا اور اس سے پہلے یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ ایک
 شخص نے سال و م سے یا یا تھا کہ معاد اللہ حجرہ مبارک پر میناب کرے شہر اس قسطنطنیہ
 ایسا رہیں پیکر اک سر او سکاردیرہ ہو گیا جسے اوں میں سے اس حال کو دیکھ کر سب
 ہو گئے اور ایک دوسرے طعون لے او میں سے مسجد شریف کے قلعہ کی دیوار پر بیٹوں کی
 تصویر کھینچی عمر عبدالعزیز سے او کی گردن مارے حکم دیا سوائی اس کے حکم کے
 عمل میں آیا اس حدیث کو ہم واصل کیا اور قتل کرتے ہیں کہ کوئی شخص اوں میں سے
 کسی اور شخص کی صورت یا کوئی اور نقش خود صورت کھینچا تھا تو اس پر ہم او کی احزاب
 نظر میں انعام کے اور زیادہ کرتے تھے اس زمانہ قتل کرتے ہیں کہ جسے ولید مدینہ میں

عمارت مسجد شریف تمام ہو چکی تھی ایک وزیر تماشای عمارت مسجد میں ٹہلنا تھا اوسکی
 نظر مسجد کی سقف مقصورہ پر پڑی اوسکو دیکھ کر بہت پسند کیا اور تحسین امراء فرین کے
 کہا کہ ساری مسجد کی چھت مٹے ایسی کیون نہ بنائی عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ساری
 مسجد اگر ایسی مٹی تو خرچ بہت پڑتا اوس نے کہا کیا مضائقہ تھا جتنے خرچ میں مٹی
 بنوائے عمر بن عبد العزیز نے کہا یا امیر المؤمنین آپ کو معلوم ہو کہ دیوار مقبلہ پر
 کیا خرچ پڑا اوسکے فقط نقش و نگار پر پینٹا لیس ہزار دینار صرف ہوا ہر ولید یہ بات سنا کر
 پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ اتنا خرچ تو نے کیون کیا کیا تو نے اپنے باپ کا
 خزانہ سوچا تھا اور یہ بھی نقل کرے ہیں کہ اثنا تماشای مسجد میں حضرت عثمان رضی اللہ
 عنہ کے ایک صاحبزادے سے اوس سے ملاقات ہوئی کہنے لگا کہ دیکھ تیرے باپ کی
 عمارت کیسی تھی اور بہاری عمارت کیسی ہو اور صاحبزادہ والا رتبہ سے جواب دیا کہ
 مان میرے باپ کی عمارت مسجد تھی اور بخاری عمارت کنائس ہو و نصاری کی گئی
 ہو اور ابتدای عمارت ولید بن اٹھاسی ہجری میں ہوئی اور اتمام اکافوے سن ہجری میں
 پس مدت عمارت کی تین سال ہوئے اور اس عمارت میں چاروں گوشوں مسجد شریف
 پر چار منارے تھے لیکن سلیمان بن عبد الملک حج کو آیا تو وہ منارہ جو نزدیک باب السلام
 کے تھا کھدوا ڈالا اور وجہ یہ ہوئی کہ باب السلام کے پاس دارمراں تھا اوسکے صحن میں
 اس منارے کا سایہ پڑتا تھا اور ظاہر کلام سنو وی سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ ولید کی عمارت
 سے پہلے منارے کی بنیاد تھی اوس نے ایجاد کی ہو واسد اعلم اور زمانہ ولید میں منار
 جنازہ مسجد شریف میں پڑھنے سے منع کرتے تھے چوتھی مرتبہ مہدی خلیفہ عباسی نے
 کچھ مسجد شریف میں بڑھایا وہ یہ کہ سن ایک سو اسیٹھ ہجری میں مسجد کی شامی النک کی طرف
 دس تون اور بڑھائے اور شتم تکلف اور ترخرف جو عمارت ولید میں تھی باقی رکھی اور
 اوس سے پہلے کشتی شخص نے عمارت ولید پر زیادتی نہیں کی تھی اور بعد مہدی کے کچھ سنی
 زیادت نہیں کی سوائے کہ بعض تون نے نقل کیا ہو کہ سن دوسو و دین مامون خلیفہ نے
 کچھ زیادتی ان عمارت مہدی میں کی ہیں واسد اعلم فصل بیان حجرہ مبارک میں

جو تشریف لے رہے تھے یہاں تک کہ ایک حجرہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں
 کچھ کی تاجوں سے بیاہوا واقع اور حجرات حضرت سیدہ کائنات علیہا السلام و اہل بیت کے
 ہمیں حکم الہی جل جلالہ سرور امیاء صلی اللہ علیہ وسلم دین کے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا بھی ایسے گھر میں پہنچی تھیں اور ان کے اور قمر تشریف کے دریاں میں کوئی نہ رہا
 آخر کو جب حضرت کی قمر تشریف کی جاگ یا ک اونٹخانے کو لوگ لے دھڑک گئے تھے
 کچھ سالات مافی ثربا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی دو قمر تھیں کیں اور ایک نور
 ایسے مسکن اور قمر تشریف کے دریاں میں اونٹخانے اور حنک حضرت عمر رضی اللہ عنہ مال
 دین میں ہوئے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کبھی کبھی جس وضع سے کہہ تھیں حضرت
 سرور امیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قمر تشریف پر اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قمر پر
 حاضر تھیں اور جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں دین ہوئے پھر قاعدہ یہ تھا کہ
 شکر کامل اور حجاب کمال کے سور تشریف کی ریارت کو آئیں اور ان کے کہ حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ مسد تشریف میں ریادت کی حجرہ تشریف کو کچی یا بیٹوں سے یا وہ حجرہ راء عمارت لید سر
 عبد الملک تک ظاہر رہا عمر بن عبد العزیز نے ولید کے حکم سے اسکو ہدم کیا اور مسکن تھیں
 سے پھر بنایا اور ان کے ماہر ایک حلیہ دو سر بنا کیا اور اونٹوں و اونٹ حلیہ میں سے کسی نہیں ہوا
 رکھا اور بعض کہتے ہیں کہ سمیٹ نامی میں ایک دروازہ چلیک مسدود اور تحقیق پہلا قول ہے
 اور وہ سے روایت کرتے ہیں کہ اونٹوں نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ اگر حجرہ تشریف کو
 ایسے حال میں چھوڑا اور ان کے گرد عمارت اونٹان تو اس پر عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ایہ لکھا
 ہے مجھے اسی طرح حکم دیا ہے سو امثال کے مجھے چارہ ہیں عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے
 ہیں حجرہ مبارک کی بیہ کھوئے کے وقت ایک یوں ظاہر ہوا بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ وہاں
 ایہ لکھا میں عمر رضی اللہ عنہ کا تھا کہ انکی مکان سے حجرہ تشریف کی تعمیر کیا تھا اس واسطے کہ
 اصح سے ثابت ہے کہ قمر تشریف کی وضع اس طرح ہو کہ سر مبارک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 محادی بیٹہ مبارک حیات ہو کائنات علیہ الاف التیمہ والسلام ہو اور سر مبارک حضرت عمر خطا
 رضی اللہ عنہ کا محادی بیٹہ مبارک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کی شکل پر

یہیں اس تقدیر پر اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاؤں دیوار حجرہ تشریف کی بنیہ تک پہنچ گئے تو کیا غصہ
ہو اور بعد مای عمر بن عبد العزیز کے بھڑک جانا کوئی حجرہ قنبر کے امداد حاصل نہیں ہوا سو
اوسے کہ لعل کہتے ہیں کہ اس باغیوڑا نالیس میں ایک سو اور حجرہ تشریف کے اندر سے سی
گئی جس سے معلوم ہوا کہ شاید کچھ عمارت گریڑی تھی تو ایک شخص تھے متعلق صوبہ سے
کہ طہارت اور نظافت اور ریاضت نص میں مشہور جید و راو اور اوکو سھوکار کھار کھار کہ
لظافت اوں میں اور زیادہ ہو جائے اوکی کمر میں رہی بادھلکرت کے درخت سے
اندرا یا معلوم ہوا کہ کچھ حاک چھت سے گری تھی اسکو جھار دیا اور مکان مٹھ کر کوئی
محاس سے پاک کر کے شرف دو حوالی حاصل کیا اسی طرح اوسی باغ کے قریب کسی
کے واسطے کہ طہارت مقام مقدس سے متعلق بھی ایک حوض کو بھی کہ حجرہ تشریف کی
حد میں برقیہا سما ایک نولی عمارت کے ساتھ آوارا وہ دونوں مکان اطہر کی جار
کتی سے مہار و سرور ہونے اور س باغیوڑا جس جہری کے قریب حال الدین اصحاب
سیا پاک حوالی صمدل کی موار گرد حجرہ تشریف کے نص کی اوچیں نوں میں اس
الی ایجا شریف لے ایک ملاف دیامی سفید کا کچھ حسیہ سرج پیتی بھول سے تھے
اور سو روپےیں لگتی تھی اوکو مستی باللہ جلیفہ عاسی سے عمارت کے حجرہ تشریف پر
یہاں اوس باغ سے عاوب یا و شاہوں کی ہی رہی کہ اندامی حلوس میں ایک ظلاف
حجرہ مبارک کے واسطے کھیا کہے چناجہ اتناک سلاطین دم کا یہی طریقہ ہو اور س
جہہ سوا کھتر میں فلاؤں صاحبی کی سلطنت میں حلیہ مقدسہ برقعہ سر مسجد شریف
کی چھت او بچا ناسے کی حالیوں سمیت حسیا آج تک موجود ہی پایا گیا اور پہلے اس
قہ تشریف مسجد کی چھت سے آوے قد آدم سے زیادہ او بچا تھا اور کے ساتھ سو
اٹھاسی میں ملک فانیما و تہ مصرے مسجد سوی کو پھر پایا لیکس و تن مسجد تشریف کا
ویسا ہی حاک پاک کار کھا کچھ تیصر و عیرہ ہیں لکھائے کہ اس حاک میں برکت ادا م یلیم
علیہ السلوۃ والسلام ہو بعد اوسے دسویں سیکرے کے دریاں میں سلطان سلیمان
رومی نے روضہ مقدسیہ کی روضہ میں پانچوں حجۃ کا وین سکت حام سے کیا

مال دنیا ہوتا ہے
 باقی ہے نہ ہو
 میں نہیں کہتا
 سب کچھ ہے
 اور تو کہی کہی
 عجم میں
 کیلئے اس کی
 شریف و درویش
 صاحب ہوا
 کچھ کہی کہی
 ہوا کہی کہی

ہم
ایک نغمہ
ہم
ہم

اور سو اس کے محل مسجد کو زیادت عثمانیہ سے امتیاز دیا اور کوٹ خضار میں پیاض الجندہ کے ایک دیواری قلعہ بنی اور تمام مسجد حضرت مصلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا مترجم حضرت عبداللہ کہتا ہو کہ بعد اس کے اب بعد سن بارہ سے ہجری کے سلطان عبدالعزیز خان رومی نے مسجد نبوی چند نئے سرے سے بنوائی اور نہایت تکلف اور تصنع کیا کہ اس سے پہلے کبھی بنوا تھا ساری مسجد ذی قباب اور ہر طبقہ کو سیسے کی پادرون سے منڈھوایا اور سطح باطن ہر طبقہ کا نقوش عجیبہ سے کہ دال ہو کمال صنعت و دستکاری صناعات و مہر محمود کیا سارے ستون مٹلا اور سارے دروازوں کو خصوصاً باب السلام کو سونے سے لاد دیا اور ساری مسجد میں کیا روضہ کیا غیر روضہ سنگ مرمر کا فرش بچھایا یہاں تک کہ باب چہر نیل کے باہر بھی سنگ مرمر ہی کا فرش کیا اور حرم شریف کے چار دروازے قدیم تھے اس نے ایک پانچواں دروازہ اور بنایا وہ باب مجیدی کہ مشہور ہو اور پانچ منارین قدیم میں چار منارے وضع قدیم پر رکھے اور ایک منارہ نئے وضع پر بنایا ہو نہایت خوبصورت کہ دیکھنے والے کا اوسکے دیکھنے سے دل نہیں بھرتا اور اوسکی طرف سے آنکھ نہیں پھرتی اور روضہ منی پیاض الجندہ کو زیادت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک برنجی بطور کھڑے کے لگا کر امتیاز دیا اور صحن مسجد سے سوای باغ کے کہ باغ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کہ مشہور ہو ایک کھڑا سبز اوسکے کو لگا کر باقی رکھا اور جو چیز تھی از قدیم قبہ روشنی وغیرہ اوسکو وہاں سے نکال الا اور ساری مسجد شریف میں قالین نشین فرش سجائے کا فرش بچھایا اور تمام مسجد میں جھاڑو یا ندی بہ کثرت آویزاں کر دیئے کہ رات کو بکشتہ روشنی سے وہاں کا گمان جاتا ہو اور سو اس کے اور بہت سے تکلفات کیے ہیں کہ کوئی اوف کو بغیر دیکھنے تصور سے خوب معلوم نہیں کر سکتا اور حجرہ شریفہ میں سواتر میسم اور تجدد الوان کے کچھ اور ہاتھ نہیں لگایا اللہ تعالیٰ اسکی جزا میں اوسکی مغفرت کرے اور اوسکے حق میں شفاعت قبول فرماوے تجھنا بارہ برس کی مدت میں یہ عمارت تمام ہوئی اور سن تمام عمارت بارہ سو اٹھتر ہجری میں حق یہ ہو کہ اس ماہ اخیر میں کہ لوگوں سے کہا گیا ہوں میں ضعف آگیا ہو ایسی ہی مسجد جاہ و جلال کی بنی چاہیے رہتی جیسی اس نے

عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما
کی عمارت
میں

مانی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ فصل ارحملہ حادثات عجیبہ کہ حقیقت میں اس حملہ عسکرات
 سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سمجھا جاسیے قسبیہ لعن حجرہ شریفہ ہو کہ جس یا بحثناؤں
 ہجری میں واقع ہوا نقل کرے ہیں کہ سلطان نورالدین تہمد محمود دس رکی کے مال کے
 اہم ہائی مد کو راوسکا و پر تھاسر و رامیا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تاب میں تہمد جواب
 میں دیکھا کہ آپ دو شخصوں کی طرف اسارہ کر کے فرماتے ہیں کہ مجھ کو ان دونوں کے
 شر سے خلاصی دے سلطان نے فرست سے دریافت کیا کہ شاید کوئی امر عرب
 کہ اید اوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مدینہ سورہ میں حادث ہوا اور مجھ کو ہاں حملہ
 ہو چکا جاسیے میں سلطان اوسی وقت میں جو اس محل میں رہت سامال متاع اینے
 ساتھ لے کر تیر سادھیوں پر سوار ہو کر روانہ مدینہ منظرہ ہوا سولہ دن کے عرصے میں
 شام سے مدینے میں ہو چکے اور دو دنوں بلعوں کی تلاش میں متعول ہوا اور حیلہ
 اوسکے پکڑنے کا یہ نکالا کہ انعام اور اکرام دیے کے واسطے تمام اہل شہر کے حاضر ہو گا
 حکم دیا حسب الامر سارا شہر حاضر ہوا اوسے ہر شخص کو مال سکراں عطا کیا مگر اوں حاضر
 ہوئے والوں میں کسی کو نہ نکل نامعلوم اوں دو بلعوں کے حکم جواب میں دیکھا تھا
 سربایا تو یو چھا کہ سوااں حاضر ہوئے والوں کے کوئی اور شخص بھی شہر میں باقی ہی جو
 حاضر نہیں ہوا لوگوں نے عرض کیا کہ کوئی ایسا نہیں جو حاضر ہوا ہو مگر وہ معزنی کہ ہا
 صالح اور حیحی اور حواد اور رعیف ہیں تنہ رو راہی حکم پر عادت میں ہتے ہیں او کہری کے
 ساتھ احتلاط ہیں رکھتے اور حجرے سے ماہرمت کم نکلتے ہیں سلماں نے حکم دیا کہ لو
 حاضر کریں لوگ او کو حسب الحکم بلا لائے سلطان نے مخرو دیکھے کے پچاں لیا کہ وہی
 دو شخص ہیں اوسی ہیئت کے حکم سرور رامیا صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں دیکھا یا ہو
 یو چھا کہ تم دونوں یہاں کس حکم رہتے ہو کہا اس ماط میں جو حجرہ شریفہ کے پاس ہے
 سلطان اوں دونوں کو اوسی حکم چھو کر اوسکے حجرے میں گھس گیا دیکھا کہ وہ قرآن
 طاق پر رکھے ہیں اور کچھ کتابیں و عدا و سیحت کی اور کچھ مال ایک طرف ٹھہری کہ
 فقرای مدینہ سورہ پر صرف کیا کرے تھے اور ایک چٹائی اس کے سوسے کی حکم پڑی ہو

سلطان نے چٹائی کو اوٹھایا دیکھتا کیا ہو کہ ایک بڑی بھاری سُرنگ حجرہ شریفہ کی طرف
 اور دونوں ملعونوں نے کھودی ہو اور ایک طرف کو ایک کنواں کھودا ہو کہ سُرنگ
 کی مٹی نکال نکال کے اوسمیں بھرتے ہیں اور ایک دایت سے یوں معلوم ہوتا ہو کہ چٹائی
 کے دو تھیلے اور ملعونوں نے رکھے تھے اور میں مٹی بھر کر رات کو بیچ مکے کو پیش
 ڈال آتے تھے آخر کو بعد تعذبات شدیدہ کے حقیقت حال کھلی کہ وہ دونوں ملعون
 نصرانی تھے اور نصاریٰ نے انکو حجاج مغارہ کے بھیس میں بہت سال ساتھ کر کے
 مدینہ منورہ میں بھیجا تھا تاکہ کسی جیل سے حجرہ شریفہ کے اندر داخل ہو کر معاذ اللہ حید
 مطہر کے ساتھ گستاخی سے پیش آئیں جس ات کو کہ سُرنگ کو قبر شریف کے پاس پہنچا
 ہیں ایسا بر و باران آیا اور رعد و برق اور زلزلہ عظیم پیدا ہوا کہ جسکی نہایت نہیں اور
 اسی کی صبح کو سلطان سعید پوچھتا ہو سلطان کو یہ بات سنکر حالت عظیم پیدا ہوئی اور
 نہایت رویا اور اور دونوں ملعونوں کی شاہک حجرہ شریفہ کے نیچے گرن مار دی اور
 آخر وزیرین جلادیا اور حجرہ شریفہ کے ایک خندق کھودی کہ پانی تک پہنچ گئی ہا
 سے سیسہ گلا کر نینہ بھر لائے تاکہ وہاں تک پھر کوئی نہ پہنچ سکے اور دوسرے قضیہ یہ
 ہو کہ ابن الخوارزمی بغداد میں لکھتے ہیں کہ بعضے امرا ی عبیدہ کو کہ حکام مصر تھے اور
 ولایت حریم شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً و کرمہ ما و نجی تحت تصرف تھی اور ان
 ایشیا کے احوال تواریخ جاننے والوں پر روشن ہیں بعضے زندیقوں نے صلاح دی
 کہ اگر حید مطہر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اجسا و شریفہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو مصر
 میں نقل کر لائیں تو یہاں کے لوگوں کی منقبت عظیمہ کا موجب ہو اور سارے جہان کے
 لوگ بقصد زیارت قبور شریفہ ہمدین آیا کریں حاکم مصر نے یہ صحت پسند کر کے اس خیال
 عمل میں ایک مکان لقم ووق اور حظیرہ عظیمہ بنوا کر تیار کیا اور ایک شخص متدکو
 جسکا نام ابو الفتوح تھا نباشی قبور شریفہ کے واسطے مدینہ منورہ میں بھیجا اکابر مدینہ
 منورہ کہ ابو الفتوح کے وصول سے پہلے اس حال سے مطلع ہو گئے تھے اول مجلس
 جو ابو الفتوح کو دیکھا تو ایک قاری نے آئہ کریمہ **وَإِنْ نَكَوْا إِلَيْنَا نَعْلَمُ بِمَا نَعْمَدُ لَهُمْ**

طرح اور اگر نند
 دین بھیجانی

ابن الخوارزمی

امیر نے اس بات کو باور نہ کیا اور کہا تو دیوانہ ہی میں نے کہا امیر خود چل کے دیکھتے
اب تک خست کا اثر باقی ہو اور طبری اس حکایت کو ثقات کی طرف منسوب کرتے ہیں
جو کہ بصدق و دیانت مشہور و معروف ہیں اور بعض مورخان مدینہ نے بھی ذکر کیا ہے
چنانچہ تاریخ سنی میں مذکور ہے والد علم باب آٹھواں مسجد شریف اور حضرت
میرزا صاحب الخیر اور منبر شریف کے فضائل اور خصوصیات اور منہ قب میں از جملہ
فضائل مسجد نبوی یہ حدیث ہے کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے قَالَ كَسُوْا لِلّٰهِ صَلَواتُ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ وَصَلَوْهُ فِي مَسْجِدِيْ هَذَا اخْبَرُكُمْ اَنْ اَلْفَ صَلَوةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ
اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ سَلَّمَ بَعْضُ مِثْلِ اِسْكَرُوْا الْمَسْجِدَ بِسَ وَابْتِ كَرْتِ هُنْ مَكْرُوْهٌ اَتَنَا اَوْ زِيَادَةٌ كَرْتِ هُنْ كَمْ
فَاَنْ اَخْبَرُكُمْ اَنْ بَيْتَكُمْ وَمَسْجِدِيْ اَخْبَرُ الْمَسْجِدَ بِسَ وَابْتِ كَرْتِ هُنْ مَكْرُوْهٌ اَتَنَا اَوْ زِيَادَةٌ كَرْتِ هُنْ كَمْ
نماز مدینہ مطہرہ کی مسجد میں برابر ہزار نماز کے ہو جو اور انبیا کی مساجد میں اور کجا میں
جیسے مسجد اقصیٰ میں کہ سلیمان علیہ السلام کی مسجد ہو سو ای مسجد الحرام کے کہ مسجد براہیم
علی نبینا وعلیہ السلام ہو چنانچہ اور احادیث میں اس بات کی تصریح آئی ہو طبری مجمع
میں ثقات سے نقل کرتے ہیں کہ ارفم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے
کہ بیت المقدس جلنے کی اخصت لین آپ نے پوچھا کہ بیت المقدس کیوں جاتے ہو کیا
قصد تجارت ہو اور غنوں نے عرض کیا قصد تجارت نہیں مگر اس واسطے کہ وہاں جا کر
نماز پڑھوں فرمایا ایک نماز میری مسجد میں ہزار نماز کے برابر ہو اور میں اور بعض
احادیث میں آیا ہے کہ ایک نماز بیت المقدس میں ہزار نماز کے برابر ہو اور مساجد میں
پس فضل ایک نماز کا مسجد مدینہ میں اور مساجد کے نماز پر برابر ہزار ہزار نماز کے ہوا مگر تھنا
مسجد الحرام کا کہ فرمایا ہے اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اَحْتَمَالُ کُتِبَ اَنْ بَيَانُ مَسَاوَاتِ كَسُوْا
ہو گا در میان مسجد مکہ اور مدینہ کے یا واسطے بیان زیادتی کے مسجد مدینہ پر یا واسطے کسی
مسجد مکہ کے مسجد مدینہ سے بعض علیہ نے احتمال اول کو ترجیح دی ہے یعنی مساوات کو اور
ایک روایت پر امام مالک اور ایک جماعت ان کے احتمال ثالث کی طرف گئی ہیں ابن جنی
کہ ایک نماز مسجد مدینہ میں ہزار نماز کے برابر ہو اور مساجد میں سو مسجد الحرام کے اور مسجد الحرام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی ایک نماز میں سجدے
 اس سجدے میں ہنسنے
 ہنسنے اور ہنسنے
 مسجد میں ہنسنے
 مسجد الحرام میں
 کعبہ کو
 میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 اور میری سجدے
 افسوس کہ جب میری

اور میان اصل مسجد اور زیادات کے ورنہ اس شخصیات کا حاصل کنائز کر نے اگرچہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا افضل اور عظم ہو تا بہ نسبت سارے مقامات کے باقی ہو
 ابن تیمیہ کہتا ہے کہ اس باب میں سلف سے خلف تک کسی کا خلاف ظاہر نہیں ہو شاید
 مقصود ابن تیمیہ کا منہ لگنا اور تاکید ہو قول مخالف کے نفی میں ورنہ اس بات میں
 کچھ شک نہیں کہ بعض علماء احکام کو اصل مسجد کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور امام نووی
 کے بعض کتب میں اس بات میں خلاف مذکور ہو اگرچہ محبت طبری نقل کرتے ہیں کہ امام
 نووی نے اس قول سے رجوع کیا ہے وہو الصواب فاعلم اکثر علماء کے نزدیک مضاعفت
 مذکورہ میں فرض و نفل دونوں برابر ہیں اور بعض علماء حنفیہ اور اکثر مالکیہ اس
 حکم کو فرض کے ساتھ خاص کرتے ہیں ایک حدیث کی جہت سے کہ آپ نے فرمایا ہے
 أَفْضَلُ صَلَاةٍ أَلْمَرِّ فِي بَيْتِي أَلَا الْمَكُوبَةُ لَيْسَ ظَاهِرٌ هُوَ جَاہِلٌ بِمَا فِي كِتَابِهِ
 فضیلت پائی جاسکتی ہو اور ساتھ لے سکے ہو سکتا ہے کہ نماز نفل کے اور دینے کے
 گھر میں مضاعف ہو اور نمازوں سے جو اور بلا دے گھر میں او الی جاتی ہو
 جیسا کہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے اور جیسا مضاعفت میں نماز کا حال ہو اسی طرح
 ساری خیرات اور ساری عبادات بھی یہی حکم رکھتی ہیں چنانچہ بیہقی حضرت جابر بن
 عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِي سِوَاهُ أَلَا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ
 وَاجْمَعَةُ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ جُمُعَةٍ فِي سِوَاهُ أَلَا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَشَهْرُ
 رَمَضَانَ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي سِوَاهُ أَلَا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ
 اور یہ بات بھی جاتی ہے کہ مضاعفت مذکورہ کے معنی یہ ہیں کہ ثواب کثیرات
 ملتا ہو نہ یہ کہ ایک نماز مسجد نبوی یا مسجد احرام میں پڑھکر اس گمان سے کہ ہزار نماز
 یا لاکھ نماز میرے سر سے ساقط ہو گئیں پھر نماز پڑھنا چھوڑ دے وہذا ظاہر ہو ایک
 عالم نے کہا ہے کہ میں نے ایک نماز مسجد احرام کا حساب کیا تھا پچیس برس چھ مہینے
 میں اس کے نماز کے برابر ہوتی ہے قطع نظر اس تضاعف سے جو مساجد ثلاثہ کے سوا اور

۱۔ منہ لگنا اور زیادات کے ورنہ اس شخصیات کا حاصل کنائز کر نے اگرچہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا افضل اور عظم ہو تا بہ نسبت سارے مقامات کے باقی ہو
 ابن تیمیہ کہتا ہے کہ اس باب میں سلف سے خلف تک کسی کا خلاف ظاہر نہیں ہو شاید
 مقصود ابن تیمیہ کا منہ لگنا اور تاکید ہو قول مخالف کے نفی میں ورنہ اس بات میں
 کچھ شک نہیں کہ بعض علماء احکام کو اصل مسجد کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور امام نووی
 کے بعض کتب میں اس بات میں خلاف مذکور ہو اگرچہ محبت طبری نقل کرتے ہیں کہ امام
 نووی نے اس قول سے رجوع کیا ہے وہو الصواب فاعلم اکثر علماء کے نزدیک مضاعفت
 مذکورہ میں فرض و نفل دونوں برابر ہیں اور بعض علماء حنفیہ اور اکثر مالکیہ اس
 حکم کو فرض کے ساتھ خاص کرتے ہیں ایک حدیث کی جہت سے کہ آپ نے فرمایا ہے
 أَفْضَلُ صَلَاةٍ أَلْمَرِّ فِي بَيْتِي أَلَا الْمَكُوبَةُ لَيْسَ ظَاهِرٌ هُوَ جَاہِلٌ بِمَا فِي كِتَابِهِ
 فضیلت پائی جاسکتی ہو اور ساتھ لے سکے ہو سکتا ہے کہ نماز نفل کے اور دینے کے
 گھر میں مضاعف ہو اور نمازوں سے جو اور بلا دے گھر میں او الی جاتی ہو
 جیسا کہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے اور جیسا مضاعفت میں نماز کا حال ہو اسی طرح
 ساری خیرات اور ساری عبادات بھی یہی حکم رکھتی ہیں چنانچہ بیہقی حضرت جابر بن
 عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِي سِوَاهُ أَلَا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ
 وَاجْمَعَةُ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ جُمُعَةٍ فِي سِوَاهُ أَلَا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَشَهْرُ
 رَمَضَانَ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي سِوَاهُ أَلَا الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ
 اور یہ بات بھی جاتی ہے کہ مضاعفت مذکورہ کے معنی یہ ہیں کہ ثواب کثیرات
 ملتا ہو نہ یہ کہ ایک نماز مسجد نبوی یا مسجد احرام میں پڑھکر اس گمان سے کہ ہزار نماز
 یا لاکھ نماز میرے سر سے ساقط ہو گئیں پھر نماز پڑھنا چھوڑ دے وہذا ظاہر ہو ایک
 عالم نے کہا ہے کہ میں نے ایک نماز مسجد احرام کا حساب کیا تھا پچیس برس چھ مہینے
 میں اس کے نماز کے برابر ہوتی ہے قطع نظر اس تضاعف سے جو مساجد ثلاثہ کے سوا اور

دروازہ ہیں اور بعضوں کے نزدیک درجہ اور بعض کے نزدیک مہمانچہ جو بلندی پر واقع
 ہوا ایک وز حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم بنبر شریف پر کھڑے تھے ارشاد فرمایا کہ
 اس وقت میرا قدم ایک ترعہ پر ہی ترعہ جنت سے اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ میرا منبر
 میرے حوض پر ہی اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ اس وقت میں کھڑا ہوں اپنے
 حوض کے عقر پر اور عقر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے حوض میں پانی داخل ہوا اور
 منبر کے پاس جھوٹھی قسم کھانے میں سخت وعید دار ہوئی ہے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے
 منبر کے پاس جھوٹھی قسم کھائے تاکہ مسلمانوں کا حق تلف کرے وہ اپنی جگہ و فرخ میں
 آمادہ کرے اور دوسری حدیث میں آیا ہے **فَعَلَيْكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ**
الْجَمْعَانِ اور جبکہ یہ جگہ حقیقہ بہشت کی ہوئی تو بموجب آیہ کریمہ **لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا**
لَعْنًا أَوْ كَلِمًا بَا آس جبکہ جھوٹھے پایا جانا دار دنیا میں ممنوع اور حرام ہوگا جیسا دار آخرت
 میں معدوم اور منتفی ہے اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ مابین حجرین و مصلی کے
رَوْضَةً مِّنْ بَيْضِ الْجَنَّةِ بعض لوگ مصلی کو مصلی مسجد نبوی پر حمل کرتے ہیں جو منبر
 شریف سے حجرہ مبارک کے پاس تک ہے اور بعض مصلی عید پر جو شہر بنیہ مدینہ منورہ
 کے باہر مکہ معظمہ کی راہ کی طرف واقع ہے لہذا نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص
 رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سنکر مسجد اور مصلی عید کے درمیان میں اپنے واسطے
 ایک گھر بنایا تھا اس روایت کے موافق ساری مسجد نبوی ساتھ اون یادات کے جو
 غرب کی جانب واقع ہوئے ہیں **رَوْضَةً مِّنْ بَيْضِ الْجَنَّةِ** ٹھہرے گی اور خصوصیت
 اتنی جگہ کی جو درمیان حجرے اور منبر کے واقع ہے باقی نہ رہے گی اور ان احادیث کی
 تاویل اور تحقیق میں وجوہ متعددہ علماء سے منقول ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ منبر کا روضہ
 ہونا کثاہ ہے اس بات سے کہ اس کے پاس اعمال نیک کرنا اور اس سے برکت حاصل کرنا
 سبب رود ہی حوض نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور موجب ہے شرب کا اس کے زلال جان افرا
 بعضے دوسرے نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ جو منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھا
 اور آپ نے اسکو مشرف فرمایا ہے قیامت کے دن اسکا بھی اعادہ فرمادینا رکنا رکھنا

۱۲۵
 میں میری بیعت ہو
 خدا کی اور فرشتوں
 اور اس کے آدمیوں کے
 صلح نہیں ہونے کے
 صلح نہ ہو رہا اور
 بیعت نہ ہو رہا اور
 درمیان میں جسے
 اور میرے مصلی کے
 ایک انجیل پر بیان
 جنت سے ۱۲

امام مالک سے نقل کی ہو اور سببات پر ایک جماعت علماء کا اتفاق بھی کر گیا ہو اور
 شیخ ابن حجر عسقلانی اور اکثر علمای حدیث نے اس قول کو ترجیح دی ہو ابن ابی حمزہ کہہا
 علمای مالکیہ سے ہیں فرماتے ہیں کہ احتمال کھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پاک کا
 ریاض جنت سے دنیا میں بھیجا ہو جیسا حال حجر اسود اور مقام ابراہیم میں واقع ہوا ہو
 اور بعد قیام قیامت کے پھر اس کو اپنی مقام اصلی پر لجا لیں اور نزول رحمت اور
 استحقاق جنت اس مقام عظیم المرتبت کو لازم ہو یہ معنی حقیقت میں جامع ہیں سارے
 اون معانی کو جو اور لوگوں کے کہیں ہیں علماء وہ اس کے اس معنی سے ایک مدور بھی
 ظاہر ہوتا ہو کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے رتبہ خلیلیہ ابراہیمیہ کو ایک تھہر جنت سے عطا
 کر کے امتیاز دیا ہو اگر حضرت حبیبہ محمدیہ کو اعطای روضہ من ریاض الجنۃ سے خاص
 کیا ہو تو کیا تعجب ہو اور اگر چشم ظاہر مثل درونیا کی زمینوں کے معلوم ہو تو چند
 عجیب نہیں اس واسطے کہ آدمی اور اکی حقائق اشیای آخرت اس حیات فانی میں اپنی
 کثافت طبیعت کی جہت سے جیسا کہ چاہے کہ نہیں سکتا اور وہ جو بعضوں نے فقط
 نریت ثواب اور فضیلت عبادت پر چل کیا ہو اسکی نفی اون احادیث سے بخوبی
 ہو سکتی ہو جو شان احد اور عیر میں وارد ہیں کہ اُحد جبال جنت سے ہو اور عیر جبال
 دوزخ سے پس کوئی عالم اس بات کی طرف نہیں گیا ہو کہ جو اُحد میں عبادت کرنا
 موصل ہو جنات نعیم کی طرف اور عیر کے قریب جانا درکات جہنم میں پونچا تا ہو بلکہ
 آخرت میں جبل اُحد دروازہ جنت پر ہو گا اور عیر دروازہ دوزخ پر اگر تم کہو کہ جب اتنی
 زمین حقیقت میں روضہ من ریاض الجنۃ ہو تو چاہیے کہ بھوک پیاس وغیرہ کہ لازم دنیا سے
 ہو نہ لازم جنت سے اوسمیں نہو جیسا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہو اِنَّ لَکَ اَنْیَاسًا جَمِیْعًا
 رَفِیْعًا اَوَّلَ تَعْرِی اسکا جواب یہ ہو کہ جنت سے الگ کرنے کے بعد اس بقعہ شریفہ سے لازم
 جنت منفک ہو گئے ہوں جیسا منفک ہو گئے حجر اسود اور مقام ابراہیم سے کہ اول میں بھی
 لازم جنت نہیں پائے جاتے اگر کوئی کہے کہ ایسے امور بغیر سماع اور خبر ثابت نہیں ہوتی
 رکن و مقام کی شان میں تو دلائل و براہین وارد ہو گئے اوسپر بطور تغیر کے ہکوا ایمان لانا واجب

اور روضہ کے احصار لیے نہیں ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ بول نوعمارت، ہر سرور و سبھا
 میر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جس طرح رکس اور مقام کی حقیقت حضرت عمر صادق
 سے معلوم ہوئی ہے اسی طرح روضہ شریف اور سر شریف کا بھی حال ظاہر ہوا ہے اور اگر
 کسی قسم کی مادیل کرد و تودہ ناول دونوں جگہ ممکن ہے اور اگر حقیقت یہ حال و دلوں کو
 تاست ہے کہیں فرق کرنے کی کیا وجہ ہو والد علم و فضلہ التوفیق و تبتہ العزیز
 الحقیقی و هو یا و اخصہ العاظم علی من یسألہ عن رعاہ و یحللہ من رخصہ
 باب نوان و کرمای سجدہ و اراواں مساحدہ سو یہ میں جو توبہ اور مطالبہ الوداع
 محمدیہ ہیں صلوات اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اخصیاءہ اجمعین صلواتہ کاملہ مشککہ
 یہ سب معلوم ہو چکا ہے کہ جب سرور امیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سورہ میں تشریف لائے
 تو قبل از روئے محسنی مدینہ مطہرہ میں رو در بار بادہ علی احباب الروایات ہی محسوس
 وں عوف میں کہ ساکناں قما تھے تشریف رکھی اور سی قما کی بیہ ڈالی اور ایک
 روایت میں ہے کہ اہل قماے بھی سامی مسجد کے مات میں عرض کیا تھا آب سے صحابہ
 کرام کی طرف اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ ایک شخص تم میں سے میرے ماتہ پر سوار
 ہو کر لو سے بھراوے حضرت ابو کر صدیق رضی اللہ عنہ کھرے ہو گئے اور اسکی بیٹیہ پر
 سوار ہوئے ماتہ اوٹھی بعد اسکے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سوار ہوئے جب
 بھی اوٹھی بعد اسکے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اوٹھ کر یوں کاس میں
 ڈالا ہی بٹھا کہ ماتہ مبارک کو دکر گھڑی ہو گئی آب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
 فرمایا کہ اسکی مانگ چھوڑ دے اللہ تعالیٰ ہے اسکو حکم دیا ہے جہاں ٹھہرے گی آخرت
 جس جگہ وہ ٹھہری اسی جگہ آب سے مسجد قما کی سائر الی اور قما والوں کو حکم دیا کہ تھیر
 جمع کریں بھر آب سے ایک خطا تعین قلم کے واسطے کیسی فرمایا اور ایک بھرا ہے
 دست سارک سے اوٹھا کر بیہ کی جگہ رکھ دیا بعد اسکے صحابہ کرام کو ارشاد
 ہوا کہ ہر ایک ترتیب ایک ایک بھرا ہے ابے ماتہ سے رکھ دے اور وہ جو ہے
 روایات میں آیا ہے کہ حضرت بیل علیہ السلام نے اگر حقیقت کعبہ کی دکھلائی شاید وہ سری

۴
 اسکی خطبہ سے
 و سجدہ اور ارشاد
 حضرت علی رضی اللہ عنہ
 تبتہ العزیز
 و کرمای سجدہ و اراواں
 مساحدہ سو یہ میں
 جو توبہ اور مطالبہ
 الوداع محمدیہ ہیں
 صلوات اللہ علیہ وسلم
 و علی آلہ و اخصیاءہ
 اجمعین صلواتہ کاملہ
 مشککہ

کے وقت ہوا ہی جو تحویل قبلہ کے بعد واقع ہوئی ورنہ قبلہ اس وقت میں بیت المقدس کی طرف تھا اور روایت ثقات سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی مسجد قبا کے وقت آپ بھی پتھر ڈھونڈتے اور بقول بعض مفسرین آیہ قرآنی لَتَكُنَّ مَكَّةَ مُسَلَّمَةً سَلامًا عَلَى النَّبِيِّينَ مِنْكُمْ يَوْمَ مَسْجِدِ قَبَا کی شان میں نازل ہوئی اس واسطے کہ دین اسلام میں پہلے ہی مسجد بنی ہو اور اس مسجد والوں کی طرح میں بھی یہ آیہ نازل ہوئی فَبَنَى رَجُلًا يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بنی عمرہ تم کیا ایسا عمل کرتے ہو جس سے ایسی برکت اور کرامت کے مستحق ہوئے اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کوئی عمل نہیں جانتے سوا اس بات کے کہ ہم لوگ ڈھیلے سے ہتھکڑی کے پانی سے خوب طہارت کر لیتے ہیں فرمایا یہی سبب ہے جو اس منفعت کے ساتھ خاص ہے ہو تم کو چاہیے ہے کہ تم اس عمل کو اپنے اوپر لازم کرو اور بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ مراد اس مسجد مذکور فی القرآن سے مسجد اعظم نبوی ہے اس قول کی مؤید بعض احادیث بھی ثابت ہوئے ہیں اور حق یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ کا مفہوم دونوں مسجدوں پر صادق ہے اس واسطے کہ دونوں کی بنا اول ہی دن سے تقویٰ پر ہو پس ہو سکتا ہے کہ دونوں مراد ہوں جیسا کہ بعض علماء حدیث نے اس طرف اشارہ کیا ہے واللہ اعلم امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ کچھ لوگ زمرہ اصحاب کرام سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ مسجد تقویٰ کی طرف اور پیچھے پیچھے اُنکے آپ بھی تشریف لے چلے اس ہیئت پر کہ دونوں دست مبارک حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے یہ خبر اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ مسجد قبا کی نام مسجد تقویٰ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَسْجِدُ الَّذِي اُسِّسَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ هُوَ مَسْجِدُ قَبَا قَالَ اللَّهُ جَلَّ شَأْنُهُ فَبَنَى رَجُلًا يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ صحیحین میں نزول لاتے ہیں حضرت بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار اور پیادہ مسجد قبا کی زیارت کو تشریف لے جایا کرتے تھے

البتہ مسجد کعبہ بنیاد
کے ہی ہی اور پھر
پھر بنی گجراتی کے
پہلے دن سے
پہلے چاروں کے
موجود ہیں کہ دوست
کرتے ہیں یہ کہ
کے کہین اور تہ
دوست رکھتا ہے
کے کہنے والوں کو
یعنی وہ مسجد
جسکی بنا تقویٰ پر
ہو پہلے دن سے
وہ مسجد قبا ہے

وہی ہے جو
میں نے
میں نے
میں نے
میں نے

نصف منہ الی قولہ واللہ لا یخفی عنکم الظلمہ من اریضہ نقل کرتے ہیں کہ جس میں
مسجد تاسمی ہوا ایک عورت کی ملک میں تھی اوس عورت کا نام لیسہ تھا اور اوس کے پاس
ایک گناہا وہ اسی جگہ سدھتا تھا اوں منافقین نے کہا کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ہم گدھے
سدھنے کی جگہ پر بار بیڑھیں ہم اپنے بار بیڑھے کے واسطے ایک سی اور ماویں کے ہر ایک
کہ انہ سامر بھی آئے اور ہمارا امام سے اور یہ انعام کا ذکر تھا کہ خدا اور رسول سے سنا کا تھا
اور اہل مکہ کے ساتھ سار کر کے شام کو گیا وہاں جا کر دس ہزار لی اختیار کیا اور اوس نے
۴۱ مل جمع ہوا آخر کو خدا اور رسول کے حکم سے مسجد صرار میں آگ لکائی گئی اور وہاں کی
کئی طرف لے کر ایک سالم سے نقل کی ہوئے وہ کہتے تھے کہ میں نے مسجد صرار کو چھوڑ
کے رہنے میں دیکھا تھا اوس سے دھواں نکلتا تھا۔ راساوس مسجد کا نام دستان ہائی
میں جاری وہ ہیں کہ کس جگہ پر بھی خطا یا معلوم ہو کہ جو الی مسجد قنایں تھی اللہ اعلم بالصواب
اور سی جمعہ اوسکو مسجد وادی اور سی سا کہ بھی کہتے ہیں پہلے یہ نام معلوم ہو چکی ہو کہ
سرور یا منلی اللہ علیہ وسلم قنایں جمعہ کے روز حکم آئی حل سلطانہ ملکہ طیبہ یہ کہیں
رواہ ہے کہ قنایں میں سالم میں عوف تک بویجے تھے کہ ہمارے جمعہ کا وقت گیا آئیے ہمارے جمعہ
وہیں اور مائی اولیٰ جودینہ مسورہ میں تشریف لا کر جمعہ قائم فرمایا یہ تھا اور فریب
اوس مسجد کے ایک ادی جو جس کی عرب کی ساسی سالم میں عوف کے گھر سے تھے اور
اسکے گھر کے کھروں کے نشان مائی ہیں اور عدناں میں مالک کا بھی گھر اسی وادی میں تھا
حکا و حیمہ جاری ہیں آیا ہو کہ اوسکوں سے حسرت منلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر
ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری ساری میں صعب آگیا ہوا اس حدت سے مائی سے
اور سل آئے کے وقت مسجد قبلہ میں حماحت کے ساتھ ہمارا دواہیں کر سکتا میرے گھر میں
آس روئی اور ہو جیے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر ہمارا دواہیں تو میں اوسی جگہ پر
بیڑھا کروں اور بعضے علمای میرے لکھا ہو کہ سی سالم کی دو مسجدیں تھیں اور مسجد جمعہ اوں
دونوں مسجدوں میں جھوٹی بھی شاید مڑی مسجد وہ ہو کی حسکا ذکر حدیب مذکور میں آچکا ہو
واللہ اعلم اور ہمارے قدم اس مسجد کی گر گئی تھی قبرس بوسوس کے کسی عجمی نے اوسکی مسجد

اور مسجد قرطبہ مسجد ساری ماعون کی استہایرہ مشرقیہ کے پاس مسجد تیس کے مشرق کی طرف واقع ہو جس وقت ہیں کہ حضرت سرور اپنا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی قرطبہ کا محاصرہ کیا تھا تو آپ اسی مسجد کی حکم پر فرماتے ہوئے تھے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کے چاروں طرف ایک عورت کا گھر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی تھی لہذا بن عبد اللہ نے اس مسجد کی سائے کے وقت اس گھر کو بھی مسجد میں داخل کر دیا اور وہ جگہ مسجد کے شمال کی طرف بچھاں کی کوسے پر واقع ہو اور عمارت قدیم ہیں اس جگہ ایک سارہ تھا مسجد قضا کے سارے کے جمع پر بعد طول ہاں کے وہ سارہ گر گیا اس سات سو کے قریب اس کا کچھ اتر مانی سابعہ اس کے اس جگہ ایک چوڑا ڈھیر قد آدم کا اور بنا دیا گیا کہ اتنا موجود ہو اور عمارت قدیم اس مسجد کی ساری فضا کی وسیع پر تھی کہ اس میں چھت اور ستون اور سارہ وغیرہ تھے اب ایک چار دیواری ہی قیامت سے تمام کی طرف گھومنے لگی ہوئی اور مشرق سے عرب کی طرف تیدا سستہ کی گئی اور قصبہ مجاشع ہی قرطبہ یہ ہے کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم عروہ حدیق سے وراخت پا کر مدینہ منورہ کو پھر آئے تو جو آب علیا ہے اس کے آگے اور ایک طرف سراسر میں شاہ کیا تھا چاہتے تھے کہ عمل کامل کر کے مستفت و کلمت کو جسم شریف سے ورکڑیں کہ یکا یک حضرت حیریل علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار رہتے کہ وہ آلودہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ شریف پر پہنچے اور عرض کیا کہ اتنا کہ ملا کہ نے اختیار نہیں کھوئے اللہ تعالیٰ و تقدس کا حکم ہو گا آپ سوار ہو جائے اور مو قرطبہ پر دوڑا دے اور میں اس قوم پر جاتا ہوں کہ او کو سست اور سیدل کردوں حیریل علیہ السلام یہ چیر بویجا کر پھرے کہتے ہیں کہ ملا کہ کے گھوڑوں سے کوچہ و بازار میں عمار بلند ہو گیا تھا اور کوئی دکھا فی نہیں دیتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملال ہوؤں رہتی اللہ منہ کو مادی کرتے کہ حکم دیا کہ جو شخص حدای تعالیٰ کے حکم کا مطیع اور سامع ہو اس کو چاہیے کہ ہمارے ہی قرطبہ میں جا کر رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محمد اس صلیب نہایت دربار مقدمہ آمیت کیا اور اس قوم مایا کہ کو بچھیں کہ یہ کچھ

میں رکھا کہ وہ عاجز آگئے اور اونکے دل میں عجب پر گیا آخر کار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم سے کہ اوس قوم کے حلیف تھے اور تر آئے کہ سعد بن معاذ جو حکم سے اوس پر رضی امین سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے غزوہ خندق میں ایک قیر لگا تھا کہ ایتانے خم سے خون جاری تھا حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور خون جو اونکے زخم سے جاری تھا بند ہو گیا جب سعد بن معاذ مجلس شریف میں حاضر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ سے فرمایا اَللّٰهُمَّ وَالِی السَّيِّدِ کہ بعض علماء اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں شریعت قیام نہ کرنے والے کی تعظیم کے واسطے اور محققین کہتے ہیں کہ یہ قیام تعظیم کے واسطے نہ تھا کہ مسجد کے داخل ہونے والے کی تعظیم کریں بلکہ اس واسطے تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اتنی طاقت نہ تھی کہ آپ ہی بغیر کسی کی اعانت سواری سے اور تر پڑیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اونھوں اور اونکو اتار لاؤ اور اسی سبب سے یہ حکم خاص اوسی جماعت کی نسبت صادر ہوا نہ سارے حاضرین کو اور گویا کہ یہ تمہید تھی آیات کی کہ جس بات پر حکم سعد جاری ہو اوسکا امتثال کریں بعد اوسکے فرمایا اَللّٰهُمَّ مَعَاذِیْ بَنِی قَرِیْظَ کے باب میں فرمایا حکم دیتا ہوں نے عرض کیا کہ میں یہ حکم دیتا ہوں کہ اونکے مردوں کو قتل کیجئے اور اونکے اموال کو مسلمانوں پر بانٹ دیجئے اور اونکے جو رولڑکوں کو لونڈی غلام بنالے لیجئے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا کہ تحقیق سعد نے وہ حکم دیا جو سات پردہ آسمان سے نازل ہوا پس چھ سو ہونیوں کی اور ایک ولایت پر کم اور زیادہ کی گردن مار دی گئی اور سر اَنَا الصَّخْوَةُ الْقَوَلُ بجلی اسم الگنی بحبی ولایت سے ظاہر ہوئی نَعُوْا لِلّٰهِ مِنْ عَصَبِ اللّٰہِ اور مسجد مشربہ ام بنہ اہیم یہ مسجد مسجد بنی قریظہ سے شمال کی طرف ہے حرہ شرقیہ کے نزدیک نخلستان کے درمیان میں ایک فخط چار رواری ہونے چھت کی قبلے سے شام کی طرف گیارہ گز ہے اور مشرق سے مغرب کی طرف چودہ گز یہ ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس جگہ نماز پڑھی ہے اور مشربہ کہتے ہیں ایتان کو اور ام بنہ اہیم مشربہ قطیف ہیں والدہ حضرت بنہ اہیم

من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کا ایک بلخ یہاں تھا اور پندرہ لاکھ آدمی تھے اس میں
 رہتے اور یہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صدقات تھے کہ غزوات و فوج و ہوا
 تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابارقہ قطیفی رضی اللہ عنہا ہاں
 جو وصیوت تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کو بہت چاہتے تھے یہاں سے اٹھ کر کوہ عارہ میں اعراب
 کے گھریں رہا آخر کو اس جہت سے کہ نکال کوئی اس سے ایک جہت پیدا ہوئی اور کوہ عالی
 یہ مورہ میں تھا یہاں یہ مسجد ہو اور ٹھکانے اور اس کے دیکھنے کو گھسی گھسی و پش پش
 لوہے لگے یہ بات مخیر یہاں سے بھی زیادہ گراں ہوئی آخر کو اللہ تعالیٰ نے اور کو ایک لاکھ
 دیا اور ہم اس نعمت سے محروم رہا اور وہ سرنا یہ قطیف کا جو ماحولت رسول یہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لایہ ہوا ہے اور یہی طہری طور اس مسجد کو اس مسجد
 علیہ کہتے ہیں اور جو ام الساس اور کو مسعودیہ مسجد کہتے ہیں اور بیع سے یورس کی طرف واقع
 ہے اس سے کہ رہا ہے کہ حضرت باطینہ بنت اسد ام امیر المومنین صلی اللہ علیہ وسلم کا
 مسعودیہ اور وہ کو یوہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حد صحابہ کرام علیہم السلام
 کو ساتھ سے کہ خطہ سی طہریں تشریف لاکر مارا اور اگر ایک بصرہ جلاوہ دیا ہوئے
 اور ایک قاری کو حکم دیا کہ قرآن وہ قاری حب آیہ فیکف إذا حدثنا من کل قصہ
 سنجدین وجناتک علی ہوا کہ یہ سنجدنا مک یوہا تو مسعودیہ صلی اللہ علیہ وسلم
 روئے لگے اور سرایاں اور اس کوادہ اور لوگوں کا ہوں جنکے درمیاں میں ہیں
 اور جن لوگوں کو وہاں سے ہیں دیکھا اور کو میں کیا جانوں اور بعضہ علمایہ یا یح کہنے پر
 کہ جس عورت کو حمل ہوتا ہو اس سے تنہا یہ حاکم تھا وین اللہ تعالیٰ اور کی تائید سے قابل
 حاملہ ہو جائے کی حسانت وراثت وراثت ہے اور اس تنہا کی یہ خاصیت مذکورہ اہل عیسیت میں
 اور مساحیر کے نزدیک حدیث کو پوچھی ہی مسری کہتے ہیں کہ جبرہ میں ہست
 تنہا ہیں کہ اور پرتا رہیں کہتے ہیں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن کے سم کے
 نتان ہیں اور ایک چہرہ گنہی کا ساساں ہے کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
 کو لکھا تھا اور لکھی گئی تشریف اور سیر گئی تھی اور ایک تنہا یہ کچھ اور کچھوں کا ساساں

[illegible]

حجاج ان کی زیارت کرتے ہیں اور اسی محراب میں ایک پتھر ہے اور پیر لکھا ہے خلدک الله فک الله
 کو حاکم ابن جعفر لکھتے ہیں راسد نصیر یا الله اور المؤمنین محمد بن سنان لکھتے ہیں ستائے
 اور مسجد الاجابہ یہ مسجد بقیع سے شمال کی طرف ایک انچی زمین پر واقع ہے قبلے سے شام کی جانب
 قریب بیس گز کے ہے اور مشرق سے مغرب کی طرف پچیس گز ہے اور اس کا نام مسجد نبوی ہے
 بھی صحیح مسلم میں آیا ہے کہ ایک وزیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم غالیہ کی طرف تشریف
 لائے تھے آپ کا گزر اسی مسجد کی طرف سے ہوا آپ نے اوس میں دو رکعت نماز ادا
 فرمائی اور جتنے صحابہ کہ ہمراہ رکاب تھے انھوں نے بھی پڑھی بعد نماز کے آپ نے
 دعا کی نہایت طویل جب وہاں سے پھرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پڑھ کر
 عالم سے تین دعائیں کیں ایک تو یہ کہ میری امت کو قحط میں مبتلا کر کے ہلاک کر دے
 یہ کہ عذاب غرق اپنی مہلک نافرمانی سے میری امت آپس میں قتال کرے ان میں سے
 دو دعائیں پہلی قبول فرمائی تیسری سے منع کیا اور فرمایا کہ ہلاک اور فتنائی امت کا
 تلواریں ہو گا یہی اجابت دعوت میں وجہ تسمیہ اس مسجد کی ہیں اور موطا امام مالک میں
 بجای اسکے کہ ہلاک امت غرق سے نہو یہ ہے کہ کافروں کا اپر علیہ نہو اور سعد بن قاصر
 رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر کھڑے ہوئے
 اور دعا کی اور محمد بن طلحہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی
 جگہ محراب سے واہنی طرف دو گز کے فرق سے تھی اور بڑے ذوق اور شوق اور
 لذت کی بات اوس مسجد میں یہ ہے کہ جب مسجد سے عبادت و دعا وغیرہ سے فراغت
 حاصل کر کے باہر نکلو تو نظر قبہ مبارک پر پڑتی ہے اس کا مزا اوسی وقت کے ساتھ تعلق
 رکھتا ہے حق تعالیٰ اس تہرجم غفر اللہ پھر پانچواں اور وہی لذت پھر عنایت کرے اور سب مسلمانوں کے
 حق میں ہی ہے ہاں آئین اور مسجد طریق النافذہ پورب کی طرف سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کرتے
 جاتے ہوئے یہ مسجد راہ میں پڑتی ہے اور اب یہ مسجد مدنی و غفاری رضی اللہ عنہ کہ مشہور ہے
 بہیقی شعب الایمان میں عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ ایک زمین مسجد
 نبوی کے ایک گوشے میں پڑا تھا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس دروازے سے جو

لے
 نبی صادق
 ایک قبیلہ ہے
 اسکا

حواوس گوتے کے متصل تھا ہر آمد ہو کر تشریف ماہر کو لے چلے میں بھی اٹھ کر بیٹھ بیٹھے
 ، لیا میں آپ نے ایک باغ میں داخل ہو کر وضو کیا اور دو رکعت نماز کی بعد اوس کے
 آپ مسجد میں گئے اور محدہ ہدایت طویل کیا یہاں تک کہ میں بحیال اسکے کہ شاید آپ
 اس جہاں فانی سے کوچ فرمایا روئے لگا بعد اوس کے آپ نے سر مبارک اٹھایا اور مجھ سے
 میرے روئے کی فتح پوچھی میں نے اسے روئے کی وجہ جو تھی عرص کی فرمایا میرے پاس
 حرمیل آیا اور میرے رب کے پاس سے پیغام لایا کہ جو شخص تجھے درود دیکھے میں اوس پر درود
 بھیجوں اوجو تجھے سلام بھیجے میں اوس پر سلام بھیجوں اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ایک
 درود دیکھے میں اس کی یکایاں اوس کے واسطے لکھوں اور ایک روایت میں ہے میں اوس پر
 دس درود بھیجوں پس میں نے اس نعمت پر ایسے پروردگار کا سجدہ شکر ادا کیا یہی نعمتی حکم
 سے نقل کر لے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور محدہ شکر کے ثبوت میں اس حدیث سے
 زیادہ کوئی حدیث صحیح وارد نہیں ہوئی اور امام احمد حنبل نے بھی اس حدیث کو
 عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ذکر سجدہ شکر کا بغیر اس کے
 کیا ہے اور یہ سچا جھوٹی ہے طول و عرض میں آٹھ کر ہے اور سجدہ بقیع یہ سجدہ بقیع کے
 دروازے سے نکلنے ہوئے واسطے ہاتھ کو مزار حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور امہات الکواثر
 رضی اللہ عنہن سے بچیاں کی طرف واقع ہے شاید بعض علماء کو اس مسجد کے باب میں
 کہ فی سجدہ علیہ ہاتھ ہمیں لگی اس واسطے کہ نعلوں سے کہا ہے کہ شاید یہ وجہ کہ
 ہے جو بقیع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کا مصلائی عجب تھا اور سہمودی بعض
 دلائل پر نظر کر کے کہتے ہیں کہ طاہر یہ ہے کہ یہ سچی الہی اس کعبہ رضی اللہ عنہ کی ہے
 جس میں حضرت رسالت یا علی رضی اللہ عنہ وسلم اکثر اوقات تشریف لاکر نماز پڑھا
 کرتے تھے اور فرماتے تھے اگر لوگوں کے حاوکا خوف ہوتا تو میں اکثر اوقات اس
 نماز پڑھا کر ماوالد اعلم یہاں تک ذکر تھا اوں مساجد کا جو مسجد قبا سے ہے کہ جنت تشریف
 اور شمالی میں مدینہ مطہرہ تک واقع ہیں اوں مساجد کا ذکر آتا ہے جو حجاب عونی مدینہ
 مطہرہ میں جنت شمالی تک واقع ہیں واللہ الموفق فی عید یہ مسجد مدینہ کے ماہر

پہچان کی طرف دروازہ مصری کے قریب اوس راہ پر جدھر سے قافلہ مکہ معظمہ سے آتا ہو
 واقعہ یہ کہتے ہیں کہ پہلی نماز عید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں تشریف لائے
 کے بعد دوسرے سال ہجرت میں پڑھی ہو اور ابن زبائہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 سے روایت لاتے ہیں کہ پہلے بول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید فطر علی بن ابی
 اوس جگہ اور افرامی جو دارحکیم بن العدا سے قریب ہو اور بعضے ارباب تاریخ نقل کرتے
 ہیں کہ وہ جگہ باب السلام سے ہزار گز کے فاصلے پر واقع ہو اور اب وہ ایک مسجد
 ہو مصلیٰ کر مشہور اور سہمنودی دلائل و علامات پر نظر کر کے کہتے ہیں کہ وہ جگہ وہ
 ہو جان ایک مسجد بنی ہو مشہور یہ مسجد علی لکڑے زمانے میں مدینے کا بازار وہیں
 تھا اور دارحکیم بن العدا بھی اسی جگہ تھا والد علم اور اسی جگہ ایک اور مسجد ہو کہ
 اوسکو مسجد ابو بکر کہتے ہیں وہ گر گئی تھی شیخ الحرم مدینہ نے اوسکی تجدید کی نہایت
 ایک صاف اور ستھر اسکان بنایا اور گرداوسکے ایک رباط بھی تعمیر کی اور نہر جاری
 کی اس مسجد کے قریب ایک باغچہ تھا قدیم عریضہ کر مشہور اوسکا اب تک کچھ نشان باقی ہے
 اور مسجد علی اس مسجد کی تجدید کسی عجمی نے کی ہو اور یہ مسجد بڑی ہو بڑا سامعین کھتی ہو
 کہتے ہیں کہ زمان محاصرہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
 اپنی دولت سے نکل کر اسی جگہ کونٹ اختیار فرمائی تھی اور نماز عید بھی اسی جگہ اور فرمائی
 تھی اور سہمنودی اسی مسجد کو مصلای عید سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ
 ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز عید اس جگہ اتباعا لسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ادا کی ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں مصلای عید میں کچھ
 عمارت نہ تھی بلکہ اوسکی عمارت سے نہی فرمائی تھی اور آپ نے خطبہ عید منبر پر نہیں
 پڑھا پہلے جس نے خطبہ عید پڑھنے کو منبر رکھا وہ مروان بن حکم تھا چنانچہ شیخ ابن حجر
 عسقلانی بعضے احادیث سے استنباط کرتے ہیں اور ابن شیبہ نقل کرتے ہیں کہ
 پہلے جس نے منبر پر خطبہ پڑھا وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور ترمذی کی روایت میں
 آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استقام مصلیٰ میں تشریف لیجا کر اور فرمائی

اور سر پر باندھ کر خطبہ پڑھا اور بیعت علماء کے کیا ہو کہ اتفاق اتحاد و سر معاوۃ عثمان
 میں شاید اس واسطے ہوا ہو کہ حضرت کے افعال تشریع کو مثل تجویل روا اور مع بدین
 اور سو اس کے حومات استقامت ہو کر تا ہی سب آدمی و کس اذاحات سر خطبہ بعد
 کے واسطے اس پر قیاس کیا ہو سید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ظاہر یہ ہیں کہ ماں تیوں
 مساجد کی عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں ہوئی ہو اور مصلیٰ شریف کو قبائل
 میں اور اس مضمون میں کہ اس کے پاس وفاق قبول ہوتی ہو اور بہت سے احبار اور
 امار وار وہن اور حدیث مکتبی بیعت و مصلحتی ذکر و صحت مکتبی ذکر کا حصہ الحکم
 بھی اسی قبیل سے ہوا ہے کہ ماں اس دونوں مکانوں کے نصیبت یعنی
 ہو کہ وہ کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں اکثر روق اور اہوتے جیا جہ جس کی عمر
 سے تشریف لاتے مصلیٰ میں قدم رکھ کر اس کے مستقل قلم ہو کر دعا فرماتے اور فرات
 حیدر صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مار چارہ سخا ہی کی اسی طرح
 بیٹھی ہو اور مسجد فتح یہ مسجد اور جو مساجد کہ اس کے پاس اس کی ہمت قلم پر واقع ہیں
 سب کی سب مساجد فتح کہلاتی ہیں لیکن حقیقت میں مسجد فتح وہی ایک مسجد ہی جو
 کوہ سلج سے بیچیاں کی طرف اونچی سی ہو اور مشرق اور شمال کی طرف دو کی سیڑھیاں
 میں اور ایک مسجد الاحزاب اور مسجد علی بھی کہتے ہیں امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ
 مسد میں روایت قنات حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہیں کہ حضرت
 یحییٰ بن علی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح میں تین روز دعا کی دو تہ و تہ تہ و چار تہ کو
 میں چار تہ کے روز میں الصلوٰۃ میں احاسات دعا کی اشارت یا فی اس وجہ یہ کہ آثار
 فتح و سر و تاپ کے چہرہ مارک سے ظاہر ہوتا تھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے
 ہیں کہ جب کوئی شکل محکوم دہشت ہوئی میں سے اسی وقت مسجد فتح میں جا کر دعا کی
 اللہ تعالیٰ سے مجھے احاسات دعا کی اشارت پوچھائی تو دوسری روایت میں حضرت
 جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پر جہاں مسجد فتح
 سی ہو تشریف لا کر کھڑے ہوئے اور دست مبارک اٹھا کر گیارہ مرتبہ یہ وجہ حدیث

۱۴۸
 اس کے بعد اس کے بعد
 اس کے بعد اس کے بعد

روز جمع ہو کر چڑھ آئے تھے بدو عاکی اور وہاں نماز نہیں پڑھی و دوسری مرتبہ پھر تشریف
 لائے اور بدو عاکی اور نماز بھی پڑھی اور ابن زبائہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے غزوہ احزاب کے دن مسجد فتح یثرب و عاکی اور خوف اعدائے نماز ظہر
 و عصر و مغرب پڑھنے کی فرصت نہیں پائی بعد مغرب کی سب نمازین قضا لیکن اور
 جانا چاہتے تھے کہ وہ احزاب اور روز خندق ایک ہی ہو اس غزوے کو غزوہ احزاب
 بھی کہتے ہیں اور غزوہ خندق بھی اور اس غزوے کے بعد پھر کبھی کفار قریش کو
 مجال اسکی نہیں ہوئی کہ مدینے پر چڑھ آتے اور اپنا زور جتاتے اور اوسوں نے جب
 مسلمانوں پر کام سخت ہوا تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر
 دعا کی اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا می تند و تیز بھیجی کفار اوسکی تاب نہ لا کر بھاگے
 چنانچہ قرآن مجید کوہ احزاب میں تفصیل اس بات پر مطلق ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ بعد اسکے قریش ہرگز ہتھارے ساتھ مقابلہ نہ کر سکیں گے اور تم پر
 چڑھ کر نہ آویں گے اسی جہت سے اس مسجد کو مسجد فتح اور احزاب کہتے ہیں اور امار فتح
 اور انوار قبولیت دعا اوس مسجد میں اور اوسکے گرد و پیش میں ظاہر و باہر ہیں اور
 اوسکے داہنی طرف ایک وادی ہو اوسکا نام سیح ہو اوس میں کجورون کے تخت
 بہت ہیں اور بہت ہی فضائی پر انوار ہو اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
 اپنے ابا می کرام رضی اللہ عنہم سے روایت لاتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد
 میں داخل ہو کر ایک دو قدم چل کر کھڑے ہو گئے اور دونوں دست مبارک اٹھا کر
 دعا کی اور دست مبارک اتنے اٹھا گئے کہ روای مبارک شانہ شریف سے زمین پر گر پڑے
 اور آپ ویسی دعا میں مشغول رہے اور روایات متعدد وہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس مسجد
 میں آپ کی دعا کرنے کی جگہ بیچ والا ستون ہے بعد علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ اب چونکہ عمارت
 اوس مسجد کی متغیر ہو گئی ہے تو صحن مسجد میں محراب کے مقابل کھڑا ہونا چاہیے لیکن
 اسکے ساتھ اور روایات کو ملا کر ثابت کرتے ہیں کہ اچھا کھڑا ہونا مغرب کی طرف اقرب
 تھا اور اوپر تشریف لیجائے گا اتفاق شمالی سینر ہیون کی طرف سے ہوا تھا نہ شرعی

[illegible]

اَلَا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ تَنْزِيْلُكَ لَنَا لَمْ يَكُنْ لَكَ وَعَظَمَتِكَ وَتَكْرِيْمُكَ لَكَ
 وَجْهَكَ اَجْرِي مِنْ خَيْرِكَ وَمِنْ شَرِّكَ عِبَادِكَ وَاضْرَبْ عَلَى سُرْدِ قَوَاتِ حِفْظِكَ
 وَفِي نَسِيَّتِكَ عَدَايَكَ وَحُدُودَكَ وَعُدُنِي مِنْكَ بِخَيْرِ بَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
 وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ الْكَرِيْمِ وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ الْمُرْسَلِ
 مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ نَقْل كرتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اوس وقت
 میں کہ مارون رشید نے اوس کے ساتھ کچھ بُرائی چاہی تھی یہ دعا پڑھی اللہ تعالیٰ
 نے اوسکی برکت سے شر و آفت اعدا سے اونکو بچا دیا اور معاویہ بن سعد سے وایت
 کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح اور حبشی مسجد اوس کے نیچے واقع
 ہیں سب میں نماز پڑھی ہو پہلی مسجد جو جانب قبلہ میں قریب مسجد فتح کے واقع ہو چکی بلکہ ان
 فارسی کہلاتی ہو اور جو اوس کے پیچھے ہو اوسکو مسجد علی مرتضیٰ کہتے ہیں اور جو پہاڑ کی
 جڑ میں قبلہ کی جانب سب مساجد سے چھوٹی ہو اوسکو مسجد ابو بکر کہتے ہیں نسبت
 ان مساجد کی ان حضرات کی طرف خوب کھل کر نہیں معلوم ہوئی مگر ظاہر میں واللہ اعلم
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ احزاب کے دن یہ حضرات انھیں جگہوں میں ٹھہرے
 ہوں گے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے رونق افروز ہو کر نماز پڑھی ہوگی پہلے
 ان مسجدوں کو عمر بن عبد العزیز نے بنایا بعد اوس کے طول زمان کی بہت سے جب
 یہ مساجد منہدم ہو گئیں تو سیف الدین حسین ابن ابی الیہجانی سنہ پانچ سو پچھتر میں اور ابی
 مسجد کی تجدید کی بعد اوس کے سنہ پانچ سو ستھتر میں دو مسجدیں اور بنائیں پھر ابو بنی
 ابن ابی الیہجانی کے مسجد علی مرتضیٰ کو سنہ آٹھ سو چھتر میں امیر مدینہ زین الدین ضیہ منقولی
 نے نئے سرے سے بنایا لیکن اوس مسجد کی جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تھی
 کسی نے تجدید نہ کی وہی ہی خراب پڑی رہی آخر کو سنہ نو سو بیاسی میں بعض آدمیوں کو
 اوس کے تجدید کی توفیق عنایت ہوئی اور نصف راہ پر مسجد فتح کو جاتے ہوئے جبل سلیم
 کی گھانٹی میں مدینہ سے جانے والے کے واسطے ہاتھ پر مسجد نبی حرام ہو بعضی روایات
 میں آیا ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں تشریف لا کر نماز پڑھی ہے

محلہ سینا الدین
 ابن ابی البجانبیہ
 ماکہ مکرمہ
 شہادہ اور سکادہ
 بھی لکھا ہے

عمر بن عبد العزیز نے اس کی بھی تحدید کی تھی اور اصل ہمارے نسب واسطو مات شریعی
 اب قطعاً ایک چار دیواری کی تھی، جو اور اس گمانی کے قریب ایک عمارت ہے کہ حضرت
 سرور امیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اہم عہدہ خدیو میں دسکوروں کی جتنی آیتیں اوقات میں
 تب ماتن بھی ہوئے ہیں طرالی الو حیا وہ سے روایت لاتے ہیں کہ ایک دفع حضرت عائ
 س جل رہی تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آئے آپ کو حشرات و انہما
 رمی اللہ عنہم میں یہ یا ما یا راس کو بیٹے کی طرف حذر اکثر اوقات آپ شریب بجا
 کرتے تھے متوجہ ہوئے آخر کو لوگوں نے حائل تو اب کی طرف شاں دیا جل تو اب
 چڑھ گئے اور دسے انہیں نگاہ کرنے لگے دیکھتے ہیں کہ انک عار کے اندر اب سیدے
 میں ہیں معاد ہیست سے وہاں چڑھ سکے بیٹے اور آئے بھر چڑھ کر دیکھا تو ابھی ایک
 آپ نے سجد سے سربارک ہیں اوٹھایا تھا انکو کہاں ہوا کہ شاید آپ نے
 اس جہاں سے رحلت فرمائی اس آپ نے سجد سے سربارک اوٹھایا اور ادا
 کہ حریل ہیں بے سرب یاس اگر کہا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کو سلام ارسا د فرما با
 اور چھتا ہے کہ تم کچھ جانتے ہو کہ معاری است کے ساتھ کیا معاملہ ہم کر رہے
 میں نے کہا کہ امد اعلم تو دامتہ ہو میں کیا مانوں یہ حضرت بیل نے اگر تشارت تو حالی
 کہ پروردگار تعالیٰ و تقدس فرمایا ہے کہ تم ایسا دل خوش رکھو کہ ہم تمہاری است کے ساتھ
 وہ مات کر کے جس سے تمہارا دل خوش رہے اور تمہاری خاطر آزاری کا سبب
 میں نے یہ تشارت یا کر سجد سے میں سر رکھا اور جس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کیا اسی معاد
 حقیقی جالبین کہ س سے کو جد سے ہر دیک کر رہے اوں سے متبر سجدہ کی اور سجد قلمس
 یہ سجدہ ساجد نسخ سے بچیاں کی طرف آوے میل کے فاصلے سے یا اس سے کم وادی
 حقیق اور ہر د و مہ کے ہر دیک واقع ہو محمد جس جس سے روایت کرتے ہیں کہ ام ستر
 ایک لی لی تھیں ہی علیہ سے سرب سرور امیا صلی اللہ علیہ وسلم انکے بیان سرب
 لکئے رہے لی آپ کے واسطے کیا مانتا رہا کر کے لایس آپ بوس فرماتے تھے کہ
 لوگوں نے آپ سے احوال ارواح میںیں و کا فر میں یوحنا میں ہر د و سجد میں

یہ
 سجد
 حریل
 چھتا
 میں
 کہ
 حریل
 حقیق
 ایک
 لکئے

جواب ارواح مومنین و کافرین میں وارد ہوئی ہے یہی مجلس شریف تھی جب ظہر کا وقت
 آیا تو یہاں ایک مسجد تھی بنی سلمہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوہیں تشریف لاکر نماز میں
 مشغول ہوئے دو رکعت ادا کر چکے تھے کہ وحی الہی آئی کہ قبلہ بیت المقدس سے کہئے
 کی طرف پھر گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر ہی پھر گئے اور بیت المقدس کی طرف
 سے کہئے کی طرف منہ کر لیا اور دو رکعت اخیرہ کہئے کی طرف ادا کی اسی جہت سے اس مسجد کو
 مسجد قبلتین کہتے ہیں اور ابن تر بالہ محمد بن جابر سے روایت لائے ہیں کہ ایک جماعت
 بنی سلمہ کی اپنی مسجد میں نماز پڑھتی تھی دو رکعت ادا کر چکی تھی کہ خبر تحویل قبلہ انکو پونچھی
 وہ سب کے سب نماز ہی میں بیت المقدس کی طرف سے کہئے کی طرف پھر گئے اس روایت
 میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر تحویل قبلہ کے وقت اس مسجد میں واقع نہیں ہوا
 شیخ محمد الدین فیروز آبادی کہتے ہیں کہ اس اہم کے ساتھ مسجد قبا اولیٰ و احق ہے اس واسطے
 کہ صحیحین میں آیا ہے کہ تحویل قبلہ مسجد قبا میں واقع ہوئی تھی اور بعض پہلے قول کو ترجیح
 دیتے ہیں والد اعلم اور مسجد نواب اب اس مسجد کو مسجد الربابہ کہتے ہیں اور یہ مسجد مدینہ
 سے شام کی راہ پر جاگئے واسطے کے داہنی طرف کو پڑتی ہے ایک پہاڑی پر جسکا نام باب
 ہے اصل بناؤسکی عمر بن عبدالعزیز سے تھی اوسکے منہدم ہو جانے کے بعد سنہ ۱۸۵۰ھ میں بنایا گیا
 یا چھیا کسٹل میں بعضہ امرای مدینہ مطہرہ نے اوسکی تجدید کی اور درمیان اس مسجد کے
 اور مساجد فتح کے وہی جبل بعلع فاصل ہو سکی پچھان کی طرف مساجد فتح واقع ہیں اور
 اور پورب کی طرف یہ مسجد ایک اونچے مکان پر نہایت منہرج اور مروج اور منور واقع
 ہو مدینہ منورہ اور رقبہ مطہرہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں سے نظر آتا
 ہے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل نبی پر نماز پڑھی ہے اور غزوہ
 تبوک سے پھرتے ہوئے آپ کا خیمہ بھی اوسپر نصب ہوا تھا روایت ہے حارث بن عبدالرحمن
 سے کہ مروان بن الحکم کا ایک عامل تھا میں کی زمین پر مذباب نام اوسکو اوسنے جبل نبی
 پر رسولی دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہلا بھیجا کہ وای تجھ پر کہ جہاں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی وہاں تو نے اوس شخص کو رسولی دی بعد مروان کے

اور بعضے امرائے بھی ایسا کیا اور آخر کو بعضے صاحب کتب کے لئے تہذیبہ بات مستمع ہو گئی اور
 بعضے کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حنہ مبارک حمل وہاں سیر آیا مہم حدیث میں مذکور
 ہوا تھا اور حدیث واقعہ اور اس میں بیچ سے بچیاں کی طرف مصلای گیا کہ اس میں
 مساجد سے مسجد ماب تک کھود دی گئی تھی جیسا یہ تفصیل اسکی کہ سیر اور نور پر جس
 واقعہ پر اس حدیث کا نشانہ مافی ہیں سو اس میں حکم کے جس کی لو کہ ریاکار کو حال
 ہیں اور شرک حاصل کرتے ہیں اور بعضے علما اس میں کاتبیہ الوداع پر لیاقت پشیمان
 شاید یہ امر اس جہت سے ہو گا کہ تہذیبہ الوداع اس حکم سے قریب ہی اور حدیث صحیح
 ہوا وہیں وحامی مہم سید باجمہ کے مستند مقدس سے تمام کی طرف حمل اٹھا
 کی جڑ میں واقع ہو گئے ہیں کہ آیہ کریمہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْنَا لَكُمْ فَتَنَ فَعَلُوا**
الْحَالَةَ ایہ اسی مسجد میں مارل ہوئی مطری کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اُحد کے دن بعد قبال کے ہمارے طور و عصر اسی حکم پر بھی تھی اور اس تہذیبہ بھی
 مطابق اسکے فعل کی ہو لکن ہمارے خاص کی تعبیر نہیں کی والدہ اعلم اور مسجد عبید بن
 یہ مسجد سید التہجد اسے قبلہ کی طرف واقع ہو اور اس حمل کو حمل الکرات کہتے ہیں
 کہ اُحد کے دن تیرا مداراں لشکر اسلام اور سیر کھڑے ہو گئے تھے اب بہت طرف سے
 یہ مسجد گر گئی ہو کہتے ہیں کہ حضرت سید التہجد رضى اللہ عنہ کے اسی حکم پر بھی لگی حمار
 رضى اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن ہمارے
 حمل عبید بن پر بھی تھی مطرہ کے پاس اور بھی روایت آئی ہے کہ سرور امیاء صلی اللہ
 علیہ وسلم نے مع اصحاب کرام مسلح دہاں ہمارے پر بھی ہو اور مسجد الوادی یہ مسجد بن عبید
 کے نامی کھارے پر واقع ہے مطری کہتے ہیں کہ حضرت سید باجمہ رضى اللہ عنہ کی تہذیبہ
 کی حکم فرمایا ہو اور ریحی کھا کر پہلی حکم سے آکر وہیں گرے تھے اور اس تہذیبہ لعل کھڑی
 ہیں کہ سید باجمہ رضى اللہ عنہ بعد تہذیبہ ہو جائے کے کئی اسی حمل الکرات پر تھے حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اوکی لاش مبارک کو بطش داوی سے اٹھا کر جہاں اوکی
 قبر شریف ہو لاکر دفن کر دیا اور بعضے علما اس مسجد کو مسجد مسکری بھی کہتے ہیں والدہ اعلم

یہ روایت صحیح ہے
 اس کا ذکر
 درج ہے

امام ارسن بھا قریب مسجد مبارک کے بچیاں کی طرف واقع ہو یا لی اور سکا تیریں اور لطیف
 ہو روایات متعدد وہ میں آیا ہے کہ حضرت سید الاس واجاں صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اما لعاب وہیں تشریف اویس ہیں؟ الا ہی اور ششاس او سکی اسی سے پیدا ہوئی ورنہ
 پیدا ہو سکا یا لی مٹھا یہ تھا یہی نقل کرتے ہیں کہ حضرت اس میں مالک صلی اللہ علیہ
 نے قناتیں اگر نو گوں سے اس کو سنے گا ساں یو جیجا ایک شخص او کو او میرے گیا
 اس میں مالک صلی اللہ علیہ نے حدیث نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس کو سنے یہ تشریف لا کر ایک ڈول یا لی ایک شخص سے کہ اس کو سنے سے مانی
 کمال ہا سجا طلب و مارکوش فرمایا اور سنے مانی یا لی مع ایسا لعاب وہیں تشریف کر
 میں ڈال دیا بعد اس کے آپ نے استنجا کیا پھر کو سنے یہ تشریف لا کر یہ ہو گیا اور جو کون
 سچ کیا اور مارا اور مانی نقصے کہتے ہیں کہ یہ تسمیہ ہر عرس پر واقع ہوا ہے واللہ اعلم
 اور جو کسم ہر ارسن کے مات میں صحت کو یہ بجا ہے اور صحیح میں آیا ہے یہ ہے کہ حضرت
 ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سراسر ہن کہ میں ایسے گھسرت وضو کر کے حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی زیارت کے قصد سے نکلا اور میں نے سوچا کہ آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سلم کے حضور ہی میں حاضر رہوں میں سجا سراج میں حاضر ہوا آپ کو میا یا لوگوں نے
 کہا کہ آج اسی وقت براہ ہو کر دعا کی طرف مشرب لے گئے ہیں میں بھی تیسچے تیسچے
 حواس آیا لوگوں نے کہا کہ آج ہر ارسن ہر رونق اور وہیں میں وہاں حاضر ہو کر
 دربار سے یہ یاد دیواری جو ہر ارسن کے گرد ہے مٹھیا گیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سے جو انچ شتری سے فارغ ہو کر وضو کیا میں اندر داخل ہوا دیکھا کیا ہوں کہ اب
 کو سنے کھی حکمت ہر ساقین مبارک کھول کر دو لوں یا ہی مبارک کو سنے میں لکھائے ہوئے
 بیٹھے ہیں میں نے سلام کیا اور پھر انکر میں دروار سے پر مٹھا اور ایسے دل میں لکھا
 کہ آج میں سرور امنا صلی اللہ علیہ وسلم کا دریاں رہوں ہی ایک ساعت کے حضرت
 انکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اگر دروارہ ٹھوکا میں نے یو جیجا کون ہے وہ لوے انکر
 میں نے کہا ٹھہر جاؤ میں حضور میں عرس کر لوں پھر میں نے حاضر ہو کر عرس کیا کہ

یا رسول اللہ ابو بکر دروازے پر حاضر ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں مندرایا
کھول دے دروازہ اور اوسکو بشارت جنت کی دے میں نے ابو بکر کے پاس آکر اوسکو
بشارت جنت کی دی پس ابو بکر اندر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی طرف بیٹھ کر
اتباعا سنتہ اونیہون نے بھی کنوے میں پاؤں لٹکاوتے پھر میں آکر دروازے پر
بیٹھا اور اپنے بھائی کا منتظر تھا کہ اوسکو گھر میں وضو کرے پھر تھوڑا سا بیٹھا اور اپنے چچا
کہتا تھا کہ کاش وہ بھی آوے کہ آج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت خاص ہو کشتی
سے مبشر ہوا اس وصیان میں عمر بن خطاب نے دروازہ کھٹوٹکا میں نے کہا ٹھہر جاؤ میں
عرض کر لوں پس میں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عمر آئے ہیں اور اندر آنے
کی اجازت چاہتے ہیں فرمایا آؤ میں اور اوسکو جنت کی بشارت دے میں نے عمر کے
پاس آکر بشارت جنت کی اوسکو دی پس عمر بھی اندر آئے اور بائیں طرف حضرت کے
اوسے جگہ جا کر اوسے وضع سے پاؤں لٹکا کر بیٹھ پھر میں آکر دروازے پر بیٹھا اس خیال
میں کہ کاش میرا بھائی آجائے بعد تھوڑی دیر کے عثمان بن عفان پونچھے اوسکی
خبر میں نے پونچائی فرمایا آؤ میں اور بشارت دے اوسکو جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو
اوسے سر پر آنے والی ہو میں نے عثمان سے آکر کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت
دیتے ہیں جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو مختارے سر پر آنے والی ہو عثمان اندر آئے
اور دیکھا کہ جس رخ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شجین تشریف رکھتے ہیں جگہ کی
تنگی ہو تو دوسری طرف مقابل اوسے بیٹھے اور صحیح بخاری میں وارد ہو کہ اوسکو سخی
سرور اقبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو دست مبارک میں تھی اور بعد آپ کے رحلت فرمانے
کے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں میں رہی اور بعد اوں دونوں صاحبوں
کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کنوے پر بیٹھے اگلوٹھی انگلی سے نکال کر حسب عادت اوسکو ہاتھ میں پھر رہے تھے کہ فوہ
اگلوٹھی شریف کنوے میں گر گئی میں دڑا دسکو وھنڈوایا اور کنوے کا پانی کھینچا کیے
بلکن ہاتھ نہ لگی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ

سے روایت لائے ہیں کہ انکو بھی شریف محبت کے ماتحت سے کہوے ہیں کہ یہی حاکم
تھے جس پر عثمان رضی اللہ عنہ کے اور دونوں حاکموں کے سموں کو واپس کرنا
ماتحت مائل و تھوڑا کم ہی و اللہ اعلم انکو بھی گریے کا اتفاق بعد حلیہ سرکش ملاحت
متمایہ سے ہوا اسی رستے اور مکی خلافت میں تر ل ل گیا حاتم سلمانی کا ساحل ہوا
کہ اوسکے گم ہونے کے وقت اوسکے ملک میں تحلیل گیا تھا ویسی ہی یہاں بھی ہوا جسے
کہتے ہیں وہ دو سر کو ان تھا حسرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صدقات میں سے اور
وہاں پر اوکا حصہ تھا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال ہی سیر سے اوسکے پاس
حاصل کیا تھا اور مال و رکھی تھا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے چاہتے ہیں
دیوار کو مول لے کر اہمات الموبین رضی اللہ عنہ میں پر قصد کیا تھا اور اوس مال کو
سبھی سیر میں پر مانتے تھے و اللہ اعلم اور سیر میں سر ہیاں تھیں کہ بیٹے اور کر
اویں بنو کر سکتے تھے سہ سات سو جو وہ میں اوس کو سے کی تحدید ہوئی اساد و
حائے کی راہ ہی ہیں ہر اور اوپر جو عمارت سی ہوئی تھی معقہ و ہر کہتے ہیں ایک طائر
تھا کسی روٹی کا طبیعت افسانہ ماقبہ اوسکا ایک ماع تھا اوسے نقد مٹا دینے
آتا محمدی کے اوس کو سے پر جائے آئے کی راہ مذکور وی اور تجارت گرا دی حال کہ
اللہ و ذکر کا مترحم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ حال سیر میں کا بیع علیہ الرحمہ کے زمانے میں
ہو گا اتوا دیر عمارت سی ہو اور اوسکے گرد ایک حاطہ بھی ہو اور یہ بات سہ بارہ او مائی
کی کہتا ہوں تیر عرس بیع محمد الدین میر و راودی کہتے ہیں کہ موس بیع میں جمعہ ہو گا
نہا ہی معنی درخت ٹھلسائے کے اور حصوں نے بیع راہ و ریں تھکر کے بھی صبط
کیا ہو اور کہتے ہیں کہ میں نے بہت سے اہل مدینہ سے سنا ہے کہ نہیں کو منہ موم ٹھٹھے ہیں
لکن صوابت ہی فتح پڑنا ہے اسی اور اب متعارف لوگوں میں یہیم نہیں وہ ایک کتواں
ہو مسجد قبا سے سال کجاس یورسح کو قریب و جی ہل کے اور سوس نام اول مواضع
کا ہے جو اس کو سے کے گرد ہیں اور یہ بہت برا کتواں ہے وہ درودہ سے زیادہ اور کثیر الما
ہو اور یابی اسکا کچھ سری مائل ہے اور او میں سیر ہیاں بھی ہیں کہ آدمی اندر رتہ سکا ہے

اور سند آئندہ سو بیاسی میں ہو سکی تجدید ہوئی ہو اور یہ بات ثابت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اوس کنوے کے پانی سے وضو کیا ہو اور تہیہ وضو اوس میں وصال دیا ہو اور اچان
 قات سے نقل کرے ہیں کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیرغرس سے پانی منگوایا کرتے
 تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا ہو کہ اوس بیر کا
 پانی پیٹتے تھے اور اوس سے منہ دیکھتے تھے اور ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع سے روایت کرتے
 ہیں کہ کہا اوشون نے کہ ایک و زان سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آج رات کو
 کہ میں نے بہشت کے کنوؤں میں سے ایک کنوے پر صبح کی ہر یعنی صبح کو ایک کنوے پر
 پونہچا ہوں کہ وہ کنوؤں بہشتی کنوؤں میں سے ہو پس صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 بیرغرس پر اور اوس کے پانی سے وضو کیا اور لعاب دہن اپنا اوس میں ڈالا اور تھوڑا سا
 شہد کوئی شخص آپ کے واسطے ہدیہ لایا تھا اوس کو بھی آپ نے اوس میں وصال دیا
 اور ابن ماجہ بسندہ جید روایت لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت
 کی تھی کہ مجھ کو بعد رحلت کے سات قرآن پانی میرے کنوے سے کہ بیرغرس ہو منگو کر
 غسل دینا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت حیات میں بھی اوس کنوے کا پانی نور
 فرمایا کرتے تھے اور بھی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی
 اللہ عنہ کو کہ فرمایا تھا کہ جب میں اس عالم سے سفر کروں تو سات قرنی بیرغرس
 کہ جب کا بند دیاں کسی نے نہ کھولا ہو منگو کر مجھے غسل دینا اور امام محمد باقر رضی اللہ
 عنہ و عن ابابہ الکرام سے بھی منقول ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات کے
 بیرغرس کے پانی سے غسل دیا گیا اور آپ حیات میں بھی اوس کا پانی پیا کرتے تھے
 صلی اللہ علیہ وسلم علی اکہ واصحابہ وازواجہ وسلم آور بیر رومہ بضم رای مملہ و سکون واو
 اور بعضے واو کی جگہ ہمزہ پڑھتے ہیں ایک اگنوان ہر مسجد قبلتین سے شمال کی طرف
 واوی عقیق میں پانی اوسکا نہایت لطیف اور نہایت شیرین ہو کہ تعریف میں نہیں آتا
 حدیث شریف میں آیا ہو کہ لَعْنُ الْفَلِکِیْبِ وَ الْقَلْبِیْ وَ الْمَرْفِیْ وَ ہِی رومہ ہو جسکا
 کنوان تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس سے خرید کر کے تصدق کر دیا تھا

۴
 بیست و چھ
 کنوان
 کنوان

نفل پر کہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے حدیث ہوئی تھی تو اوحا اوس
کو لے کا ہوا وٹ کے غوص میں لے کر تسبیح کر دیا بعد اوس کے جو دم حلائل کی جس
سے جو کو لے والے کو ایسے جسے کا یا بی کھتا تھا اگل ہو گیا اوس سے دو سرا آدھا بھی لڈر
قلیل بچ چلا اور اس تیلہ وایت رہی سے لاتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم
نے فرمایا میں کشتاری کوفہ کی کشتی کو آغری لکھنے میں تھا میں عاص رضی اللہ عنہ
عہ نے اوسکو ایت مال سے خرید کی تسبیح کر دیا اور دعویٰ تیرا علی سے نقل کرتے ہیں
کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ میں کثرت آئے اور بیٹھایا بی اس شہر میں بہت کم تھا
یہاں تک کہ ایک شخص تنہا ہی غبار سے اوسکا ایک کواں سجا حتمہ دارا و ساویر وہ
کہتے تھے وہ ایک قریہ یا بی ایک کد کو چیتا تھا ایک در سرور اندا علی رضی اللہ عنہ وسلم
نے اوس شخص سے فرمایا کہ تو اس کو لے کو غوص اوس جیسے کے جو کھ کو حست میں
لے ہمارے ماسخہ چ ڈال اوسے غوص کیا کہ یا رسول اللہ میرے اور میرے خیال
کے واسطے اس کے سوا کوئی اور روح حست نہیں جو سماں بھی اللہ عنہ نے جو میری
نوبت میں ہر اور وہم کو اوس سے خرید کر کے مسلمانویر و ف کر دیا اس سے نقل
کرتے ہیں کہ یہ کواں ایک یہودی کا تھا کہ اوسکا یا بی مسلمانوں کے ہاتھ چکا کرتا
حضرت رسالہ پیام علی رضی اللہ عنہ وسلم نے لوگوں کو اوس کے مول لینے کی ترغیب مانی
اور اوس کے مول لینے والے کو حست کی تشارت دی پس امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ
آدھا اوسکا مارہ ہر اور وہم کو مول لے لیا حب یہودی کو ایسے جسے کے تصرف میں
تواو سے وہ آدھا بھی آٹھ ہزار وہم کو بیچ ڈالا اور سائی اور تردی روایت کرتے
ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایام محاصرہ میں عسکروں سے دیا یا
کہ تمکو میں خدا اور وہ اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم عاصتے ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور مدینہ میں سوا میر و وہم کے اور
مانی بیٹھا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میر و وہم کو مول لے لے
اوسکو اللہ تعالیٰ مثل اس کے مست میں عنایت کرے گا میں نے اوسکو مول لے لیا

مجلس ۱۰۰۰

اور نبی اور فقیر اور مسافر اور مسکین کو وقف کر دیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص عیش عشرہ کی تکمیل کرے اس کے واسطے جنت واجب ہو جائے میں نے اس کی تکمیل کی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سنکر اونہندون نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں اور اسی طرح کی روایت صحیح میں بھی آئی ہے اور اس کنوے کا وجود جاہلیت سے وقت سے ہی منہدم ہو گیا تھا ساڑھے سات سو سن کے حدود میں اس کی تجدید ہوئی اور یہ جو بعضی روایات میں آیا ہے کہ من محض بدو مؤمنۃ قلۃ ابجۃ اُس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت میں بھی اس کنوے میں خضر و اصلاح کی حاجت تھی واللہ اعلم اور بیرضاعہ بضم با می موصدہ ہنابر شہرت اور بعضی حکایت کسری کی بھی کرتے ہیں اور ضاد عجہ اور بعض اہل علم کہتے ہیں اور آخر میں اس کے عین مہملہ ایک کنواں ہر باب شامی مدینہ منورہ کے نزدیک اس دروازے سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جاسے تو وہاں پہنچے کو پڑنا ہی خبر میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیرضاعہ شہریت لائے اور ایک ڈول پانی مانگا کر اس سے وضو کیا اور باقی پانی مع اپنا لعاب وہیں اس کنوے میں ڈال دیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شہریت میں جو شخص بیمار ہوتا اسکو بیرضاعہ کے پانی سے غسل دیتے اس پانی کی برکت سے اللہ تعالیٰ شفای عاجل عنایت کرتا اور حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص بیمار ہوتا تھا اسکو ہم تین روز بیرضاعہ کے پانی سے غسل دیتے تھے وہ صحت پا جاتا تھا اور ابو داؤد اور ترمذی اور احمد وغیرہم ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ ایک روز لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیرضاعہ کا پانی آپ کے واسطے آنا ہے اور حال یہ کہ اس کنوے میں کتوں کا گوشت اور جنس کے لٹے اور اور نجاسات بھی پڑتی ہیں آپ سے فرمایا کہ پانی پاک ہے اسکو کوئی ہچھڑا ناپاک نہیں کرتی اور سنائی بھی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں میں حاضر ہوا میں نے

۲
بیرضاعہ
بیرضاعہ
بیرضاعہ
بیرضاعہ
بیرضاعہ

اور میں نے لاکر حاضر کی اور آپ کے ساتھ ساتھ میرے بھائی پر گیا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اپنا دھویا اور سر مبارک کا دھوون میرے بھائی میں ڈال دیا اور اس میرے بھائی میں بیٹھیاں ہیں اور پانی اسکا بہت قریب ہے اور میرا اس لفظ کو بہت طرح سے لوگوں نے پڑھا ہے چنانچہ شرح حدیث نے اسکی تحقیق کی ہے سب سے مشہور تر امی موقوف و حامی مقصود کے ساتھ ہے اور حاتم ایک مرد کا ہے یا ایک عورت کا کہ یہ کنواں اسکی طرف منسوب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حاتم ایک مکان کا نام ہے جس میں یہ کنواں واقع ہے اور یہ کنواں مسجد شریف نبوی سے شمال کی طرف واقع ہے کی ویاور سے بہت قریب یہاں تک کہ اگر قلعے کی دیوار خالی نہ ہو تو مسجد شریف سے اس کو گھونے جانا بہت نزدیک پڑے کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات پانی شریف لاتے تھے اور اس کے درختوں کے سائے میں جلوہ فرما ہوتے تھے اور اسکا پانی نوش فرماتے تھے اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ابو طلحہ انصاری کے پاس اموال کثیرہ تھے نخل سے اور سارے اموال میں سے محبوب تر اور معزز تر اس کے نزدیک ہے چاہتا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس میں شریف لایا کر سٹے تھے اور اسکا پانی نوش فرمایا کرتے تھے اور ابو طلحہ نے اسکو اپنے ذوی الارحام پر تصدق کر دیا تھا ابی اور حسان اس کے ذوی الارحام میں سے تھے حسان نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور اس سے لوگوں نے کہا کہ تم نے صدقہ ابو طلحہ کو کیوں بیچا اور انھوں نے کہا کہ میں کیوں نہ بیچوں کہ وہ ایک صلح تم کو بعض ایک صلح و راہم کے خریدنا کر حضرت معاویہ نے وہاں پر اپنا ایک قصر بنایا جس جگہ پہلے بنی جزیلہ کا قصر بنا ہوا تھا اور ابو جعفر منصور نے بھی وہاں ایک قصر بنوایا تھا اب یہ کنواں ایک چھوٹے سے باغ میں واقع ہے اس میں ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے اور اس کا پانی شیرین ہے اور وہاں کی نہایت فرحت انگیز ہے اور میر عمر بن کبیر عین حملہ و سکون معاویہ مدینہ میں ہے مسجد قبا سے پورب کی طرف ایک شریف کے بستان کبیر میں اس میں نہایت اور استجار بہت ہیں وہ جگہ نہایت نظافت و لطافت رکھتی ہے سرور انبیا صلی اللہ علیہ

اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت پر نہ بھیجتا تھا ایک وزیر آپ کے حضور میں حاضر ہوا
 آپ نے پوچھا تم کہاں گئے تھے میں نے عرض کیا کہ شکار کھیلنے گیا تھا فرمایا اگر پہلے ہو
 جانتے تو تمنا سے ساتھ واوی عقیق تک ہم بھی چلتے اور اصل میلان واوی عقیق کا
 بیش بہا و کتبہ کی طرف سے ہوا کے اور اوسکے درمیان میں ایک ن کی راہ کی ہست
 ہو بلکہ مراد کی اور وہاں سے ذوالخلفہ کی طرف ہو کر بیرومہ کے غرب کی طرف پہونیک
 درخت منور وہاں پونچھا ہو اور کثرت سیلان اس واوی اور سوا اس واوی میں چھ حکایت
 نقل کیے ہیں وہ عجیب و غریب ہیں واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام وکانت
 باب کیا رہوا ان ذکر بعض مقامات متبرکہ میں جسکے اور عین کے راہ میں باثور
 مشہور ہیں علمای سیر و تواریخ نے مساجد و مشاہد نبویہ کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے غزوات و اسفار میں مشہور و ماثور ہیں جمع کیا لیکن اب ادون میں سے اکثر بھول
 و بہم ہو گئی ہیں اون میں سے بعض کا کچھ بتا اور نشان ملتا ہو کہ لوگ اونکی زیارت سے
 مشرف ہوتے ہیں اور جو کچھ ان اوراق میں ثبت ہوتا ہو وہ ذکر ہو ادون بعض مساجد
 جو کے دینے کی راہ میں واقع ہیں ایک مسجد ذوی الخلفہ ہو کہ بعضے مناسک واسلے
 اوسکو مسجد الشجرہ بھی کہتے ہیں اور حدیث صحیح میں آیا ہو کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ
 وسلم دونوں مرتبہ کے جانے کے وقت ایک مرتبہ عمر کے کو دوسرے مرتبہ حج کو ذوی الخلفہ
 میں ایک درخت سم کے سایہ میں بیٹھے ہیں اور وہاں نماز بھی پڑھی ہو اور شب بارسا
 ہوئے ہیں اور اوس جگہ سے احرام باندھا ہو اب یقینات و محل احرام دینے والوں کا بھی
 ذوی الخلفہ ہو اور اوس جگہ ایک بڑی مسجد تھی کہ طول زمان کی ہمت ہو کر گئی اس کو مسجد
 میں اسکی تجدید ہوئی اور اس مسجد میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خازین چ و اسے ستون
 کی طرف تھی اور وہ درخت سمرہ بھی اوسی جگہ پر تھا مطری کہتے ہیں کہ اس بڑی مسجد
 سے قبلہ کی طرف ایک چھوٹی مسجد اور ہو ایک قبر کے فاصلے سے شاید حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اوس میں نماز پڑھی ہو سمند و جہی کہتے ہیں کہ اس چھوٹی مسجد کو مسجد المصنوعہ کہتے
 ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

«
 منشی
 میں مسافر
 شب میں
 وزارت

اور دیکھتے ہوئے پہلے اس میں شریعہ بنی ہوئی نظر آتی ہے اور موسیٰ بن عمران علی
ہیمنہ وعلیہ السلام شریعت بنی اسرائیل کے ساتھ یہاں آکر اترے تھے اور وہ عیسیٰ قطوانی
ہوئے تھے اور ناقہ اور قاپر سوار تھے اور قیامت قائم نہ ہوگی جتنا کہ عیسیٰ بن مریم
بھی یہ قصد چاہتا تھا کہ اس وادی کی طرف سے نگرین اور ابو عبیدہ مگوری کہتے
ہیں کہ تبر مضر بن نزار کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد سے ہیں اسی وہاں تیر
اور وادی وہاں ایک مسجد ہو پہاڑ کے کنارے پر مدینے سے مکے کے جگہ واسطے
دائیں پڑتی ہو اور کوئی الخوالہ کہتے ہیں سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں ہزار
پڑھی ہو اور وہاں پر ایک جگہ خاص ہو اور کوئی یہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما وہاں اتر کر رہے تھے اور فرماتے تھے: هَذَا مَازِنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ اور وہاں پر ایک درخت ہے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں
اوتارے اور وضو کر کے بقیہ پانی اوس درخت کی جڑ میں ڈالتے اور فرماتے: هَذَا كَذَابٌ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور جب اس مسجد تک پہنچے تو وہ راہ جس سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے تھے بائیں طرف کو
رہتا ہوتا تھا قدیم میں وہ راہ چلتی تھی اور کوئی طریق الانبیاء کہتے ہیں اس واسطے کہ انبیاء صلوات
اللہ علیہم اجمعین جب حج کے واسطے مکہ معظمہ کا قصد کرتے تو اسی راہ سے
تشریف لیجائے گا اتفاق ہوتا اور اوس راہ میں ایک کنواں ہو اور کوئی السقیاء کہتے ہیں ایک
پہاڑ کے کنارے پر واقع ہو جسکا نام ہر شاہی ابلاس زمانے میں دوسری راہ جو اس راہ
کے دائیں طرف ہو وہی جاری ہو اور علیا سیرنے کے اور مدینے کی راہ میں بہت سی
مساجد و شاہانہ بنویہ ذکر کئے ہیں لیکن اب سو ان مساجد کے جو مذکور ہو چکیں کسی اور کے
آثار و علامات باقی نہیں رہے لیکن اباب بصیرت پر جبکہ دیدہ دل نوا رہا بہت و عنایت ہے
منور میں یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ان سب پہاڑوں اور وادیوں میں اثر جمال محمدی اور ظہور
جمال احمدی سے کس قدر نورانیت ظاہر و باہر ہو کہ جسکی انتہا نہیں اور سبب اسکا یہ ہے کہ ان
جگہوں میں کوئی ذرہ ایسا نہیں کہ جس پر نظر مبارک نہ پڑی ہو یا وہ جمال و جلال سے

سے مکہ معظمہ سے ایک مرحلہ اور تین میل کے بعد پر حضرت میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا
کی قبر شریف وہیں ہی اور تزویج و زفاف بھی اودھکا وہیں واقع ہوا تھا اور مسجد حسیہ
تغیہم ایک جگہ کا نام ہو کہ مکہ معظمہ سے لوگ جا کر عمرے کا احرام وہیں سے باندھ آتے ہیں
سمندری کہتے ہیں کہ وہاں پر ایک درخت تھا اور چند کنوئیں اور ایک مسجد تھی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہی اور اب اس زمانے میں وہاں مسجد مشہور مسجد عائشہ رضی اللہ
عنها کہ انھوں نے حجۃ الوداع میں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے عمرے کا
احرام اسی جگہ سے باندھا تھا اور یہ جگہ نہایت مشہور ہو حاجت بیان کی نہیں رکھتی اور مسجد
ذی طویٰ ذی طویٰ ایک کنواں ہی شہر مکہ معظمہ سے باہر کے مککانوں کے پاس حدیث
میں آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف لائے کے وقت وہیں اور
تھے اور وہیں شب باش ہو کر صبح کو مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم کا برکہ معیط سخا نہ وہ مسجد جو اس زمانے میں نبی ہی و اللہ اعلم
باب پارھوان جنتہ البقیع کے بیان فضائل میں اور ان مقابر کے ذکر میں جو بقیع میں
مشہور و معروف ہیں صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت لاتے ہیں
کہ جس بات کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے آخرات کو بقیع
کی طرف تشریف لیجاتے تھے اور بقیع والوں پر سلام کرتے تھے اور انہی منصف
اللہ تعالیٰ سے چاہتے تھے اور فرماتے تھے **اَللّٰهُمَّ عَلَیْکُمْ دَارُ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَنَا کُمْ
مَآثُوعَدُوْنَ وَاَنَا اَنْشَاءُ اللّٰہُ بِکُمْ دَارِ حَقُوْنِ اَللّٰهُمَّ اَعْمِدُوْہِ کَہْلِ بَقِیْعِ الْغُرَقَدِ**
اور دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہو کہ ایک سات کو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم دولٹرا سے برآمد ہوئے میں بھی غیرت کی ہمت سے کہ شاید آپ کسی اور نبیابی
کو کہہ دین تشریف نہ لیجاتے ہوں پیچھے پیچھے ہو لی یہاں تک کہ آپ بقیع میں پہنچے اور
ہمت و یرتاک وہاں گھر سے رہے اور تین مرتبہ دعا کے واسطے دست مبارک اٹھائے
بعد اوسکے وہاں سے نہرعت پھرے میں بھی جلدی بھاگ کر آپ سے پہلے گھر میں پہنچا
لیٹ رہی آپ نے اثر اضطراب ملاحظہ فرما کر مجھ سے پوچھا کہ یا عائشہ خیر ہونی گھر

لعلہ علیہ وسلم
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا
اور ان کے گھر میں
کے نزدیک اور
جگہ تھے اور
انشاء اللہ
میں سے
ایک شخص
بقیع والوں کو

احیاء فرمائی اور کبھی خبر میں آیا ہو کہ حضرت علیؑ علیہ السلام بقیع غرقہ میں تشریف لائے اور تین
 مرتبہ فرمایا السلام علیکم کیا اھل القبور اور کبھی فرمایا آرام سے رہو ای اس جہان سے
 گزرنے والو حیوت کے نعم اون بلاؤن اور رفتون سے جو تمھارے بعد آنے والے ہیں جب
 اسکے اصحاب کو اور رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ لوگ یعنی اس جہان سے
 گذرے ہوئے تم سے بہتر مین صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائی ہیں جیسا
 یہ ایمان لائے ہم بھی ایمان لائے ہیں اور جیسا ان لوگوں نے اللہ کی راہ میں اپنا مال
 صرف کیا ہم بھی اللہ کی راہ میں اپنا مال صرف کرتے ہیں اور جیسا یہ لوگ اس جہان سے
 کوچ کر گئے ہیں ہم بھی اس جہان سے کوچ کر جائیں گے پھر ان لوگوں کو ہر پیرا دینی کیا ہر
 آپ نے فرمایا یہ لوگ اس جہان سے گذر گئے اور اپنے اعمال حسنہ کے اجر سے کچھ دنیا میں متمتع
 نہیں ہوئے اور زمین جانتا ہوں میں کہ تم اسکے بعد کیا کام کرو گے اور کیا فتنہ تمھارے
 اور میان میں اٹھے گا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک وزیر عجب دانا
 علیؑ علیہ السلام مقبرے کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا السلام علیکم کہہ کر اذوقم
 هؤلاء منی وانا منہم انشاء اللہ بیکم کلا حقون اور فرمایا ای کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے
 صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپ کے بھائی نہیں
 ہیں فرمایا تم ہمارے اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہیں جو ہمارے بعد آویں گے
 اور وہ اب تک پیدا نہیں ہوئے میں اون کا قریب ہوں حوض پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
 جو لوگ آپ کی امت سے آپ کے بعد دنیا میں آئیں گے اور آپ نے ان کو نہیں دیکھا آپ
 ان کو کیونکر پہچانیں گے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس مٹکی اور پچھلیاں گھوڑے ہون تو آیا
 وہ شخص اپنے گھوڑوں میں ایک کو دوسرے سے پہچان نہیں سکتا امت میری قیامت
 کے دن مفید منہ اور مفید ہاتھ پاؤں پچھلیاں گھوڑوں کو سی آویں گی اور یہ مفید می
 منہ اور ہاتھ پاؤں کی اون کے آثار و ضو سے ہوگی اور حدیث شریف میں آیا ہو کہ مقبرہ
 بقیع سے ستر ہزار آدمی اٹھ کر بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے منہ اون کے ایسے ہوں گے
 جیسے جو دھوین رات کا چاند اور وہ لوگ وہ ہیں جو دماغ نہیں دیتے تھے اور قال نہیں

ع
 حوض پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
 جو لوگ آپ کی امت سے آپ کے بعد دنیا میں آئیں گے اور آپ نے ان کو نہیں دیکھا آپ ان کو کیونکر پہچانیں گے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس مٹکی اور پچھلیاں گھوڑے ہون تو آیا وہ شخص اپنے گھوڑوں میں ایک کو دوسرے سے پہچان نہیں سکتا امت میری قیامت کے دن مفید منہ اور مفید ہاتھ پاؤں پچھلیاں گھوڑوں کو سی آویں گی اور یہ مفید می منہ اور ہاتھ پاؤں کی اون کے آثار و ضو سے ہوگی اور حدیث شریف میں آیا ہو کہ مقبرہ بقیع سے ستر ہزار آدمی اٹھ کر بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے منہ اون کے ایسے ہوں گے جیسے جو دھوین رات کا چاند اور وہ لوگ وہ ہیں جو دماغ نہیں دیتے تھے اور قال نہیں

اونکا حصر علمائے کیا ہی قاضی عیاض رحمہ اللہ مدارک میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے
 نقل کرتے ہیں کہ مقدار دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مدینہ منورہ میں اس جہا
 فانی سے گزرے اور اسی مقدار کے قریب سادات اہل بیت نبوت سلام اللہ علیہم اور علمائے
 تابعین غیر سادات نے بھی انتقال کیا ہی اور غالب یہ ہے کہ قبور ان حضرات کے بعینہ معلوم
 نہیں مگر بعضوں کے قبور سو بھی یہ کہ جہت معلوم ہوئی ہوگی کہ فلا فی طرف کو دفن ہیں
 اسواسطے کہ عہد سلف میں بنای قبور اور کتابت اسما متعارف نہ تھی اسی جہت سے
 اونکے نشان مٹ گئے اور اس زمانے میں جو بعض قبور اور قباب کی لوگوں نے تعیین
 کی ہیں ظن غالب پر نظر کر کی ہوگی یا بعض روایات وار وہ اس باب میں پائے ہوئے
 والا حقیقت حال وہی ہے جو ہم پہلے کہ چکے اسی طرح کہا ہے سنودی نے واللہ اعلم
 فصل اس مقبرہ معظمہ کے قبور شریفہ میں جو قبر بطریق تعیین یا بطریق جہت کے
 معروف ہیں قبیر اہلیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبور عثمان بن مظعون
 رضی اللہ عنہ ہے اور یہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس مقبرہ معظمہ میں اول
 حق دفن فرمائے ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اونکے انتقال کے اونکی پیشانی
 کا بوسہ لیا اور فرمایا اسکو بقیع میں دفن کرو تاکہ ہمارے واسطے اس باب میں ایک
 سلف ہو اور فرمایا نِعْمَ السَّكَنَاءُ سَكَنَاءُ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ اور اس زمانے میں جہت
 غرقہ بقیع میں بہت تھی اور اسی جہت سے اس موضع شریف کو بقیع الغرقہ کہا کرتے
 ہیں پس اون درختوں کو کاٹ کر زمین نکال کر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن
 کیا اور اونکا دفن دار عقیل سے پورب کی طرف ہے جس جگہ اقبہ حضرت عقیل کا ہے رضی اللہ
 اور حضرت صلی اللہ علیہ نے اوسکا نام روحار رکھا تھا اور یہ جگہ وسط بقیع ہے اور خبر میں آیا
 ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اول وہ شخص ہیں جس نے سارے مہاجرین سے
 پہلے انتقال فرمایا اور جب اونکا انتقال ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور حضرت
 رسالت میں عرض کیا کہ اونکو کس جگہ دفن کریں فرمایا بقیع میں پھر فرمایا کہ بعد بناوین
 اور بعد بنانے لحد کے ایک پتھر زیادہ ہوا آپ نے اوس پتھر کو اداٹھا کر اونکی قبر شریف

۴
 سلفہ ہوا
 عثمان
 بن مظعون
 ج

نامنتی نسب فرمایا اور ایک سے ولایت میں آیا ہو کہ سر حسانے کی طرف رکھا نقل کر ستم میں
 کہ جب مرواں میں انکم والی مدینہ ہو ایک رو راہ سکا کہ رحسرت عثمان میں مطلق یعنی
 عہد کی قمر شریف کی طرف سے ہوا اس سے حکم دیا کہ اس تجھ کو وہاں سے نکال کر ہمارے
 ڈال دیں اور کہا میں میں چاہتا کہ عثمان میں مطلقوں کی قریب ایک ایسی علامت ہو کہ
 جس سے وہ ممتاز و جیس بہتے تو امید سے اس میں اور میرا امت کی اور کہا کہ اسے
 یہ کام بہت بڑا کہ جس تجھ کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دست مبارک سے
 اونٹن کر رکھا ہو اور سکو تو اسے اونٹن ڈالا اس سے کہا کہ اب حکم ہمارا میں بھرتا اور ایک
 روایت میں یہ آیا ہے کہ اس تجھ کو اس سے وہاں سے اونٹن کر حضرت عثمان غنی
 رضی اللہ عنہ کی قمر شریف پر رکھوا دیا اور او دوں وہ روایت حیدر لائے ہیں کہ جس
 حضرت عثمان میں مطلق بھی اللہ عنہ کو دس کر کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا کہ ایک تجھ لاؤ ایک تجھ نہی بڑا بڑا بھاگوئی شخص اسکو اونٹن سکا کہ
 سرور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیتیں شریف کو جو حاکم حیدر کے اس میں حقیر کو اونٹن
 عثمان میں مطلق بھی اللہ عنہ کے سر حسانے رکھ دیا اور فرمایا کہ اس تجھ کو میں ایسے
 بھائی کے سر کی علامت ٹھہرانا ہوں تاکہ جو کوئی میرے اہل بیت سے انتقال کرے
 میں اسکو اسی حکم دس کروں اور قمر شریف حضرت عثمان میں مطلق بھی اللہ عنہ
 کی دولت ساری سلطان میں دس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی کہ اگر کوئی شخص
 او کی قمر شریف پر کھڑا ہو یا تھا تو اسکی نظر سے حجاب و دولت پر پڑتی تھی اعدائے خدا
 ابراہیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا اور او کی عمر شریف جمعہ سے
 کی تھی اور ایک قول پر یادہ اس سے وہ آپ کے حکم سے شیعہ میں عثمان میں مطلق
 یہاں میں دس کے گئے اور فرمایا کہ ابراہیم کے واسطے ایک مرضہ صحت میں ہوگی کہ سلام
 اسکا تمام کری گی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ایسے دست مبارک سے قمر ابراہیم پر بھی ڈالی اور یا لی چھڑکا اور پہلے اس سے
 کسی صر پانی میں چھڑکا یا تھا اور ابراہیم کی صر پر سکر سے بچائے اور جس سے

مرایا تھا کہ اذین اللہ من مآک من اظہ اور اس راسے میں اوسے حکم کے
 قریب ایک قبہ ہو اوسکو قہ سات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں قاتوا فاطمہ
 بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ماں یہ بھی مروایت محمد بن عمر بن علی
 بن ابی طالب قبر سیدنا امیر اہم و سیدنا عثمان بن مظعون کے پاس مدینوں ہیں اور
 اور اس روایت سوا اور روایات بھی اسکے مویڈ آئے ہیں سمود ہی کہتے ہیں کہ اس
 اس راسے میں عوفہ کہ قہ فاطمہ بنت اسد کہ حضرت عثمان بن عثمان ہی اللہ عنہ کی
 قہ سے اوتر کی طرف مشہور ہو صحیح ہیں اگرچہ بعض مورخوں نے بھی موافق
 اسکے ذکر کیا ہے اور سید کہتے ہیں کہ کیونکر روا ہو کہ حضرت سرور امیا صلی اللہ علیہ وسلم
 مایو و ایسی محنت و عبادت کے کہ اوسکے حال پر مدول تھی بقیع سے اسی دور میں
 کیا ہو اور ساتھ اسکے بھی کہ حضرت عثمان بن مظعون کے دس کے وقت و ماہا
 اذین اللہ من مآک من اظہ اور حکم تہ سیدنا عثمان بن عثمان ہی اللہ عنہ
 حقیقت میں اصل تصحیح ہیں ہوا و یہ قہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی
 طرف منسوب ہوا اس سے بھی دور نہیں دس اور کما مانت بعد میں ہو کا اور حضرت
 محمد بن علی اس ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ
 بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت نزدیک ہو بچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ جسے اب کا انتقال ہو جائے تب ہر کو حرو سا جاجیہ ویسا ہی واقع ہوا پس
 آپ نے فرمایا کہ اوس مسجد کی حکم یہ جس حکم کو اب قہ فاطمہ کہتے ہیں قہ خود وہیں
 اور بخد ما دیں جب موافق حکم مالی کو رکھی سے خارج ہوئے تو سرور امیا صلی اللہ
 علیہ وسلم اوس قبر میں اوترے اور بخد میں لٹ گئے اور قرآن پڑھا بعد اوسکے
 پڑے تشریف میں مبارک سے نکال کر فرمایا کہ اوسکے کفن میں اس قبر میں داخل
 کر و بعد اوسکے اوسکی قبر کے پاس نوکیروں سے نما پڑھی اور فرمایا کہ کوئی کھنڈ
 ضلع قبر سے ایسے رہے کہ فاطمہ بنت اسد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عرض کیا
 کہ یا رسول اللہ و لا العائمت یعنی آپ کے صاحبزادہ حضرت فاطمہ بھی اس میں ہیں

مرایا تھا کہ اذین اللہ من مآک من اظہ اور اس راسے میں اوسے حکم کے قریب ایک قبہ ہو اوسکو قہ سات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں قاتوا فاطمہ بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ماں یہ بھی مروایت محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب قبر سیدنا امیر اہم و سیدنا عثمان بن مظعون کے پاس مدینوں ہیں اور اور اس روایت سوا اور روایات بھی اسکے مویڈ آئے ہیں سمود ہی کہتے ہیں کہ اس اس راسے میں عوفہ کہ قہ فاطمہ بنت اسد کہ حضرت عثمان بن عثمان ہی اللہ عنہ کی قہ سے اوتر کی طرف مشہور ہو صحیح ہیں اگرچہ بعض مورخوں نے بھی موافق اسکے ذکر کیا ہے اور سید کہتے ہیں کہ کیونکر روا ہو کہ حضرت سرور امیا صلی اللہ علیہ وسلم مایو و ایسی محنت و عبادت کے کہ اوسکے حال پر مدول تھی بقیع سے اسی دور میں کیا ہو اور ساتھ اسکے بھی کہ حضرت عثمان بن مظعون کے دس کے وقت و ماہا اذین اللہ من مآک من اظہ اور حکم تہ سیدنا عثمان بن عثمان ہی اللہ عنہ حقیقت میں اصل تصحیح ہیں ہوا و یہ قہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہوا اس سے بھی دور نہیں دس اور کما مانت بعد میں ہو کا اور حضرت محمد بن علی اس ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت نزدیک ہو بچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے اب کا انتقال ہو جائے تب ہر کو حرو سا جاجیہ ویسا ہی واقع ہوا پس آپ نے فرمایا کہ اوس مسجد کی حکم یہ جس حکم کو اب قہ فاطمہ کہتے ہیں قہ خود وہیں اور بخد ما دیں جب موافق حکم مالی کو رکھی سے خارج ہوئے تو سرور امیا صلی اللہ علیہ وسلم اوس قبر میں اوترے اور بخد میں لٹ گئے اور قرآن پڑھا بعد اوسکے پڑے تشریف میں مبارک سے نکال کر فرمایا کہ اوسکے کفن میں اس قبر میں داخل کر و بعد اوسکے اوسکی قبر کے پاس نوکیروں سے نما پڑھی اور فرمایا کہ کوئی کھنڈ ضلع قبر سے ایسے رہے کہ فاطمہ بنت اسد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ و لا العائمت یعنی آپ کے صاحبزادہ حضرت فاطمہ بھی اس میں ہیں

باوجود کسبات کے کہ صغیر سن میں انتقال فرما گئے تھے فرمایا **وَلَا تَسْأَلُوهُمْ عَنْ شَيْءٍ**
 کا حال نہ کیا پوچھتے ہو اور اہم جو قاسم سے بھی چھوٹے سن میں اس جہان سے گئے
 ہیں وہ بھی امین نہیں رہے اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت آئی
 کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم ایک جماعت صحابہ میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص خبر
 لایا کہ علی اور جعفر اور عقیل کی والدہ نے انتقال کیا فرمایا اوٹھو اپنے ماں کی طرف
 چلیں پس آپ کھڑے ہو گئے اور اصحاب کرام بھی کھڑے ہو گئے اور کمال خشوع و خضوع
 سے بصدقت گائے **عَلَيْهِمُ السَّلَامُ** آپ کی ملازمت میں روانہ ہوئے جب آپ
 اونکے دروازے پر پہنچے تو پیراہن شریف اپنے بدن مبارک سے اتار کر عنایت
 فرمایا کہ بعد غسل دینے کے یہ پیراہن اونکے کفن میں لگا دو پھر جب انکا جنازہ باہر نکلا
 آپ نے اونکے جنازے کا پایہ اپنے دوش مبارک پر لے لیا اور ساری راہ میں
 کبھی اگلا پایہ جنازے کا اور کبھی پچھلا پایہ لیتے چلے گئے جب قبر پر پہنچے تو آپ انکی
 قبر میں اتر کر حد میں لیٹ گئے پھر باہر برآمد ہو کر فرمایا کہ اوتا رو انکو قبر میں **بِسْمِ اللّٰهِ**
وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ اللہ پھر بعد اونکے دفن کے انکی قبر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا
 کہ **جَزَاكَ اللّٰهُ مِنْ اُمَّ وَكِيبَةَ خَيْرًا فَنِعْمَ الْاُمَّ وَنِعْمَ الْوَكِيْبَةُ** صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
 اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ سے دو چیزیں فاطمہ بنت اسد کے باب میں
 ایسی دیکھیں کہ کسی کے باب میں دیکھیں ایک تو یہ کہ آپ نے اپنی قمیص مبارک سے انکو
 کفن دیا دوسری یہ انکی قبر میں اتر کر لیٹ گئے فرمایا اپنی قمیص سے اونکے کفن دینے
 سے غرض تھی کہ ہرگز آتش و زنج اونکے بدن کو ماس نہ کرے اور مقصود انکی قبر میں
 لیٹنے سے یہ تھا کہ حق تعالیٰ انکی قبر کو وسیع کر دے اور حضرت عبد اللہ بن عباس
 رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد
 ابو طالب کے میرے ساتھ سوا فاطمہ بنت اسد کے کوئی دل سے نیکی کرنے والا نہ تھا
 میں نے انکو پیراہن اپنا پہنایا تاکہ حلبہ بای ہشت اوکے نصیب ہوں اور انکی قبر میں
 لیٹا تاکہ وہ بلا ہی قبر سے خلاصی پاویں اور روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ میں

اس حدیث میں اس بات پر تاکید ہے کہ ان صحابہ کرام سے جو آپ کے ساتھ تھے ان سے روایت کرنا چاہیے۔

فرمایا کہ بعد انتقال عبدالرحمن بن عوف اونکا جنازہ میرے گھر کے آگے لاکر رکھیے جو لوگوں نے
 ویسا ہی کیا آپ نے اونکے جنازے کی نماز پڑھی سنتے ہیں حجرہ مبارک میں ایک کی جگہ خالی
 ہو اور بعضی روایات میں آیا ہو کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اوس جگہ
 دفن ہوں گے اسی واسطے حکمت الہی متقاضی اس بات کی ہوئی کہ اوس جگہ کوئی دفن نہ ہو سکا
 چنانکہ تبعہ بن ابہار پر ظاہر ہو قابر سعد ابن ابی وقاص ابن شیبہ بن دہقان سے روایت
 لاتے ہیں کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلایا اور اپنے ساتھ مجھ کو بقیع میں
 لے گئے اور چند مخین بھی اپنے ساتھ لے لیں جب گوشہ شامیہ شرقیہ (عقیل میں جہان عثمان
 بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر ہو پونچھ مجھے ایک قبر کھودنے کا حکم دیا میں حکم بجالایا بعد اوس
 وہ مخین جو ساتھ لے گئے تھے اوسھوں نے اوس جگہ کاڑ دین اور فرمایا کہ بعد تیرے مرنے
 کے یہ جگہ اصحاب کرام کو دکھا دینا کہ مجھے یہیں دفن کریں ابن دہقان کہتے ہیں کہ میں نے
 بعد رحلت فرمائے حضرت سعد بن وقاص کے اونکے صاحبزادے کو اوس جگہ کے نشا
 دتے ہیں وہ وہیں دفن کیے گئے رضی اللہ عنہ قابر عبداللہ بن مسعود ابن سعد اپنے
 طبقات میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی
 کہ اونکو بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے پاس دفن کرے اور دوسری
 روایت بھی آئی ہو کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں بن عباسؓ میں
 انتقال فرمایا اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئے اور بعض اخبار میں آیا ہو کہ اونکا انتقال کونے
 یکن اس جہت میں والدہ اعلم قبر ابن خذافۃ السہمی یہ مہاجر بن اولین سے ہیں اور
 اصحاب ہجرت میں سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے
 شوہر تھے اُحد کی لڑائی کے دن ایک زخم اونکے کاری لگا کہ سبب اوسکے سن تین
 میں شوال کے مہینے میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور رحلت فرماتا حضرت عثمان بن مظعونؓ
 رضی اللہ عنہ کا بھی سن مذکور ہی میں ہوا لیکن شعبان کے مہینے میں قابر سعد بن ابی وقاصؓ
 انھوں نے ہجرت کے پہلے سن میں مسجد نبوی کے بن لے کے وقت رحلت کی تھی قبر
 انکی روحا میں ہو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے نزدیک ہیں چنانکہ

کہ سیدہ ابراہیم کی بیارت کے وقت اس سب صحابہ مذکورین پر سلام کر دیں اور سیدہ ابراہیم
 کے قہر شریف میں دواریاں سب حضرات مذکورین کے اسماء بترتیب بھی لکھتے ہوئے ہیں
 لیکن یہ دو قسم ہیں حوالہ دونوں قول کے اندر عادت مولیٰ میں کچھ اس میں کسی حد تک
 سمجھائی ہے کہا ہے واندہ اعلم فان حضرت فاطمہ ودفتر اہلبیت جلتلہ اللہ علیہم اجمعین
 علیکم وسلم تھا یا یہ کہ حضرت صاحب سیدہ صبیحہ واندہ عہما کی تشریف کی ملک کی قصر
 میں احار حصار و اقوال منوعہ آئے ہیں حبیب کہ حلیہ کمال اب کا آب کی حیات میں حرم
 اسباب سے چھپا تھا و یا ہوا حال حصہ ان کا عدا سے چھپا ہوا و یقین یہ ہر لکھی و بیست کا لیں اس کا حال
 انہوں کی خبر کسی میر منتر کو جس وی گئی اور آب کی مار حصارہ میں سوا حصار علی نصیب کر دیا
 و ہوا و رجہ آدمی اہل بیت کے کوئی تشریف نہ تھا اور اب ہی کو دوس ہوئے سلام
 علیہما سے اس طرف گئے ہیں کہ مریطرا و کی بقیع میں ہو اس جگہ جہاں سار سے اہل بیت
 نوشت آرام کر رہے ہیں اور سے کہے ہیں کہ اراکو او جس کے گھر میں دفن کیا ہے جو گھر کہ
 مسجد ہوئی اس راجل کر دیا گیا ہو اور بھی احوال آئے ہیں کہ ان میں سے بعض کی خبر
 جو صحت سے قریب ہیں آخر کلام میں اشارہ کیا جائے گا اور محمودی نے اسی تاریخ
 میں احار اور ذایات طرف میں کے ذکر کئے ہیں اور ترجیح و تصنیف بعض احوال کی کیا کر
 اور شاید کہ قوم کے نزدیک مختار قول اول ہو واندہ اعلم اور ہم تہموری سی روایتیں
 میں نقل کرتے ہیں قطع نظر راج اور مرحوج سے محمد بن علی بن عمر سے روایت لاسے
 ہیں کہ وہ واندہ تھے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوتہ تہمایہ
 وار عقیل ہیں جو خارج ہی بقیع میں اور دوسری روایت آئی ہے کہ لالت کرتی ہے
 اسات پر کہ آب کی تشریف اسی جگہ کے قریب ہی جہاں تاک کہ تحقیق اسات کی بھی
 آئی ہے کہ وار عقیل سے گئی کر کے فاطمہ سے جو بعض روایات میں تہمیں کر تشریف
 مذکور ہیں اور بعض میں تہمیں کر اور امثال اسکے اور وہ جو قصہ میں امام المسلمین جس
 بن شلی بن ابی طالب میں نقل کرتے ہیں کہ آب سے بیعت و رالی تھی کہ ابولہبیری
 لالت کہ میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹا میں دفن ہوئے دس تو بقیع میں حرا

ان کے پاس مجھے دفن کرنا دلالتا یہ بات پر تیار ہو کر قبر شریف حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی
 پیشین بین تیرہاں قبر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام کی ہو اور حضرت امام جعفر صادق رضی
 اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو انھیں کے حجرے میں جس کو عمر بن
 عبد العزیز نے مسجد بن دین داخل کر دیا دفن کیا ہو جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حجرے
 شریفہ میں دفن کیا ہو اور دفن کرنا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا رات کو واقع ہوا کہ اکثر آدمیوں کو
 اور بہت اطلاع ہوئی اور یہی نقل کرے ہیں کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے رحلت کے
 وقت فرمایا تھا کہ میں اپنے جلالہ جسم سے شرم رکھتی ہوں کہ مجھے مردوں کے سامنے لیجاؤں
 اور اس زمانے میں عادت یہی تھی کہ عورتوں کی لاش کو بھی مردوں کی لاش کے طور پر
 باہر نکالا کرتے تھے اسما بنت عمیس نے اور ایک روایت میں ہو کہ حضرت ام سلمہ نے کہا کہ مجھے
 دیکھا ہو کہ مش کے لوگ ایک طور کی نقشبناٹے ہیں جس سے خوب ستر ہوتا ہو ویسی ہی تم
 تمہارے واسطے بھی تیار کر دیں گے اور دوسری خبر میں آیا ہو کہ حضرت جناب سیدہ نے
 وصیت کی تھی کہ میرے غسل اور تجہیز کے بھی اسما بنت عمیس اور علی رضی اللہ عنہ متکفل
 ہوں اور دوسرے شخص کو اس میں دخل نہ ہو یہ روایت رو کرتی ہو اس بات کو جو لوگ کہتے ہیں
 کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے وفات کی خبر نہیں ہوئی
 اور اسی جہت سے وہ نماز جنازہ میں حاضر نہیں ہوئے اس واسطے کہ اسما بنت عمیس اس کے
 میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تحت میں تھیں اور یہ بات نہایت بعید ہو کہ زوجہ
 ان کی حاضر ہو اور غسل دے اور ان کو خبر ہو اور بعض کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہو کہ حضرت ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر ہو چکی ہو اور انھوں نے اسے کا قصد بھی کیا ہو مگر چونکہ حضرت
 علی رضی اللہ عنہ کو اخفا منظور تھا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ جانا ہو کہ
 برخلاف قصد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کام کر دین اور شاید کہ ان کے وہاں کچھ
 منکھت ہو اور شیخ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 کو اطلاع ہوئی ہو اور انھوں نے گمان کیا ہو کہ شاید علی رضی اللہ عنہ وجہ نماز جنازہ اور
 دفن واسطے بلا لیں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وجہ نے یہ گمان کیا ہو کہ حضرت صدیق

پھر طلب کے آویں گے ولنتہ اعلم اور جس سے صبح تیر والالت میں اسات پر کہ حضرت ابراہیم
 صدیق رضی اللہ عنہ کو وفات حضرت سیدہ کا علم نہ پایا یہ کہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت
 سیدہ رضی اللہ عنہا اپنے ایسی لاس ہمار کہ کے ماہر نکالنے کو مکر وہ رکھا تو اسما بنت مریم
 ساحون عمر اس سے موافق رہم اہل جنس کے ایک گہوارہ تیار کر کے حضرت سیدہ کی نظر سے
 کہ را حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا او کو ملاحظہ و مار گزشت خوش ہوئیں اور غم سے فرمایا اور
 اس شے پہلے بعد رحلت حضرت سیدہ الاسق اچان صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے آپ کو غم
 وایت نہیں دیکھا تھا اور جو حال یہ یا تھا اور اسما بنت مریم کو یہ وصیت فرمائی کہ دو اور حضرت
 مرقصوی مجھے غسل دیں اور دو ستر تحس کوئی آئے نہ ماوے پھر جب وفات پایا تو حضرت
 عائشہ سے در وارسے یہ ستر لب لاکر اندر آ یا حایا اسما بنت مریم نے موافق وصیت حضرت سیدہ
 کے اندر کے سے مع کیا حضرت عائشہ سے ایسے پد رر رگوار سے جا کر نکالت کی کہ اس خیمہ کو
 کیا ہوا کہ میرے اور بہت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں حاصل ہوئی ہو اور
 مجھے اندر آئے ہیں دشمنی اور او کے حارس کے واسطے ایک جیر مثل ہونے عروس ایسی
 عقل سے تراش کر مائی ہو حضرت او کو کہ صدیق رضی اللہ عنہ یہ سکر حضرت سیدہ کے در وارسے
 اگر کہ میرے ہونے اور فرمایا اسما تو کیوں جیر کے لی کی کو یہ جیر کی مٹی کے پاس آئے
 سے مع کرنی ہو اور تو نے کیا جیر مثل ہونے عروس او کے واسطے مائی ہو اسما بنت مریم
 رضی اللہ عنہا سے جواب دیا کہ حضرت سیدہ مجھے وصیت کر گئی ہیں کہ میں سیکو او کے پاس
 آئے مد رں اور یہ جو میں نے پایا ہو او کی حالت حیات میں پایا تھا اور او کو صوں پہلے
 ا سکو ملاحظہ کیا ہو حضرت او کو رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر یہی بات ہو تو کہتی ہو
 تو میں تجھے وصیت و مانگتی ہیں ویسا ہی کر یہ ایت جیسے اسات پر ولالت کرتی ہو کہ حضرت
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت حباب سیدہ کی وفات و اسے کا علم تھا اسی طرح
 ولالت کر لی ہو اسما بنت مریم کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا ایسے حجر شریفہ میں میں
 ہوں اور نہ حاجت گہوارہ سامنے کی کیوں بیڑی اور فقیر روایات عربہ میں آیا کہ ایک
 روز حضرت حباب سیدہ عائشہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا صبح کو ہاتھ نہ تو تن حرم او نہیں دے

لوندی سے فرمایا کہ غسل کے واسطے پانی تیار کر پس پانی نہایت مبالغہ و احتیاط سے غسل فرمایا
 اور نہایت پاکیزہ کپڑے پہنے اور فرش بچھا کر قبلہ رخ لیٹ گئیں اور اپنا دست مبارک رخسارہ
 مبارک کے نیچے رکھ دیا اور فرمایا اب میرا انتقال ہوتا ہے اور میں غسل کر چکی ہوں اور پاک کپڑے
 پہنے ہوں کوئی میرا بعد انتقال کے بدن شریف نہ کھوئے اور غسل مینے کو کپڑے نہ آٹا کرے
 اور اسی جگہ جہان لہی ہوں و فن کر دین جب حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ و ولستہ امین
 تشریف فرما ہوئے تو لوگوں نے صورت حال عرض کی آپ نے جا کر دیکھا تو روح مبارک
 اعلیٰ علیین کو پہنچ گئی تھی فرمایا واللہ کہ کوئی شخص آگاہ نہ کھوئے اور اوی غیبی سابق پر ابھی
 جامعہ شریف کے ساتھ جو پہنے ہوئے تھیں و فن کر دیا یہ روایت مختصہ لکھتی ہے حدیث
 بنت عیس سے اور حدیث اسما کو امام احمد بن حنبل وغیرہ بڑے بڑے علمای حدیث نے
 نقل کی ہے اور حجت لائے ہیں اور بھی اس خبر کے روات میں اختلاف ہے اور ابن جوزی
 اپنے موضوعات میں اسکو لائے ہیں واللہ اعلم اور مسعودی مروج ذہب میں نقل کرتے ہیں
 کہ امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سلام اللہ علیہم کے قبور
 شریفہ کی جگہ پر ایک پتھر یا گیا اوپر لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اَحْمَدُ لِلّٰہِ مُبْدَاً
 الْاَوَّلُ وَخَلْقُ الْاَوَّلِ هَلَّا قَبْرُ فَاطِمَةَ بِنْتِ كُسْوَلٍ لِلّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سَيِّدَہٗ نَسَا
 الْعَالَمِیْنَ وَقَبْرُ حَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ
 عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اور یہ پتھر ظاہر ہوا تھا حسن بن سونیتس میں چنانکہ اس کلام کے فحوائس
 جو ذکر کیا ہو ظاہر ہوتا ہے اور دوسرا قول آیا ہے کہ قبر حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی
 اوس مسجد میں ہے جو بقیع میں حضرت سیدہ کی طرف منسوب ہے قبۃ عباس سے قبلہ کی طرف
 مائل مشرق اور امام غزالی نے بیان زیارت بقیع میں اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور اوس میں
 نماز پڑھنے کی وصیت کی ہے اور بعض دوسروں نے اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے
 کہ وہ بیت الحزن کہ مشہور ہے اس واسطے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے غم میں آدمیوں میں رہنے سے متفر ہو کر وہیں اقامت فرمائی تھی اور بھی
 کہتے ہیں کہ یہ جگہ وہ گھر ہے جو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے بقیع میں لیا تھا واللہ اعلم

۱۷۵
 کما در تذکرہ ائمہ کرام
 والاسلام
 وایمان کا یہ جگہ
 جامعہ شریفہ میں
 سیدہ سنا اللہ علیہا
 اور حضرت حسن علیہ
 علی بن عباس
 بن علی اور زہرا
 علیہا السلام

محکم طری و ماریعت سے میں نقل کرے اس کہ حردی مجھے ایک دفعہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محکمہ میں لے گیا
 سی کہنا تھا کہ جس شیخ ابو العباس مری تعلیم شیخ ابو اسحاق بن عمار بن ابی اسحاق
 کو اسے توفیق عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو جائے اور حضرت سیدہ انسہاؓ
 الرہبرہ رضی اللہ عنہا یہ سلام پڑھتے اور فرماتے کہ کشف سے ایسا معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ
 سیدہ ام کلثومؓ شیخ ابو العباس مری تھے کہ کشف میں لے کر ان کے درمیان ایک امر اعلیٰ لیا گیا اور
 کہ محکمہ حضرت شیخ کی حدیث میں تھا کہ ایسا کہ میں نے وہ حردی عبد اللہ بن قیسؓ سے سنا ہے کہ امام حسنؓ
 میں نقل کی ہو چکی تو اعتقاد میرا وہاں سے کہ کشف سے شیخ سے حضرت علیؓ کی حدیث اور راوی
 موکیا تید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ہمارے حج اذوال ہو اگر حیراوستے ہیںے نصیب ہوا ہی ہے
 سے اس قول کو کہ کشف میں دوسری ہوں ہیں اظہر الاوال کہا ہے اسد السلام توفیق و کشف
وَقَدْ رَأَى نَوْمَ الْمَلَائِكَةِ مِنْ مَكَّةَ ثُمَّ كَانَ سَيِّدُ الْإِسْلَامِ عَسَى كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ وَأَوَّلُهَا
فَأَمَّا قَامَ الْمُسْلِمِينَ حَسَنٌ بْنُ عَلِيٍّ أُمِّيًّا بَصَلَةَ سَلَامَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمَا رَأَيْتُ بَارِئًا كَرَّمَ
 جب وقت رعلت امام حسن علیہ السلام کا روک بوجہ تو آپ سے ایک شخص کو حضرت
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور میں بھیجا کہ اگر آپ اوں دیکھتے تو میری لاس
 حجرہ مبارک کے اندر میرے خدا محمد سرور دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں کرس
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے قول فرما اور ارشاد کیا کہ لاسا ہی ہو گا یاں
 ایک قمر کی جگہ مالی بھی ہو وہیں اوکو دوسری ایسی یہ سرکہ ہمارا مدد کر لے کہ
 آئے اہل طرف سے ہی ہاتھ بھی نکل پڑے اور متعدد ملک ہوئے حضرت امام حسن علیہ السلام
 نے حب یہ حسرتی کہ موت مال و عدال کی ہو چکے والی ہو تو بعد مای مسکت کہ مال
 آپس میں ہو یا اچھا ہیں ورا کہ اگر کو بت یہاں تک بھیجا چاہی ہی ہو وہیں ہی ہیں میں
 مجھے بیع میں لیا کہ میری ماں کے دیلوں میں دوسرے کر دیا اور دوسری روایت میں
 آیا ہے کہ وقت رعلت امام حسن علیہ السلام سے امام حسین علیہ السلام سے فرما کہ مجھے
 میرے خدا کے دیلوں میں دوسرے کر دیا اور اگر یہ قوم بہتات سے مانع آئے تو اس سے کج
 ویران کر دیا مجھے کشف العرقہ میں دوسرے کر دیا آخر کو دوسرا ہی ہو اسی کی دیکھوں نے خبر ہی

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
 ہاتھوں میں کرس
 لاسا ہی ہو گا یاں
 ایک قمر کی جگہ مالی بھی ہو وہیں
 اوکو دوسری ایسی یہ سرکہ ہمارا مدد کر لے کہ
 آئے اہل طرف سے ہی ہاتھ بھی نکل پڑے اور متعدد ملک ہوئے حضرت امام حسن علیہ السلام
 نے حب یہ حسرتی کہ موت مال و عدال کی ہو چکے والی ہو تو بعد مای مسکت کہ مال
 آپس میں ہو یا اچھا ہیں ورا کہ اگر کو بت یہاں تک بھیجا چاہی ہی ہو وہیں ہی ہیں میں
 مجھے بیع میں لیا کہ میری ماں کے دیلوں میں دوسرے کر دیا اور دوسری روایت میں
 آیا ہے کہ وقت رعلت امام حسن علیہ السلام سے امام حسین علیہ السلام سے فرما کہ مجھے
 میرے خدا کے دیلوں میں دوسرے کر دیا اور اگر یہ قوم بہتات سے مانع آئے تو اس سے کج
 ویران کر دیا مجھے کشف العرقہ میں دوسرے کر دیا آخر کو دوسرا ہی ہو اسی کی دیکھوں نے خبر ہی

نہ جان کہ حاکم مدینہ صحابہ کرام کے کو نکلا اور کہنے لگا کہ ہرگز اس بات کو رو اور نہ کہوں گا
 کہ حسن بن علی کو شجرہ غنیمہ میں دفن کریں اور عثمان کو آہنی دو رو ڈالیں حضرت ابو ہریرہ
 وغیرہ از اصحاب کرام کہ اس زمانے میں مدینہ منورہ میں موجود تھے کہتے تھے کہ واللہ
 یہ ظلم صریح ہے کہ حسن علیہ السلام کو اپنے جد امجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیلو میں دفن
 ہوئے جس سے منع کریں بعد اس کے یہ حضرات رضی اللہ عنہم حضرت امام حسین علیہ السلام کے
 پاس آئے اور کہنے لگے کہ آخر مختارے بھائی نے وصیت نہیں کی تھی کہ اگر نوبت
 قتال تک پہنچے تو مجھے مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کرنا اور قوم کے ساتھ
 نزاع نہ کرنا آخر کو ان حضرات کے احوال سے متنبہ بیعت میں دفن کر دیا سلام اللہ علیہ
 وَعَلَى سَائِرِ أَهْلِ بَيْتِ الْكِبْرَةِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَكَرَامَتُهُ اُو اور بعضی روایات میں آیا ہے
 کہ اس زمانے میں امیر مدینہ منورہ حضرت متاویہ کی طرف سے سعد بن العاص
 جس وقت جنازہ امام حسن علیہ السلام کو باہر لائے تو امام حسین علیہ السلام نے اس سے
 کہا کہ آگے آؤ نماز جنازہ پڑھا اگر میرے جد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اس بات پر نہ ہوئی
 کہ امام جنازہ امیر کو ہونا چاہیے تو میں تجھے ہرگز آگے نہ لاتا اور حضرت امام حسن علیہ السلام
 کے قبر شریف کے پاس قبر امام زین العابدین بن امام حسین علیہما السلام ہی اور قبر امام جعفر
 محمد باقر بن امام زین العابدین اور قبر امام جعفر صادق بن امام محمد باقر سلام اللہ علیہم اجمعین
 اور حقیقت یہ سب ائمہ ہدی سلام اللہ علیہم ایک قبر میں مدفون ہیں بڑے بڑے قبے کے اندر
 جسے قبۃ عباس کہتے ہیں اور زبیر بن بکار روایت کرتے ہیں کہ امام حسن مجتبیٰ
 جسد مطہر حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بھی بیعت میں دفن کیا ہے
 سید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ سن ۱۸ھ سو سترھ میں شہد حسین و عباس میں ایک قبر جا
 قبلہ میں کتب داتی تھی کہ زمین کے اندر سے ایک تابوت لکڑے کا نکلا او سپر سرخ
 پوشش تھی اور بخین جڑی ہوئی تھیں اور تعجب کی بات یہ ہے کہ پوشش بھی پرانی
 نہیں ہوئی تھی اور بخون میں بھی چمک دک تھی رنگ وغیرہ نہیں لگا تھا سید کہتے ہیں
 کہ شاید تابوت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہو گا کہ زبیر بن بکار نے روایت کی ہے

اور بھی رہا ایک کرسٹہ ہیں کہ یزید یلیہ سے سر مبارک حسرت امام المومنین حسینؑ میں پہنچا تو اس
 علی نقی سلام اللہ علیہ کو ستر میں ماضی کے یاس کہ اس نے محبت کی طرف سے سال میر
 مظہر و غمٹھے بھیجا اور کھوں سے اوسکو کھن دسے کہ قبیح میں اوسکی والدہ سیدہ سارا لہا کر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قدر تریب کے یاس میں کیا اور معصی میں تیں فعل کرستے ہیں کہ
 سر مبارک حسرت امام حسین علیہ السلام کا بعد ہلاک یزید یلیہ اوسکے حراسے میں مانا گیا
 لوگوں سے اوستہ کھن دسے کہ متفق ہی میں اب الفراءیس کے یاس میں کزیا ہا ہا
 میں بھی ایک لایا ہوا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور مرقدیر اگر اس مسند کی زیارت سے
 وہ قہ سارہ ائمہ ہدیٰ مرسلہ ام مٹھا جائے تو ہر حوی و کزیا ہا ہا میں عنکب الی المطالب
 السیۃ المظلۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکذبت اللہ تعالیٰ عنہ اس تیسرہ و کزیا ہا ہا
 کہ ستر ماس میں مہلک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حسرت فاطمہ بنت اسد میں با ترم مہلک
 کی قدر تریب کے یاس اول مقار سی با ترم میں کہ گوشتہ دار عقیل میں واقع ہو و میں کما
 اور بھی اس تیسرہ نقل کرستے ہیں کہ میں سے سا ہو کہ حسرت عباس رضی اللہ عنہ کو قبیح
 کے جو بیچ میں کیا ہو اسی اس نزلے میں اکابر اساقہ ہو قبیح میں اوس میں
 مر حسرت عباس رضی اللہ عنہ اور قہور ائمہ ہدیٰ واقع ہیں جیسا کہ معلوم ہو چکا ہو فکر صحیفہ
 یقلب عنکب الی المطالب عنکب الی المطالب صلی اللہ علیہ وسلم اس تیسرہ روایت لاسے
 ہیں کہ حسرت صلیہ رضی اللہ عنہا کو اوس کیسے کے آخر میں حد ہر سے قبیح کو جائے ہیں
 دار معیرہ میں متعہ کے روکھے حضرت عثمانؓ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے اوسکے واسطے مقلع
 کیا تھا و میں کیا ہو اور آخر میں حب معیرہ میں متعہ سے سامی دار ترمیج کی تو حسرت ربر
 العوام رضی اللہ عنہ او دھر سے سکا اور ویکہ کے فرمایا کہ میں میں جاتا کہ نوایہ دیوار کو
 میری والدہ کی ترمیج کو دہی کرستے معیرہ سے اس اسب کے جو حسرت عثمان
 رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہ گئے تھے اوسکے فرماتے کا کچھ خیال نہ کیا حسرت ربر ہی ائمہ
 تاوار کینچکر اوسکی سایہ جا کر کھڑے ہو گئے یہ حسرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نہ بھی آپ
 معیرہ میں متعہ کو دیوار سے سے مع کر و ابھی اور اس سے میں حسرت صلیہ رضی اللہ عنہ

کی قبر شریف شہرِ نہاد مدینہ منورہ کے دروازے کے متصل جو جانب بقیع کے واقع ہے
 قَبْرِ ابْنِ بُسْفَيَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عِمِّ الشَّيْبِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 وَكَفَّی اللہُ عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان
 بن حارث رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مقابر کے درمیان میں پھر رہے ہیں پوچھا یا ابن
 عم کیا ڈھونڈ رہے ہو کہا اپنے دفن ہونے کو ایک قبر کی جگہ ڈھونڈ رہا ہوں جس پر حضرت
 عقیلؑ ان کو اپنے احاطے میں لائے اور ایک جگہ معین کر دی وہاں اونکی قبر کھودی گئی
 حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ وہاں ایک ساعت بیٹھ کر چلے گئے دو روز اس حال میں
 نہیں گزرے تھے کہ اس جہان سے رحلت فرمائی اور اسی قبر میں دفن کئے گئے دُعا
 وَفَاتَہُ سَکَنَہُ عَشْرِ رُجُوعَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اب اس زمانے میں اونکا
 نام مبارک اور اسم شریف حضرت عبداللہ بن جعفر کا قبہ عقیل بن ابی طالب کے اندر دیوار
 لکھا ہے سیدہ منووی کہتے ہیں کہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قبے کے اندر جو حضرت
 عقیل کی طرف منسوب ہے مدفون ابوسفیان بن حارث ہیں اور کہتے ہیں اس واسطے کہ
 ابن ابی بکر اور ابن شیبہ نے حضرت عقیل کی قبر کو بقیع میں ذکر نہیں کیا اور غزالی نے
 بھی احیاء العلوم میں حضرت عقیل کو اون لوگوں میں جتنے قبور کی زیارت بقیع میں کرے
 ہیں یاد نہیں کیا بلکہ ابن قدامہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی فا
 شام میں ہوئی ہے حضرت معاویہ کی امارت کے دنوں میں اور گویا کہ شہرت اس قبے کی سطل
 پر کہ یہ قبہ عقیل ہے اس بہت سے ہے کہ دار عقیل اس جگہ پر تھا چنانکہ کرند کو رہ چکا ہے
 اور یہ بھی احتمال ہے کہ اونکی لاش مبارک کو شام سے نقل کر کے یہیں لا کر دفن کر دی ہے
 اور پہلے سب سے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی قبر اس قبے میں ہوئے کو ابن بخاری نے
 ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ قبر عقیل بن ابی طالب بقیع کے پہلے قبے میں ہے اور اونکے
 ساتھ اونکے بھتیجے کی بھی قبر ہے یعنی عبداللہ بن جعفر الطیار بن ابی طالب کی کہ ابو
 عرب کہیں الحسن تھے اونکا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا ہے رضی اللہ عنہ اور بعضے علمایہ سیر
 و تواریخ کہتے ہیں کہ وہ ابوامین جو مکے اور مدینے کی راہ میں واقع ہے سن فحسے میں مدفون

اس قبے کے اندر جو حضرت عقیل کی قبر ہے اس میں ابوسفیان بن حارث مدفون ہیں

ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ و علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ دس برس
 کے تھے پس ولادت اولیٰ ہجرت ہی کے سال میں ہوئی ہوگی رضی اللہ عنہ و عنہما
 اذ و اح السنۃ صلی اللہ علیہ وسلم و کرم اللہ وجہہ فیہ و عقیل کے رد مکہ میں
 حرم میں آیا ہو کہ عقیل رضی اللہ عنہ ابی واریس کنواں کند و استے تھے دیان ایک تھوڑا
 اوپر لگا تھا قرآن مجید نہ محرم حرم عقیل نے اوس کو سارے کو سا کر دیا اور قرآن
 ساری سوای اور سہ سو وی کہتے ہیں کہ سارے روایات اسی بات کی طرف ناظر ہیں
 کہ قمر تریہ امات المؤمنین اسی جگہ ہوں کے جہاں اب یارت کرتے ہیں کہ یہ
 روایات کہ دلالت کرتے ہیں اسات پر کہ یعنی ارواح مطہرات کے قبۃ سر لہ مقررہ
 امام حسن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک واقع ہیں اس تیسرے محمد بن یحییٰ سے نقل کیے
 ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے ساجی لوگوں کو کہہ کئے تھے کہ قمر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
 کی بیعت میں وہاں میرا جہاں محمد بن رید بن علی مدون ہیں قریب موضع وں ہدیہ نامہ
 سب یہ وں علیؑ و علیہ وسلم کے اہر کہتے تھے کہ اوس جگہ پر آٹھ گز کے قدر میں
 کہ قومی کئی بھی تو ایک جہر کا تھا اوپر لگا تھا اذ اقرآنم سلمہ ر و حہ السنۃ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور صحیح بخاری تریف میں مذکور ہو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 نے حضرت عبداللہ بن مریم رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی علیہ وسلم
 اور صاحب رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نہ کرنا مجھے وں کرنا میرے جہاں احث رہا
 السنۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت میں اور سارے ارواح مطہرات بھی انہیں
 کے قمر تریہ دیتے ہیں ہیں مگر قمر تریہ حضرت حدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کی کہ کہ
 معلوم میں ہی اور قمر تریہ حضرت عیمہ رضی اللہ عنہا کی طرف میں قریب حبشہ کے
 اور کہتے ہیں کہ ایک کجا کجا حضرت علیؑ و علیہ وسلم کے ساتھ اسی جگہ پر واقع ہوا ہی
 اور جلوت بھی اسی جگہ ہوئی قاتل المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
 اس شہدہ نقل کرتے ہیں کہ جب یا با لوگوں نے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
 کو حجرہ مبارک میں لائیں وہاں علیؑ و علیہ وسلم میں میں گریں اور اونہوں نے خود بھی

اپنی حیات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بات کی خصوصیت لی تھی مصریوں نے انکار کیا اور وہاں
 دفن کرنے سے مانع آئے بلکہ نماز جنازہ بھی نہیں پڑھنے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اونکو کہیں دفن
 نہ کرو ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا یہ قصہ سنکر مسجد کے دروازے پر اکڑ گئی ہو گئیں اور فرما
 لیں مجھے اللہ تم لوگ ہٹ جاؤ میں اسکو دفن کروں اور نہیں تو میں باہر نکل آتی ہوں اور کشف ستر
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرتی ہوں یہ سنکر وہ مفسدین ممانعت دفن سے باز آئے اور اسی رات کو
 جسے انکو وہ شہید ہوئے ہیں حبیر بن مطعم اور حکیم بن حزام اور عمر بن بنیر اور بعض اور اصحاب
 کرام نے اگر انکو وہاں سے اٹھایا جہاں لاش مبارک اونکی پڑی تھی اور بقیع میں لے گئے وہاں
 بھی وہ مفسدین دفن کرنے سے مانع آئے آخر کو حسن کو کب میں لے گئے اور حبیر بن مطعم رضی اللہ
 عنہ وغیرہ نے نماز جنازہ پڑھی اور اسی جگہ قبر کھود کر اونکو وہیں لٹکرا کر ایک دیوار اونکی قبر پر
 لٹکے اور انکے دفن کو چھپا کر جلے آئے اور یہ چلن کو کب ایک جگہ تھی بقیع سے باہر کہ وہاں لوگ اپنے
 موتے کے دفن کرنے سے کراہت کرتے تھے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ
 عنہ اس جگہ کھڑے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک مرد صلح ہلاک ہو گا اور اس جگہ دفن
 کیا جائے گا اس جہت سے یہ جگہ آدمیوں کو مانوس ہو جائے گی پس اول جو شخص وہاں
 دفن ہوا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے بعد اس کے مروان نے جس نے زمین
 حضرت معاویہ کی طرف سے عامل مدینہ مطہرہ ہوا اس جگہ کو بقیع میں داخل کیا اور جس
 پتھر کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
 کی قبر شریف کا علامت ٹھہرایا تھا کہ لوگ اس کے گرد دفن کیے جائیں اور دفن دیا
 لا تَجْعَلُنَا اِلَکَ لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَّا کَا اَوْسِیْ تَحْضُرُوْا حُکْرَ حَضْرَتِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ
 کی قبر شریف پر رکھا اور حکم دیا کہ لوگ انھیں کے گرد اپنے مردوں کو دفن کیا کریں
 قَابُوسُ عَدْنِیْ مَعَاذَ اللہِ اَشْہَدُکَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنْ کُوْغُزُوْہُ خَنْدَقَکَ یَوْمَ اَمَّا یَاکَ زَخْمَ
 لگا تھا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے باب میں حکم کرنے کو اونکو
 طلب فرمایا جیسا کہ ذکر مسجد بنی قریظہ میں اشارہ اس طرف ہو چکا ہی تو خون بند ہو گیا
 پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر بنی قریظہ کے

مسجد کربلا
 شہداء خفاہ
 مسجد کربلا
 راس عثمان
 رضی اللہ عنہ کا
 بیعت میں
 تنہا کا نام
 کیا

ناب میں حکم دیکر لے دو لب حاسے پر پونچھے تو رحم بھٹ گیا اور حوں جاری ہوا اور
 اس جہاں سے رجب ورمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے اوسکے حمار سے کی مار پڑی
 اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کے احاسے کے پاس جو گلی گئی بھی اوس گلی
 کے ایک طرف کو انصی لفع میں اویس کے مکان کے پاس دس دیا سہ سوئی گئے
 ہن کہ جو تفریق کہ در سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قداسے کی ہو وہ اوس سے کی حکم پر
 جو حضرت فاطمہ بنت اسد کی طرف منسوب ہو صا و ہی میں تباد کہ یہ حضرت سعد
 بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ہوگی اور اسی قبر فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا سے سے کہتے ہو
 گے ورنہ اجبار صحیح سے تاس ہوا ہو کہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر
 تریب مصر اہل بیت سالت علی اللہ علیہ وسلم میں حضرت راہم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی قبر مبارک کے پاس ہو قَائِلُ اَنْ شِعْرًا لِّاَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَضِرٌ فِيْ اَبَا هُرَيْرَةَ
 عَنِ الرَّحْمَنِ بْنِ اَلِيٍّ سَعِيْدُ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعَ كَدَّ اَيْدِيْهِ سَبْعَ اَشْرَافٍ
 مَّحَسَّ وَرَآ اَنَّهُ مَنَّا فِيْ اَبُو ذَرٍّ اَوْ رَمِيْرَ يَارُكُ سَبْ اَسْ عَالَمِ فَا نِيْ سَ كَدَّرُكُ
 اَبُو مِرْسَلُ كَا وَفَتَ بَحِيْ قَرَبَ لَوْ بَحَا اَوْ تَوِيْرَ اَبَا تَحْمَدَ يَكُوْرُ لَفَعِ فِيْ سَ بِلَ فِيْ سَ
 تَعْمِيْلَ حَكْمِ كِيْ اَوْبَكَ اَبَا تَحْمَدَ يَكُوْرُ لَفَعِ فِيْ سَ بِلَ كَا تَحْمَدَ لَفَعِ فِيْ سَ بِلَ كَا تَحْمَدَ
 كُوْنِيْ بَدُوْنِ سَ تَحْمَدَ وَرَآ اَبَا حَبِيْبٍ اَلرَّسْقَالِ هُوَ مَنَّا تَوِيْرَ سَ وَاسْطَ بَيْنِيْ رَ قَرَبُ وَدَاوُ
 كَسِيْ كُوْرُ كَرَنَا اَوْ كُوْرَ حَقِّقَ سَ كَا وَدَهْرَ سَ اَوْمِيُوْنِ كَا كَدَّرُكُمُ هِيْ مِيْرَ حَارَہُ كَا لَمَّا اَوْ
 حَارَہُ تَوِيْرَ سَ يَلْمَا كَا كُوْنِيْ مِيْرَ حَارَہُ سَ كَا سَا تَحْمَدَ سَ هُوْ سَ اَوْ كَسِيْ كُوْرُ حَقِّقَ
 اَوْ رُوْرَ كَرَسَ مَدِيْنَا اَوْ مِيْرِيْ قَرَبُ حِمْمَ لَكَ سَ مَدِيْنَا اَوْ رَحْمَنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ
 كَا جَبَ حَضْرَتِ الْوَالِدِ رُكُوْرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَا وَفَتَ رَجَلَتِ لَوْ بَحَا لَوْ سَ اَوْمِيْ مِيْرَ كَا
 كَمِيْرَ كَا كَمِيْرَ سَ هُوْ كَا كَا اَوْبَكَ حَارَہُ مَاهِرُ سَبْ لَوْ سَ سَا تَحْمَدَ هُوْ لَيْسَ فِيْ سَ مَوَافِقِ
 اَوْبَكَ وَصِيْرَتِ كَا كَسِيْ تَحْمَدَ كَا اَوْبَكَ مَوْتِ كِيْ حَضْرَتِ اَوْ رَحْمَتِ سَوِيْرَ سَ اَوْبَكَ لَاسِ
 مَارُكُ لَفَعِ فِيْ سَ كَا دِيْ كَتَا كَا ہوں كَا سَبْ اَوْمِيْ اَبَا سَبْ اَبَا مِلَ ہيْ سَ
 تَقْسِيْعِ مَنَ ہُوْ يَكُوْرُ مَطَرُ كَمِيْرَ ہيْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ سَبْ كَمِيْرَ اَحْمَدُ اَبَا مَسْتَدَلَا

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہاں تک کہ ان قبر شریفہ کا تھا جو اصحاب تاریخ نے
 ان کی تعمین اور جہات میں اخبار و آثار پاکر جنبہ البقیع میں ذکر کئے ہیں مگر اب جو تبعہ اور شاہد
 اس مقبرہ عظیم القدر میں اور سوا اسکے اور جو اس بلدہ طیبہ کے گرد و پیش موجود ہیں اور
 یا و شاہان قدیم و جدیدے نظر و تحقیق و یقین سے بنائے ہیں وہ کئی تھے ہیں
 ایک قبہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا کہ بعض خلفای عباسیہ نے سن
 پانچ سو اوئیس میں بنایا ہے و قیصل غیکم ذلک یہ سب میں بڑا قبہ ہے دوسرا قبہ بنات لہبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا قبہ امات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا چوتھا قبہ سیدنا ابراہیم بن
 سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچواں قبہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اس
 قبہ کے پاس دعا کی قبولیت میں ایک اثر ثابت ہے چھٹا قبہ صفیہ عہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا متصل شہر بنہ مدینہ مطہرہ کے ساتھ ان قبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
 عنہ کا اس قبہ شریف میں ایک قبر ہے اور کہتے ہیں کہ متولی عمارت اس میں دفن ہو آٹھواں قبہ
 فاطمہ بنت سید الملوئمین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا اور دوسرے اور ہیں بچہ پچھین
 بقیع کے درمیان قبہ امات المؤمنین اور قبہ سیدنا ابراہیم کے ان میں سے ایک میں امام
 دارالہجرہ حضرت امام مالک بن انس صحیحی صاحب مذہب مالکی محب رسول اللہ و مقیم بلدہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے میں کہتے ہیں کہ نافع مولیٰ بن عمر بن رضی اللہ عنہما جیسا
 کہ لکھا ہے سہمنوی نے اور مشہو اہل مدینہ میں یہ ہے کہ وہ قبر امام نافع قاری مدینہ ہے اور سہمنوی
 کہتے ہیں کہ کلام ابن جریر سے ذکر مشاہد معروفہ میں ایسا استفادہ ہوتا ہے کہ درمیان قبہ
 سیدنا ابراہیم و قبہ امام مالک کے ایک قبر ہے عبد الرحمن بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما
 کی جنکو عبد الرحمن اوسط کہتے ہیں اور معروف ہیں ابو شجہ کہ حد زنا اوپر لگائی گئی تھی
 اوی صدے سے بیمار ہو کر انتقال کر گئے تھے سید سہمنوی کہتے ہیں کہ یہ تعریف صاف
 ہے اوس قبہ پر جو منسوب ہے نافع کی طرف والد علم اور ایک قبہ چھوٹا سا ہے قبہ فاطمہ بنت
 رضی اللہ عنہا کی راہ میں حضرت جلیلہ سعویہ کی طرف منسوب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
 مرضعہ ہیں مگر اہل تواریخ نے کہیں اس قبہ کا ذکر نہیں کیا نہ نفیانہ اثباتاً والد علم

یہ
 سید
 کا
 ہے

یہاں زیارات میں جو معروف مشہور ہیں لیکن جن میں وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکا ہے اور پھر ہر
 کے اندر کے مومن میں شہر ترمذیہ سیدنا امیر علی بن امام حضرت الصادق سلام اللہ علیہما ہے مقال
 قہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے بچیاں کی طرف اور یہ قہ سہ ماہی شہر سہ ماہ سے پہلے کا ہے
 اور سہ ماہی والا اسکا اس الی السجاء ویریلوک سیدیہ میں جسے مساعد فتح کو پھر سے سہ ماہ
 سہ ماہی ہے اور سہ ماہی کی عمارت میں یا لہو جھیا لیس میں واقع ہوئی ہے اور کہتے ہیں کہ
 حوالی اس مقام کا شمال کی طرف سے حضرت امام ربیع العابدین رضی اللہ عنہ کی مورت ہے
 دروازے تک لکھا اور دریاں دروازہ سیرونی اور دروازہ نایجہ کے ایک کواں ہے سو
 حضرت امام ربیع العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف کہ مانی او سکا پیاروں کے واسطے دعا
 ہو نقل کرے ہیں کہ ایک در حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حالت صحر میں اس میں
 میں گریزے تھے اور حضرت امام ربیع العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماضی میں تھے حضرت
 عایت توکل حضور و رسالت سے ہمارے قطع کی کہ صلی اللہ علیہ وسلم کا و صلی اللہ علیہ وسلم کا
 اور اس قہ ترمذیہ کی جانب علی میں ایک سی ہے امام ربیع العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف
 سو اس میں آئے ہیں اکثر آدمی او سکی ریارت سے محروم ہیں آتے رہتے پتہ پتہ
 مدینہ منورہ میں شیع سے ماہر ہیں وہ میں شہد ہیں اوں میں مہمل و علم شہد سہ ماہی
 حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ رحمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ہیں
 (الضحک) ہے اور اس میں مہالی کی جلیسہ ناصر لدین اللہ کی ماں لے کی ہے جس ہے
 نو سے ہیں اور وہ پتھر حیران لکھی ہوئے جہاں لے مسی مسیح سے جہاں حضرت
 امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو کر گئے ہیں اے بچا کر بیاں لا کر رکھا ہے اور سلام علیہا
 نے اس آئینہ مورت او سے میں ایسے صحن عمارت کو ٹھہرایا ہے اور اس شہد کے اندر ایک قبر
 اور ہے یہ قبر عترت کی کی ہے حوتولی عمارت مسجد تھا اور ایک اور قبر صحن میں ہے وہ قبرا
 شہد ہیں کی ہے اور اسی مدینہ سے کسی کو یہ کہاں نہ ہو کہ یہ قور شہد ہیں اور رائے کو چاہیے کہ
 عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہ یہ کہ بھائے ہیں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے اور
 مسعود بن عمیر رضی اللہ عنہ یہ بھی سلام پیش ہے کہ یہ دونوں صاحب بھی ہیں مومن ہیں

حوالہ
 حوالہ
 حوالہ
 حوالہ

حضرت ابو جعفر امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
 حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کو جایا کرتی تھیں اور صلاح و عبادت
 اور سبکی کیا کرتی تھیں اور اونکی قبر شریف کی علامت کے واسطے پتھر رکھا تھا اور عالم
 حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ
 عنہا ہر جمعہ کو حضرت امیر حمزہؑ کی قبر شریف پر جایا کرتی تھیں اور وہاں جا کر نماز پڑھتی تھیں
 اور روتی تھیں اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ ہمیشہ دو تین دن کا فصل مے کر قبور
 شہدای اُحد کی زیارت کو جایا کرتی تھیں اور وہاں جا کر نماز پڑھتی تھیں اور اونکے واسطے
 دعا کرتی تھیں اور روتی تھیں رضی اللہ عنہا اور فضیلت اُحد اور شہدای اُحد کی انشا اللہ
 تعالیٰ ایک علیحدہ فصل میں ذکر کریں گے تو دوسرا مشہد مالک بن سنان والد حضرت
 ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کا یہ مشہد مدینہ منورہ کی شہر پناہ کے اندر پچھان کی النکات
 واقع ہے اور اوپر ایک قبہ ہو قدیم البنا اور یہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ شہدای اُحد سے
 ہیں انکو اُحد سے اوٹھا کر یہیں لا کر دفن کیا تھا اور یہ جگہ جہاں وہ دفن ہیں اگلے زمانے
 میں بازار مدینہ کے اندر داخل تھی تیسرا مشہد حضرت محمد بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن
 علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہم جعین کا جو نفس فکیہ کے معروف ہیں اور ابی جعفر منصو کے زمانے
 میں شہید ہوئے اور یہ مشہد مدینہ منورہ سے باہر ہوجبل سلع سے پورب کی طرف اور اوپر
 عمارت لون ووق بنی ہے اور ایک مسجد بھی ہے اور اسکے قبلے میں ایک نہر جاری ہے جس میں نہر فاکر
 نقل کرتے ہیں کہ نفس فکیہ یعنی محمد بن عبداللہ بن الحسن المثنی نے منصو عباسی پر خروج کیا
 اور بہت سے آدمیوں نے اونکے ہاتھ پر بیعت کی منصو نے یہ بات سن کر اپنے چچا عیسیٰ بن
 موسیٰ کو چار ہزار آدمی کے ساتھ واپس بھیجا عیسیٰ بن موسیٰ نے جبل سلع پر پہونچ کر توقف
 کیا اور محمد بن عبداللہ سے کہلا بھیجا کہ ہمیں کوا مان لی تم اگر خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرو تو انھوں نے کہلا
 بھیجا کہ اللہ عز و جل کے ساتھ ہمارے ہاں کی ہے جو غاری کو ساتھ لے سکے بعد اوندکے اصحاب کثیر کئی آدمی باقی
 رہ گئے تھے جسکے سب غسل کا مل کر کے اور خوشبو میں لگا کے عیسیٰ بن موسیٰ پر حملہ کیا اور
 تین مرتبہ انکو سامنے سے بھگا دیا آخر کار سبب کثرت اعدا کے تاب نہ لا کر مغلوب ہو گئے

اس جوہری محبت کے یوتے ریاض الایہام میں لکھا ہوا کہ عیسیٰ مسیح نے اوجھار مار کر
 مصور کے یاس بھیجا اور اس کے مد کے کو او کی ہن ریس اور او کی ساحرادی فاطمہ سے
 چیکے جیسا کہ قیغ میں مں کر دیا لیکن طر صحیح یہی ہو کہ وہ اسی جگہ مں ہیں جو مذکور ہو چکی
 اور قتل اچھا ریت کے یاس ہوئی جو مالک مں ساں کے متہا کے یاس ہو اور حضرت
 سرور اس مں حان صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پر دعای استغفار بھی تھی کہتے ہیں کہ وہاں بقدر
 حضرت مرثی صلی اللہ علیہ وسلم کی محمد مں عند اللہ کے یاس بھی عیسیٰ مں سو ہی نے عند اللہ
 تہد کر نے کے او کی کمر سے کمال کر مصدق کے یاس بھی عیسیٰ مں پھر مصدق سے رتید کو سو ہی
 اہمعی کتا ہوا کہ میں نے اسے دیکھا ہوا اس کے اٹھا و فقرے تھے اور فقرہ لغت میں بیٹھکی
 ہدی کو کہتے ہیں اور یہ دو الفقار حضرت علی رضی اللہ عنہ و جہ کو حضرت سرور ابیا صلی اللہ
 علیہ وسلم سے پوچھی تھی جاکہ کتب سیر و احادیث میں مذکور ہو سلور ہو اور حضرت ابیا ہو
 کہ قتال کے دن محمد مں عند اللہ سے عند اللہ مں عامر سلمی سے کہا کہ ایک امر ہمارے
 سرور نے کیا کہ سایہ کرے گا اگر ہمارے اویر سے گا تو ہماری فتح ہوگی اور اگر ہمارے
 اویر سے گا کہ درختوں کے سرور نہ ٹھہرے گا تو تو حان نے کہ میرا جوں اچھا ریت یہ ہو گا
 عند اللہ مں عامر کہتے ہیں کہ والد و بیابا ہی ہوا حبیب محمد مں عند اللہ سے کہا تھا ایک امر ہمارے
 مگر آج اسے سر پر پیدا ہوا اور ہمارے سر سے گا کہ رکت عیسیٰ مں سو ہی کے سر پر سایہ کرے گا
 آخر الامر اول کو کوں نے فتح پائی اور محمد مں عند اللہ سے متہاد اور جوں او کا اچھا
 پر مٹا گیا اصل کہتے ہیں کہ محمد مں عند اللہ کی جنت سے عیسیٰ مں سو ہی نے امام مالک
 بہت بیٹھایا کہ اس سے موافقت رکھتے تھے اور موافقت کا دم مارے تھے اس حکایت کو
 نقل کیا ہو امام فرمے نے تقسم فی زیارت اہل البقیع قیغ والوں کی زیارت میں پس
 یہ ہو کہ جب قیغ کے دریا سے پڑے تو سلام تہور کہ زیارت تہور کے وقت اسکا پڑھا
 ہو پڑھے اربہ دعا پڑھے اللہ تعالیٰ غفر لہم اہل البقیع العرفہ اللہم لا تہمنا آخر ہم ولا تہمنا
 بعد ہم ولا غفر لہم بعد اسکے یا ہمارے گیارہ سورہ احلام پڑھے اور پڑھا سورہ
 احلاص کا مقررہ کے یاس اسلست موکہ ہوا اور حضرت ابیا ہو کہ جو شخص تہور سے آوے

یہ
 حضرت سرور ہو
 اہل البقیع اور مالک
 قیغ کے یاس
 فاطمہ سے
 جگہ مں
 ہو
 عیسیٰ مں
 سو ہی
 کے
 سر پر
 سایہ
 کرے
 گا
 اور
 اگر
 ہمارے
 اویر
 سے
 گا
 کہ
 درختوں
 کے
 سرور
 نہ
 ٹھہرے
 گا
 تو
 تو
 حان
 نے
 کہ
 میرا
 جوں
 اچھا
 ریت
 یہ
 ہو
 گا
 عند
 اللہ
 مں
 عامر
 کہتے
 ہیں
 کہ
 والد
 و
 بیابا
 ہی
 ہوا
 حبیب
 محمد
 مں
 عند
 اللہ
 سے
 کہا
 تھا
 ایک
 امر
 ہمارے
 مگر
 آج
 اسے
 سر
 پر
 پیدا
 ہوا
 اور
 ہمارے
 سر
 سے
 گا
 کہ
 رکت
 عیسیٰ
 مں
 سو
 ہی
 کے
 سر
 پر
 سایہ
 کرے
 گا
 آخر
 الامر
 اول
 کو
 کوں
 نے
 فتح
 پائی
 اور
 محمد
 مں
 عند
 اللہ
 سے
 متہاد
 اور
 جوں
 او
 کا
 اچھا
 پر
 مٹا
 گیا
 اصل
 کہتے
 ہیں
 کہ
 محمد
 مں
 عند
 اللہ
 کی
 جنت
 سے
 عیسیٰ
 مں
 سو
 ہی
 نے
 امام
 مالک
 بہت
 بیٹھا
 یا
 کہ
 اس
 سے
 موافقت
 رکھتے
 تھے
 اور
 موافقت
 کا
 دم
 مارے
 تھے
 اس
 حکایت
 کو
 نقل
 کیا
 ہو
 امام
 فرمے
 نے
 تقسم
 فی
 زیارت
 اہل
 البقیع
 قیغ
 والوں
 کی
 زیارت
 میں
 پس
 یہ
 ہو
 کہ
 جب
 قیغ
 کے
 دریا
 سے
 پڑے
 تو
 سلام
 تہور
 کہ
 زیارت
 تہور
 کے
 وقت
 اسکا
 پڑھا
 ہو
 پڑھے
 اربہ
 دعا
 پڑھے
 اللہ
 تعالیٰ
 غفر
 لہم
 اہل
 البقیع
 العرفہ
 اللہم
 لا
 تہمنا
 آخر
 ہم
 ولا
 تہمنا
 بعد
 ہم
 ولا
 غفر
 لہم
 بعد
 اسکے
 یا
 ہمارے
 گیارہ
 سورہ
 احلام
 پڑھے
 اور
 پڑھا
 سورہ
 احلاص
 کا
 مقررہ
 کے
 یاس
 اسلست
 موکہ
 ہوا
 اور
 حضرت
 ابیا
 ہو
 کہ
 جو
 شخص
 تہور
 سے
 آوے

اور گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر ثواب اوسکا اہل مقبرہ کو دینے بھیجے تو اوسکو بعد پڑھنے کے جہنم سے اوس مقبرے میں بہن اجر دیا جاتا ہے اور چاہیے ہے کہ سلام میں سارے آل و اصحاب و مومنین کو جو اس مقبرہ شریفہ میں دفن ہیں شریک کرے اور مٹھ اپنا قبۃ شریفہ عمیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیرے کہ بائیں طرف باب بقیع سے متصل ہندون ہیں اور ختم بھی اونہیں کی زیارت پر کرے رضی اللہ عنہما اور علمای متاخرین اختلاف کرتے ہیں اسبات میں کہ کسکی زیارت سے ابتدا کرے ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ پہلے زیارت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مع ائمہ اہل بیت سالت رضوان اللہ علیہم اجمعین جو اونکے ساتھ ایک تہہ میں آرام فرماتے ہیں کرے ہوا سٹے کہ یہ آہل محارب ہیں اور ان حضرات کے سامنے سے گزر جانا اور دوسروں کی زیارت کی طرف متوجہ ہونا سو ادب سے خالی نہیں اور کہتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں اہل مدینہ کا عمل اسبات پر تھا اور بعض متاخرین مشائخ اہل مدینہ مثل شیخ محمد بن عراق وغیرہ کو بھی اسی طرح لوگوں نے شاہدہ کیا ہے اور یہ شیخ محمد بن عراق بڑے متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑے متقی تھے اور بعض علمای حنفیہ نے بھی اسبات کی تصریح کی ہے اور سہمنو اکی کا کلام بھی بعض مواضع میں اسی قول کی تصحیح میں ظاہر ہے لیکن اونہوں نے ارشاد میں یہ کہا ہے کہ زائر کو چاہیے کہ اول قصد موقف الہی صلی اللہ علیہ وسلم کرے جو اور عقیل کے نزدیک ہوا سوا سٹے کہ منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لا کر کھڑے ہوئے اور اہل بقیع پر دعا کی اور اس زمانے میں اوس جگہ ایک چھوٹی سی مسجد ہو اوسکو موقف صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں بعد اوسکے قصد زیارت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کرے پھر حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی قبر شریف کی زیارت کرے پھر سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے پھر ازواج مطہرات پھر امام مالک پھر امام نافع پھر حضرت عباس پھر حضرت صفیہ عمیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارت کرے اور ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ ابتدا حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کرے اور جو اونکے ساتھ ہیں

او کی ہمیں غیر کہ حر و شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس واسطے کہ تقدیم فرما
 کی انیسویں سال میں یہ مدہ ساسل و قوم معلوم ہوا ہے واسطہ علم اور ایک گروہ اس طرح
 کیا ہو کہ اتاحصرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے کرے اور وجہ یہ بیان کی ہے
 میں کہ حضرت سید عثمان رضی اللہ عنہ سارے اہل بیت سے اجل ہیں اور اس مرحلہ کی
 وجہ سے اس مہم کی ترجیح کی ہے اور کہا ہے کہ او کی زیارت سے پہلے حسن فہم کی طرف سے
 گد رہو اور یہ سلام کرے اور مجھے یونہی مانتا تو قہ کرے اور جلا جائے اور بھی کسی
 کا کلام ہو کہ بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت کر
 مع اوں حضرات کے خواجہ قہ مبارک کے اندر میں بعد اس کے قہ شریفہ اور اح
 طرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و غیرہ کی زیارت کرے بعد اس کے متہذقیل
 رضی اللہ عنہ میں آئے اور زیارت کرے اور اس کے دروازے پر بہت دیر تک ٹھہرے
 اور دیر تک عامانگہ اس واسطے کہ وہ موقف ہی صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور دعا اس جگہ
 قبول ہوتی ہے بعد اس کے زیارت سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مع اوں
 خواجہ کے ساتھ ہیں او کی ہمیں اور حضرت عثمان بن عفان اور حنیفہ کے ساتھ کلام کرنا
 آرام فرمائے ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعض علماء کے کلام کا محصل یہ ہے کہ ابتدا حضرت
 عباس رضی اللہ عنہ کے قہ شریفہ سے کرے بعد اس کے خواجہ کے ساتھ اس واسطے
 کہ کسی ادنیٰ حالات میں ہو اس کے آگے سے غیر سلام کے گد رحا مروت اور طریقہ ایسا
 ہایت بعد ہی بعض کہتے ہیں کہ یہی قصد صالح ہو ساتھ اس کے ضرر نہیں گراہ رہایت گراہ
 و اشرف کا اور ایک جماعت علمایہ یہ سے ایسا فعل کرتے ہیں کہ وہ لوگ جب قصد زیارت
 فتح کرے تو پہلے موقف شریف صلی اللہ علیہ وسلم پر جاتے اور سارے اہل بیت کے
 واسطے دعا کرے اور ایسا مطلب جس تعالیٰ سے مانگے اور پھر کھڑے ہوتے غیر یہاں
 کہ کسی خاص فہم پر جا کر کھڑے ہوں اور اس طریق کے اختیار کرے میں مستداں حضرت کا
 فعل مانو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے جس اگر یہ بات نہوت کو نہ سمجھی ہے اور اس حضرت کا
 قصد مجروح استماع سنت ہے تو ہر روز اور بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حَسْبُكَ اللَّهُ تَارَةً الْجَادَاتِ اَوْ خطاب فرمنا آپ کا اس جبل کی طرف اسطویر کہ اُسکے چکر یا اُحد
 وَ اِسْتَمَاعَ لِحَاثَتِ نَبِيٍّ اَوْ تَشْهِيْدُكَ اَوْ سَكَ عِزْلٍ مَعْلَمٍ بِرَاوِلٍ دَلِيلٍ ہر ورنہ اس خطاب کے سمجھنے کا
 کیا طریق ہوا اور عشق و محبت کو از م فہم و عقل سے ہر اور سلام کرنا بے تحشر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 زمانہ نبوت سے پہلے اور زوالہ کرنا ستون مسجد شریف کا آپ کی مفارقت سے جیسا پہلے
 مذکور ہو چکا ہے اس مطلب کے دلائل واضحہ سے ہر اور جیسا کہ اہل مدینہ آپ کی شان میں
 دو قسم کے ہیں جنہیں اور منافق و سیاہی اماکن مدینہ بھی شمت پذیر ہوئے اسی جیسے
 جبل غیر مسجد ضرر والی منافقوں کی طرف پڑا اور آخرت میں بھی اونہیں کے ساتھ دوزخ میں
 ہو گا اور غزوہ اُحد کے دن ابن ابی وغیرہ منافقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی
 مدینہ منورہ سے باہر آئے مگر جبل اُحد تک کہ مقام صدیقین و محبوبین ہی بن جائے اور مدینہ
 کے قریب ہی سے پھر کر شقاوت کی طرف رجوع کیا اور زوال محبت و عداوت کے ساتھ
 محبت و عداوت ساکنین کی تاویل بعید ہی اور بعضہ کہتے ہیں کہ یہاں محبت کتنا پہرہ ہے
 اوس سرست و خوشی سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر سے راحت فرماتے وقت قبل
 وصول مدینہ اس جبل کو مشاہدہ فرمانے سے کہ اعظم و ارفع علامات مدینہ طیبہ ہر حال ہوا
 کرتی تھی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب مدینہ طیبہ و اہل مدینہ سے خبر بشارت شاد دیتا
 تھا اور یہ کام محبوب ہی کا ہوا اور اس وقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و
 عداوت کے آثار ان دونوں پہاڑوں سے ظاہر ہیں جسکا جی چاہے جا کر دیکھ لے
 جبل اُحد کی طرف جس وقت نظر کیجاتی ہے ایک نور و سرور اس سے مشاہدہ ہوتا ہے
 اور جس وقت جبل غیر کی طرف نظر کیجاتی ہے ایک ظلمت و غم اس سے حاصل ہوتا ہے
 اور اشتقاق لفظ اُحد کا توحد سے ہے بمعنی انفراد و انقطاع کے اور معنی اویس و قریب
 اس واسطے کہ وہ ایک کوہ پارہ ہے مقابل مدینہ منورہ کے اور ترکیب و میل پارہ کے
 فصل سے پڑا ہوا اور کسی پارہ سے میل نہیں رکھتا اور یہ بھی ہے کہ وہ اہل ایمان و توحید کے
 چونکہ نصرت گاہ ہے اس واسطے یہ نام اوسکا کہ اوس معنی سے خبر دیتا ہے رکھا گیا اور کوٹنا نام
 اوس نام سے جو مشتق ہو احدیت سے ہنر ہو گا بخلاف غیر کے کہ حمار وحشی کا نام ہے جو

یہاں تک کہ
 اوس معنی سے
 خبر دیتا ہے
 رکھا گیا اور
 کوٹنا نام
 اوس نام سے
 جو مشتق ہو
 احدیت سے
 ہنر ہو گا
 بخلاف غیر
 کے کہ حمار
 وحشی کا
 نام ہے جو

یہاں تک کہ
 اوس معنی سے
 خبر دیتا ہے
 رکھا گیا اور
 کوٹنا نام
 اوس نام سے
 جو مشتق ہو
 احدیت سے
 ہنر ہو گا
 بخلاف غیر
 کے کہ حمار
 وحشی کا
 نام ہے جو

میں ہو چکا جبل احد پر اور ترے ناگاہ پیغام اجل حضرت بارون علیہ السلام کو پہنچا اور وہیں دفن
کئے گئے اس زمانے میں اونکی قبر شریف اس جبل عظیم الشان پر مشہور ہو اور اس جبل پر ایک
مسجد ہو کسی فقیر سے چند مدت ہوئی کہ بنائی ہی اور یہ تحقیق نہیں ہوا کہ حضرت سرور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ پر کس طرف سے چڑھے تھے اور مسجد فتح میں نماز پڑھنے
کے باب میں ایک لکڑی ثابت ہوا ہے لیکن وہ غار جس میں کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم چھپے تھے اور مقام ہی جان آدمی کے سر کا سا نشان ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان ہے علماء کے نزدیک ایسے اثر سے جو اعمام
کے لائق ہوتا ہے نہیں ہوا اور خبر میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد عین
عمر رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر کھڑے ہو کر آیہ کریمہ میں اللّٰهُمَّ اِنِّیْ رَجُلٌ کَفُوْا
مَاعَاکُمْ وَاَلَلّٰهُ عَلَیْکُمْ الْاٰیۃ اور دعای اللّٰهُمَّ اِنِّیْ رَجُلٌ کَفُوْا مَاعَاکُمْ
شہد کا اعتراف کر فرمایا کہ آؤ اور شہدای احد پر سلام پڑھو کہ جنتک آسمان وزمین قائم ہے
جو شخص ان پر سلام پڑھے گا اس کو یہ جواب سلام دین گے پھر اور جگہ دوسرے شہد پر کھڑے
ہو کر فرمایا یہ سرے اصحاب ہیں ان پر قیامت کے دن گواہی دوں گا حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے اصحاب نہیں ہیں فرمایا یا
کیون نہیں ہو لیکن میں نہیں جانتا کہ تم بعد میرے کیا کرو گے اور یہ لوگ میرے سامنے
اچھی طرح سے دنیا سے گئے ہیں اور روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
بچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر جا کر کھڑے ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ کفن
نے اونکے ناک اور کان کاٹے ہیں اور پیٹ بھاڑ کر جگر اونکا نکال لے گئے فرمایا اگر دو
خوف نہ ہوتے ایک تو یہ کہ صفیہ کو غم ہو گا دوسرے یہ کہ میرے بعد یہ مدت رہے گی تو میں اس کو
یونہی چھوڑ دیتا کہ جا فوراً جنگلی اوسکے جسم باقی کو کھا جاتے اور فرمایا کہ ایسی مصیبت مجھ
اب ہرگز نہ ہوگی اور اس سے زیادہ غم کی جگہ پر بھی نہ کھڑا ہوں گا یعنی مجھے ایسی مصیبت
اور ایسا غم پہنچا ہے کہ اس سے زیادہ مصیبت و غم ہو نہیں سکتا اوسی اثنا میں جب علیہ السلام
نازل ہوئے اور وحی لائے کہ ساتون آسمان والوں کے پاس لکھا ہے حمزہ بن عبد المطلب

۱۷
یہ سچ ہے کہ
شیخ رافعی
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

شریفہ کو کھولا تو ویسے ہی تروتازہ پھولوں کی کھلیاں سی لاشیں مع کفن تکلیں گویا کہ گل ہیں مرنے
 ہوئیں ہیں اور جنہوں کو اون میں سے دیکھا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھ کر ویسے ہی رہ گئے ہیں
 ہاتھ کو جدا کرتے ہیں تو زخم سے خون جاری ہوتا ہوا اور ہاتھ کو اٹھا کر چھو دیتے ہیں تو زخم
 وہیں زخم پر چوٹتا ہوا اور ان قبور شریفہ کے کھلنے کے جو واقعے کہ سبب ہوئے ہیں ان میں سے
 ایک یہ ہے کہ بعضی بعضی لاشوں کے دفن میں خلط ہو گیا تھا قرابتی ایک دوسرے کے پاس
 دفن ہوا تھا تو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت صریح سے یا دلالت حال سے یا قیاس
 واجتماع سے ان لاشوں کو نکال نکال کر جدا جدا دفن کرتے تھے اور بعضی قبروں کے کھلنے
 کی وجہ سے جوتی تھی اور اکثر اس بہت سے قبروں کھلیں کہ حضرت معاویہ نے اپنے زمانہ
 امارت میں ایک نہر کھدوا کر اسی شہداء مقدس کی طرف سے جاری کی تھی تو لاشیں نکال نکال کر
 اکٹھا کر دفن کرتے تھے اور امام تاج الدین سبکی شفا را الاسقام میں لائے ہیں کہ جس وقت حضرت
 معاویہ نے نہر نکالی اور نقل شہداء کا اپنے مواقع قبور سے حکم دیا اور وقت ایک کدال حضرت
 سید الشہداء سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پای مبارک میں لگی کہ اوس سے خون جاری
 ہوا اور نقل کرتے ہیں کہ نہر کھدوانے کے وقت اوس کے عامل نے منادی کی کہ ایسے المؤمنین
 کی نہر آتی ہے جس کسی کا مردہ بیان فرمے تو اسے اور مردے کو بیان سے اٹھا کر اور جبکہ لیجائے
 والدہ اسلام اور بعضے شہدای اٹھا کر غیر اٹھائیں بھی دفن ہوئے ہیں اس بہت سے کہ حضرت
 علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ انہیں سے جس کا جہان انتقال ہو وہیں دفن کیا جائے
 چنانچہ مالک بن شان کہ اوسے گروہ شہداء سے ہیں اوس کا انتقال سینے کے اندر ہوا اور ان کو
 وہیں دفن کیا جہاں اب شہور رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین اللہ فیہم اجمعین ذکرہم
 یوم القیامۃ ابی بابا جو وہو النبیان فیضا النبیارت حضرت سید الشہداء
 صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ مقصد اعنی و مطلب اقصای المؤمنین و مسلمین ہے اور اثبات حیات
 انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات میں اب جانا چاہیے کہ باب زیارت حضرت فہم ایشان حضرت
 کون و مکان رسول اللہ و جان علیہ فضل و صلوٰۃ الرحمن میں احادیث بہت سے وارد ہیں
 بعضی بصیرت لفظ زیارت قبر مطلقہ اور بعضی دوسرے الفاظ میں لیکن بطور پر کہ ان سے

۴

۵

۶

۷

۸

کہ جس نے یہ سب کچھ سیکھ لیا اور تحقیق کا دم اوس طور پر کہ بعض فضلاء میں سے کسی نے کہا ہے
 یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کے دو نوع ہیں ایک یہ کہ مقصود سلام بھیجنے
 واسطے کا سلام نہیں ہے دعا اور سوال ہے اس بات کا کہ حضرت حق تعالیٰ و تقدس حضرت
 رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائی ہمیں وہ سلام خواہ بلفظ خطاب ہو خواہ
 بیخفا عیب اور خواہ قائل اور سکا حاضر درگاہ عالم پناہ ہو خواہ غائب آگاہ چنانچہ معنی
 السلام علی محمد یا کہ السلام علیک یا رسول اللہ اس نوع کو بعض علماء جناب
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور اسکا اطلاق اور دوسرے منع کرتے
 ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ اور دوسرے حضرت کے طفیل یہ صحت میں ہو تو کیا مضائقہ ہے اور دوسرے
 نوع یہ ہے کہ مقصود اوس سے تحیت اور اکرام ہے کہ رائے قبر شریف پر حاضر ہو کر کہ جیسا کہ
 کوئی کسی کی مجلس میں داخل ہونے والا اہل مجلس پر سلام کہنے اس نوع کو کسی نے حضرت
 عظیمی کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ سلام بحکم شریعت غرض واجب کرتا ہے جواب رد سلام کو سلام
 پر خواہ سننے و سہل ہو بالمشافہ خواہ بواسطہ قاصد ہو اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اس
 واجب کے ادا کرنے کی رعایت میں احق و اولیٰ ہیں سارے عالم سے اوساگر یہ حکم
 یعنی رد سلام پہلی نوع میں بھی ثابت ہو تو بعید نہیں اور دوسری نوع پہلی نوع سے ممتاز
 ہو ثبوت شرف قرب اور تشریف مخاطبت میں اور وہ خود دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ
 و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو کوئی شخص بختاری است سے ایجاب
 پیر سلام بھیجے میں اوس پر دس بار سلام بھیجون ظاہر یہ ہے کہ اس بات کو مخصوص پہلی نوع کے
 ساتھ کریں جیسا کہ علماء نے کہا ہے اور سنائی باسناد صحیح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
 عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ و تقدس نے
 اک ایسے فرشتے پیدا کیے ہیں کہ زمین پر پھیرا کرتے ہیں اور سلام میری است کا مجھے
 پہنچاتے ہیں یہ غائب کے حق میں ارشاد ہوا ہے اور جو اس ستارہ شریف پر حاضر ہے
 اس کے باب میں دو حدیثیں آئی ہیں ایک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ
 والسلام اوسکا سلام سنتے ہیں اور آپ بھی نفس نفیس اوس کے جواب سلام کے متفضل ہوئے ہیں

سلام
 کہ جس نے یہ سب کچھ سیکھ لیا اور تحقیق کا دم اوس طور پر کہ بعض فضلاء میں سے کسی نے کہا ہے

موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف کی طرف سے گدھے اور آپ کے اوکو میں ہمارے دیکھا
 اور ہوا اسکے اور احادیث بھی دیکھیں ہیں جسے آپ کا ملاقات کرنا اعدا علیہم السلام کے ساتھ
 اور ساتھ اسکے ملک آپ کا مار رہا ماست ہوتا ہے اور بھی ہیتی کہیں ہیں ان حدیثوں کی ما
 اس باب میں کہ جس سجادہ و تعالیٰ انبیا علیہم السلام پر بعد اویں موت کے ارواح شریفہ کو بکھر دیا
 اور تیل تیلہ دل کے خدای تعالیٰ کے سامنے رعدہ ہیں اور ہی اسکے صاحبانہ لحدہ اولیٰ حکم
 قصہ حق صریحاً لکھا کہ جن دنوں ان حضرت میں بھی راہ یا وے گا اور لارم میں آتا
 کہ وہ بھی ہر طرح مریوب ہو گا اس میں کہ کہ اس حال میں سو رہا مارستے گا اور جیسے کہتے
 ہیں کہ اللہ تعالیٰ و قدس سے نشتہ اکو کہ نشتہ اکو اللہ کی قید گناہ اوروں سے چھٹا لیا
 اور بھی یہی کہتے ہیں کہ حدیث معجم میں آیا ہے کہ سادے دونوں سے حاصل تھے کا وہ ہوا
 دن تم لوگ مجھ پرست سادہ رو دیکھا کہ اس واسطے کہ اس دن نماز اور دو مجھ سے کیا مانا ہوا
 صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے مملو ات آپ کی جو کہ عرض کیے جائیں گے
 اور حال یہ کہ آپ نو سیدہ ہو گئے ہوں گے فرمایا جس تعالیٰ نے میں برائیوں کا بدلہ کیا
 حکم کر دیا ہے اور راسد صحیح حسب حدیث میں سعودی اللہ علیہ سے روایت آتا ہیں کہ
 فرمایا حسب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ دیتے ہیں میرے واسطے میں
 میں کہ میری امت کے اعمال مجھے پہنچاتے ہیں اور فرما کہ میرا ذات فرما میرا ہمارے
 واسطے اس واسطے کہ ہمارے اعمال میرے سامنے عرض کیے جائیں گے اگر میرے ہوں گے
 نو میں اور خدای تعالیٰ کا سکر کروں گا اور اگر بد اعمال دیکھوں گا تو مختارے جس ملک
 معصوم کروں گا اس واسطے کہ وہی کہتے ہیں کہ عتیں مکمل کلام یہ ہے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم رعدہ ہیں بعد وفات کے اور جوش ہوں گے ہیں طاعنا ام سے اور انبیا علیہم
 السلام کے انداں شریفہ بویہ ہیں ہوتے قبر میں اور جیتی کتابا الاعدا دیکھتے ہیں کہ انسا
 علیہم السلام کی ارواح شریفہ بعد قفس کر لیتے کے اوکی طرف بھیج دی جاتی ہیں اور وہیں دن
 کی طرح سے خدا کے سامنے رعدہ ہیں اس واسطے کہ عمر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک معراج میں
 ایک جماعت لیا علیہم السلام کے ساتھ اکٹھا ہونی اور ان سے ملاقات کی اور صاحب لکھتے

کی پہلی
 کو ملاحظہ فرمائیے
 اور اس کے
 ہی مسئلہ

کہا یا جو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مال چھوڑا تھا وہ آپ ہی کی ملک میں باقی یا جیسا کہ
 حیات میں تھا اور ثانی طرف منتقل نہیں ہوا جیسا کہ اور اموات کا مال منتقل ہو جاتا ہے اور رسول
 اور کسی یہ ہر کہ آپ کے اہل و عیال پر انفاق کر دیا جائے بغیر اعتبار کرنے اور قسمت کے جو سزا
 میں ہوا کرتی ہے اور سببات کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے شمار کیا ہے
 اور امام آخر میں نے اس قول کی تصحیح کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حضرت صدیق قاضی اللہ عنہ
 سیرت کے موافق ہے انتہی اور ان ائمہ اعلام کے کلام سے نکلتا ہے کہ احکام دینا بھی ثابت
 ہیں پس ایہ علیہ السلام کی حیات حیات شہداء سے اتم و اکمل و اخص ہوتی چنانچہ مذہب سارو
 منصور ہے کہ جیسا کہ ظاہر کلام ہوتی بعضے مواضع میں سببات کی طرف ناظر ہے کہ حیات انبیاء
 علیہم السلام مثل حیات شہداء ہے بلکہ مراد بہت ہی کی نظر تشبیہ ہو اصل حیات میں اور اوشیاد
 استیقا میں نہ ساری خصوصیات میں پس وار و نہوی وہ جو بیان پر بعضے علمائے
 نزاع کی ہے اور کہا ہے کہ اگر مراد اس حیات سے وہ حیات ہے کہ جن سبحانہ و تعالیٰ نے شہداء
 کے واسطے ٹھہرا کر فرمایا ہے بَلِّغُوا رِسَالَاتِ اللَّهِ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَخَلَقْنَاهُمْ فِي خَلْقٍ
 کَسِیِّمًا نَبِیِّنَ ہر کہ شہیدوں پر موت کے احکام مثل منقطع ہو جانے ملک وغیرہ کے جامی
 میں اور کہا ہے اسے بعضے نے کہ امام سے تعجب ہے کہ آپ ہی کہتے ہیں مَاتَ کَسُوْلُ اللَّهِ
 عَنْ کُلِّ شَیْءٍ وَ مَاتَ قَوْلُ رَاضٍ مَرَاتٍ اور ثبت ہوتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
 کرتے ہیں پھر آپ ہی حیات کس طرح ثابت کرتے ہیں اور زرر کشی کہتے ہیں کہ کچھ تعجب کی جگہ
 نہیں ہو مَاتَ فَحَیَّکَ اللَّهُ تَعَالٰی اور شہرستانی غایۃ المرام میں امام آخر میں سے نقل کرتے ہیں
 کہ فرمایا اور بخون سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور جو لوگ آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے
 ہیں آپ ان کو ستنے ہیں اور سبکی شفا را لا استفام میں کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت یوں
 کی نہیں ہے اور جن سبحانہ و تعالیٰ سے آپ کو بعد چکھائے لذت موت کے اور جاری فرمائے
 طریقہ امانت کے زندہ فرمایا اور انتقال ملک وغیرہ مشروط ہے اس موت سے جو ہمیشگی کی ہے
 اور یہ حیات شہداء کی حیات سے اعلیٰ و اکمل ہے اور ثبوت اسکا روح کے واسطے ہے شہداء
 ہی اور یہ بدن پس احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بدن بوسیدہ نہیں ہوتی

انتقال کیا
 سوال میں
 اللہ علیہ السلام
 کے انتقال کیا
 چھوڑ کر اور
 انتقال کیا
 سوال میں
 اللہ علیہ السلام
 کے انتقال کیا
 وہ راضی ہے
 دین میں ہے
 مسلم ہے
 موت لاحق ہوتی
 بجز اللہ تعالیٰ
 سب کو زندہ
 کر دے

اور روح کا بھر آنا بدن کی طرف تو ماسب ہے سارے اجزاء کے واسطے اس میں تنہید ہوں کہ
 غیر تنہید کلام قطر روح کے بھر گرنے کے بعد مانی جہت میں ہے اس طرح کہ بدن میں اس سے
 رمدہ ہو جاتا ہے جیسے دیبا میں رمدہ بھایا بدن سے روح کے رمدہ رہتا ہے اور یہ اب کچھ نہ بھا
 تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں اس واسطے کہ رمدگی کا ملازم ہو روح کے ساتھ اہل سب و عین
 پر کیا ایک سطر سادہ ہی ہے کچھ عقلی نہیں عقل کے سر و یک۔ ہ حائر ہے جس اگر اس پر کوئی دلیل صحیح
 کو دیکھتے تو اسکا اعتقاد واجب ہو جائے گا اور ایک گروہ علماء اسکے فائل ہوئے ہیں اور لوگوں
 ناست کیا ہے اور ہمارے دھما موسیٰ علیہ السلام کا مریض جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے بکا دست
 اس واسطے کہ ہمارے علماء ہر بدن کے ہین ہو یا اور اسی طرح وہ حساب جو سب مخرج میں کو
 ہوئے اور ایمان علیہم السلام کی طرف سے سب ہیں وہ سب صفات احسام ہیں ابھی حائما چاہتے
 کہ سب اہل سب و عین کو اسات کا اعتقاد ہے کہ سارے اجزاء اجزاء کو عموماً اور اسی علم
 اسلام کو کہ سادہ اور اکات میں علم سمیع کے ماسب ہیں اور ہر کو یقین ہے اسات کا کہ مریض میں
 سحر رمدہ ہوتا ہے جسکا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور کوئی حدیث اسات میں وارد نہیں ہوا
 کہ بعد رمدہ ہو جائے سکے بھر دوسری دفعہ قبر میں مہر جاتا ہے ملکہ نعم قمر اور نہ حد اب قمر کو قیام
 جیاست تک اور اک کرنا ہے اور اس میں شک نہیں کہ ادراک کرنا شرط حاک ہے لیکن کیا اس کو
 حیات کسی ایک حرم میں اس کے احرا سے اس طرح ہے کہ جس سے اسکا حتم قائم ہو جیسا کہ پیا
 میں قائم تھا و لیکن ان حلیوں سے جو حیات ایمان علیہم السلام پر ولالت کرتی ہیں اس کے بدن
 شریعت کی حیاسہ ناست ہونی ہے حصر طرح پر دسائیں مگر اس طرف ہے کہ حیات مبادی
 تسمیٰ عدا ہے اور اس حیات میں عدا کی طرف احادیث میں اور جس تعالیٰ قادر ہے کہ
 جس طرح یا میں ۱۱ اگر کھائے بیٹے سے ساتھ رمدہ رکھتا ہے وہاں بھر کھائے بیٹے سے
 رکے اور ایسے بعض کیاب بدن میں پیدا کرے کہ جسکی ہمت سے عدا کی طرف احتیاج اور
 العات ہو جائے دیا میں بھی عسی احوال میں کسی تیم یا کسی عسی کے لاجی ہوئے سے
 کبھی اسکا ہوتا ہے کہ بدنوں آدمی کو کھائے بیٹے کی طرف ایفادات ہیں ہو یا اور حاجت ہیں
 یثلیٰ اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ حیات کھائے بیٹے سے ہوتی ہے تو دلیل حصر میں ناست

ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جیسا کھائے پیئے کہ حیات کا سبب ٹھہرایا ہے اسی طرح اور اسباب بھی
 اس کے پاس ہوں کہ جن پر بقای ابدان منوط ہو ان کے علیٰ کمال سے فکر کرو اور قذوۃ لمحققین
 کمال الدین بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ مسائرہ فرماتے ہیں کہ بعد اتفاق کرنے اہل حق کے بہات پر
 کہ قبرین روح اس مقدار اعاوہ کرتی ہے کہ جس سے مردہ نعیم و عذاب کو قبرین ادراک کر سکتا ہے
 بہت سے اشاعرہ اور حنفیہ نے روح کے اعاوہ میں تردد کیا ہے کہتے ہیں کہ روح اور حیات
 میں کچھ ملازمہ نہیں کہ بغیر روح کے حیات ہونی نہیں سکتی اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ بدن کو بغیر روح کو
 زندہ رکھے اور یہ جو دنیا میں معاین ہے کہ بقای حیات روح سے ہوتی ہے یہ ایک امر عادی ہے
 کچھ عقلی نہیں ہیں بعضی علمای حنفیہ قائل ہوئے ہیں ساتھ وضع روح کے جسد میں اور بعض
 قائل ہیں کہ انفصال روح مٹی کے ساتھ ہوتا ہے اور روح مٹی و نوٹون الم پاتے ہیں انتہی
 فصل جانا چاہیے کہ حیات انبیاء علیہم السلام اور تربت آثار حیات میں کسی عالم کا خلاف نہیں ہے
 مگر اسید اللہ بہتے بعض علماء کا خلاف ہے کہ وہ حضرات علیہم السلام زندہ اپنی قبروں میں ہیں
 ٹھہرے رہتے ہیں یا انکو کہیں اور لیجاتے ہیں شیخ علاء الدین قونوی کہ محققین علمائے شافعیہ
 سے ہیں کہتے ہیں کہ اسباب میں جو کچھ محض ظاہر ہوا ہے یہ ہے کہ اعتقاد موجود اور زندہ رہنے
 انبیاء علیہم السلام کا قبروں میں ویسی حیات سے جو وفات سے پہلے ثابت تھی کچھ غریبی مسئلہ
 نہیں ہے کہ اوسمیں دلیل ظنی پر اکتفا ہو مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ ان حضرات کی پہلی حیات
 زائل ہو گئی اب اوسی حیات کے عود کرنے کے اثبات پر دلیل قطعی درکار ہے تاکہ اعتقاد اسباب پر
 راسخ ہو اور ساتھ اس کے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حضرات علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پاس
 زندہ ہیں ایسی حیات سے جو اس حیات متعارف سے اکمل و اشرف و اعلیٰ ہے اور ہم اعتقاد رکھتے
 ہیں کہ حضرت سید المرسل صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ رفیق الاعلیٰ کے سموات علما میں ہو جو دلائل
 یہ حالت افضل و اکمل ہے اوس سے کہ قبر شریفین میں ٹھہرے رہیں اگرچہ حدیث نبوی سے ثابت
 ہے کہ عمن کی قبر میں جہان تک نگاہ جاتی ہے وہاں تک وسعت و فصاحت کر دیتے ہیں چہ جامی
 قبر شریف سید اہل اصطفاء و سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گمان تک وسعت نہوگی لیکن آپ کا
 رہنا قبر شریف سے جنت اعلیٰ میں جگہ عرص سموات و ارض ہے اکمل و اعلیٰ ہے ساتھ اس کے کہ

۱۰
 تحقیق
 اللہ تعالیٰ
 اور ہر چیز
 کے قادر
 ہے

لا یسأله انبیاء علیہ السلام کما قبورین رکبا جائعا من اور مشاہد ہر اور اسلانی ہنا ہر اپنے خیال پر
 تو یہ غلط ہونا چاہیے کہ کوئی دلیل قطعی اس کے خلاف بر قائم نہ ہو اور حقیقت میں قائم نہیں ہو
 یہ ثابت ہو اگر بس حیات کی کہ قطیعت ثابت ہوئی ہو وہ قبورین ہو گی نہ سموات میں اور عالم
 اور تحقیق اہل حدیث اور تشریح اس کے اسباب میں کہ حدیث اکابر کثیرہ کا پیکر کوئی اور اس طرح
 انکا انکار کچھ غلطی کے تحت الی آخر ہما صحت کو نہیں پونجی ہیں اور ثابت نہیں ہو میں اور اس پر
 کی روایت کرے والوں میں کوئی ایسا ہو کہ سو حفظ وغیرہ سے مطلق ہو اور اگر یہ حدیثیں
 صحیح ہوں تو تاویل اس کی یہ ہو کہ مراد ترک سے نہ شغل رہنا ہی عبادت سے اور بعد گذر جا
 رت کے بھی قبر ہی میں مشغول نماز و طاعت حق تعالیٰ و تقدس ہیں بلکہ حضرت سرور نبیا
 صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں آیا ہو کہ کوئی پیغمبر ایسا نہیں کہ بعد تین دن کے اپنی قبر سے
 اٹھ جائے مائے سوا میرے کہ میں نے اس پروردگار تعالیٰ سے اپنی امت میں قیام قیامت
 تک ہنا مانگ لیا ہو تاکہ میری امت بحکم مٹا گاں اللہ لیعدا بھم و انت فیہم منزل ملا و عذاب
 سے محفوظ رہے اور ہو جب باقی اس حدیث کے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ استمرار و ایشگی قبر میں
 حقیقت حیات حضرت سرور نبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو اور سارے انبیاء
 علیہم السلام کو اہل حیات عند اللہ تعالیٰ ثابت ہو جس پر کاف انفاق ہو و اسد علم روایت کرتے
 ہیں کہ جب مشددون نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو بعض صحابہ
 رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کے حضور میں عرض کیا کہ ہم لوگوں کے نزدیک مصلحت یہ ہے
 کہ آپ اس شام سے جا بیٹے تاکہ اس بلا سے آپ کو نجات ہو فرمایا کہ میں ہرگز روانہ کھوں یا آپ
 کہ اپنے دارالہجرت سے جدائی اختیار کروں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے کو چھوڑ دوں
 اور قسبہ سعید بن مسیب کا ایام واقعہ حرہ میں حجۃ مبارک سے اذان کا میں ورتاک سننا
 مشہور ہو کر وہ جو فوفوی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہشت برین میں تشریف رکھنے کو
 ترجیح دی ہو آپ کے ہمیشہ رہنے پر قبر میں اسکا جواب یہ ہو کہ جب ایک ایک ان فی مومن کی قبر
 ایک باسجہ ہو یا بچن جنت سے توفیر و راز کہ قبر تشریف حضرت سیدالا ولین سیدالآثرین
 صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ریاض جنت ہو گی اور یہ بھی ہو سکتا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ السلام
 اس کے بعد لکھا
 انکو توفیق
 اور کئے تھا

کو قمر سر پہی میں سُرف و نمود سے ایک ایسی حالت ہو کہ آسمان و زمین جنت سے محاب
 اوٹھ گیا ہو بغیر کسب کے کہ آیت ہاں سے فعل فرماؤں ہوا سے کہ آخر سارے ررح کے
 احوال کے احوال بریاس میں کیے جاسکتے اور وہ جاؤں دو ماہوں کی بطس میں ایک
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قمر میں مار بڑھا دوسرے حضرت سرور امیا علی علیہ السلام
 ملاقات کرنا اور کئے ساتھ آسمان میں فوہی سے کہا ہو کہ امیا علیہ السلام ما جو راسات کے
 کا دکان ٹھہراؤ آسمانوں میں اتر کھی اسی سروں کی طرف بھی رسول فرما ہوں تو وہ شخص عا دیکے ہوا
 کا قمر میں دعویٰ کرنا ہو اسکے عکس کی طرف جانا ہو اور کہا ہو کہ ما جو داو کے قائم ہے کے
 ایسے موزن ترہہ میں بعضے اوقات قمر و دی سے کہ اوس عالم میں ایک عیاب کی گئی ہو
 سموات پر بھی عرش فرماتے ہیں ماکہ سکھا ہو کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی علیہ وسلم نے امیا
 علیہ السلام کو قمر میں ایسے مری کی وہ آسمانوں سے دیکھا جس مری سے کہ مذکور ہے
 تو اس صورت میں حال فاعل سے ثناء مفعول سے اس سفر آسمان میں حضرت صلی علیہ وسلم
 کی صفت ہو یہ صفت امیا علیہ السلام کی اگرچہ یہ مایل خلاف طائر ہو اور شیخ اس الی حمہ رحمہ
 میں کہتے ہیں کہ یکینا حضرت صلی علیہ وسلم کا امیا علیہ السلام کو یہ جواب میں کئی دھوکا
 احوال کہتا ہو اول یہ کہ او کو اوسکی قمر میں آسمانوں پر سے دیکھا ہو اور عا یہ ہو کہ حضرت
 حق تعالیٰ نے حضرت صلی علیہ وسلم کو اس قسم کی قمر سری حساب فرمائی ہو مطلق
 اوسکے جواب سے دیا ہو کہ **لَا تَكُنْ مِنَ الْخٰتِلَافِ وَ لَئِنْ كُنْتَ مِنْهُمْ لَمِنْ اَخْلَافٍ** وہ دوسرے کا
 اچھا لکھا ہو ایک تو کہ جنت و مار کو اسی جگہ سے ملاحظہ فرمایا ہو جیسا کہ کوئی کہے
لَا تَكُنْ مِنَ الْخٰتِلَافِ دے مکتوبی میں **الظَّاهِرِ** تو ملاحظہ طاق ہو دوسری یہ کہ جواب
 و مار کو اسد تعالیٰ نے عرص حال میں تمثیل کی ہو اور قدرت دونوں کی صلاحیت کہی
 دوسری وجہ یہ کہ حائر ہو کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانوں میں امیا علیہ السلام
 اسد کو یہ دیکھا ہو ملکہ اوسکی آواز مریہ کو دیکھا ہو اومیں کی صورتوں میں تیسری وجہ یہ کہ
 ماورائی محل غلا تارہ اوس رات کو حضرت سرور امیا صلی علیہ وسلم کی تعظیم و احلال کے واسطے
 امیا علیہ السلام کو قمر میں سے اوشکا کر آسمانوں پر سے گیا ہو تاکہ اوسکی اہمت سے حضرت

۵
 دیکھا ہو
 ملاحظہ فرمائیے
 میں اس سے
 دیکھا ہو
 کوئی مسئلہ میں
 عام ہے

بشارت و انشائات کی توجہ کوئی اور امر منظور نہ ہو کہ ہمدردی اور سہراطلال نہیں یہ ساری میں منجمل ہیں اور
 ان میں سے کسی ایک کو دوسری پر جان نہیں اور قدرت کا ملکہ کل کی صلاحیت کبھی ہے
 انتہی اور جو کچھ کہ حضرت علیؑ علیہ السلام کے وجود و باوجود کے قبر شریف میں ہوئے زیر
 ولایت کرتا ہوا زجلہ اور سنگے واقعہ سلطان سعید نور الدین شہید ہو کہ میں یا تجھ ستاون میں اقم
 ہوا یعنی سلطان کا حضرت علیؑ علیہ السلام کو ایسات میں ہیں بارغاب میں دیکھتا اور فرمانا ایسا
 سلطان سے کہ ان دونوں کے شہر سے اچھے بچا اور ہو پوچھا سلطان کا ایک ہزار آدمی تھے کہ
 میں نے طلبہ میں اور ان دونوں ملعونوں کو پکڑنا اور قتل کر کے اونکو جلوادینا اور اسکے بعد حجرہ شریفہ
 کے گرد خندق کھدوا کر سیسا گلا کر نیو بھرنے لانا چنانچہ تفصیل اسکی بیان فضائل مسیحی میں کر چکی
 ہے اور اس قصے کو سارے مورخین درینہ طلبہ نے ذکر کیا ہے اور اسکی تفہیم کی ہے اور ان میں
 میں جو بڑے بڑے علمای مشہورین داخل ہیں جیسے شیخ جمال الدین ہطری اور محمد بن نور زاباد
 اور امثال انکے علمای اعلام سے اور امام عبد اللہ یافعی لکھتے ہیں کہ بعضے علمای باطن نے
 کہا ہے کہ سلطان نور الدین شمار کیا گیا ہے چالیس اولیا میں سے اور زائبا و کا صلاح الدین
 تین سو میں سے اور ابن اثیر کہتے ہیں کہ میں نے تواریخ ملوک کو قیام کر کے دیکھا تو بعد
 خلفای ہاشمیین اور عمر بن عبد العزیز کے کوئی پادشاہ نور الدین کے برابر نیک نہیں
 نہیں پایا اور ہمدردی ہے کہ اس کے ترجمے میں اس قصہ مشہورہ کو ذکر نہیں کیا و اللہ اعلم
 بعد اسکے جانا چاہیے کہ علامہ قونوی بعد اسکے کہتے ہیں کہ یہ گمان نکرنا چاہیے کہ القات
 اور قتل انبیاء علیہم السلام کا قبور کی طرف سے بالکل منقطع اور مرتفع ہو گیا ہے بلکہ درمیان اونکے
 اور اونکے قبور شریفہ کے ایک ایسا علاقہ خاصہ مستورہ ثابت ہے کہ دوسری جگہ میں ثابت نہیں
 اسی طرح درمیان سارے قبور مومنین اور ارواح مومنین کے ایک نسبت خاصہ سمی ہے
 کہ جسکی بہت سے اپنے زائرین کو پہچان لیتے ہیں اور جواب سلام دیتے ہیں اور دلیل
 اسکی یہ ہے کہ سارے اوقات میں زیارت کا استحباب آیا ہے بعد اسکے بہت سے احادیث
 اس باب میں نقل کر کے کہتے ہیں کہ یہ سب احادیث دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ فرنگوں
 اور اک و سماع حاصل ہے اور اس میں شک نہیں کہ سب ایک ایسی صفت ہے کہ مشروط ہے

مسلحہ یعنی بعد
 نورد کے قتل
 انبیاء علیہم السلام
 میں قتل ہوئے
 اور

حیات کے ساتھ کسی بھی شے میں نہیں ملتی اور کسی حساب و ہدایت میں نہیں ملتی
 اور حیات تنہا ہے حیات دیا علیہم السلام کی کامل برتری اور بعض اسباب میں کہ جماعہ ہر
 شے پر وہی ہو طواع الدین کی سے نکل کر اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے مخصوص کیا
 فصل اول کہ اس مسئلہ کی حقیقت میں یہاں مسئلہ ہے مسئلہ کا اعلان ہوا دوست صاحب کی طرف
 اس مسئلہ سے متعلق ہیں اس بارہ کہ باہمی مسائل نظر آیا کہ اس مسئلہ کی کس قسم کے
 موجب ہو گا کہ میں اللہ تعالیٰ سے بھلائی حاصل کروں گا اللہ تعالیٰ کے لئے جو فیصلہ میں اسکا
 مشہور ہو وہ یہ ہے کہ یہ عبارت یعنی بیکرا مارک ہوئی پہلی اسد علیہ وسلم کا بدن سربس
 و سلام کے مسئلہ کسی ایک مثنیٰ کے سلام کر کے وقت نکال کر تکی ہو اسباب
 کتاب کی حساب و اتم ازہم کی کے ساتھ ہیں واسو اسطے لکھا اگر آپ کی حیات و اتم اور ہر
 کو سلام کے وقت بیکرا مارک کے کچھ مثنیٰ ہوں گے کیونکہ مثنیٰ واد کے
 ہی ہیں کہ سلام کے وقت بیکرا مارک کا حادث ہوا ہو کہ ساتھ اس کے ونام کر رہیں
 اور جواب اس اشکال کا علمائے متہم ہی دہوں گے میں اس کا ہوا ایک وجہ ہے کہ کسی
 حدیث کے میں کہ حق حالی و قدس بیکر لایا ہو میری طرح کو ہے کہ میں و سلام کا مال
 مگر اس میں جس طالب انہوں کو سب سے بابت کرے وہ اسد بخوبی کے لنگو ہو گئے اس
 کہ محال و محالہ و ماضی حال و زمانہ فعل کے ساتھ اس واسطے کہ وہ کلام چاہا ہی
 اسباب کو کہ و سلام اور اعادہ آپ کی طرح کا امتی کے سلام کے وقت سے متعلق ہو
 نہ اس کے وہ مایہ دو و سمری وجہ ہے کہ دروچ سے دروچ کا بیکرا مارک ہوا
 ہو دروچ الدین و اطرواعطر کے موعہ ہوئے اس عالم کی طرف تہذیب و حق تعالیٰ رشتہ ہوا
 اصلی کی طرف سے اور رسولوں کے کہا ہو کہ نہ کلام حساب ہوا اہل ظاہر کے ہم کے معیار
 کہ بجا سامروں کا بیکرا مارک کے روح کے نکل و مسودہ میں ہوتا اور علامہ کلام کا کیا ہے
 سے سے اور جواب اس اشکال کا لودہ اتم و اہل باطن طور ہو کہ اگر دروچ کا ظاہر ہی ہے
 حل نہیں تو محشی لازم آتا ہے کہ غالب شریف میں بقایا ہی روح شریف و اتم و مسودہ ہو اسطے
 کہ حسب یہ کسی اسی کے سلام کے وقت روح مبارک غالب شریف کی طرف جواب سلام

دروچ الدین و اطرواعطر کے موعہ ہوئے

دینے کو پھیر لائی گئی تو پھر دوبارہ قبض ہو جانے کا اعتقاد بغیر دلیل کے ثابت نہ ہوگا
 ورنہ لازم آئے گا کہ اسے حساب موتین طاری ہوں اور سہبات کا کوئی قائل نہیں ہو سکتا
 مائل ان کا التزام کرے گا اس واسطے کہ یہ ایک نوع تعذیب ہو ساتھ جسکے کہ کوئی ساعت
 ایسی نہیں ہے کہ ایک اتنی آپکا آپ پر سلام نہ بھیجتا ہو پس لازم آئے گا دوام حیات و دروہم
 و سلام اور شیخ مجد الدین شیرازی کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں اگر دروہی فی باقی
 جسد ہی وارد ہوتا تو البتہ ہمیشہ زندہ نہ رہتے کا تو ہم ہوتا اور یہ تو وارد نہیں ہوا بلکہ وارد ہوا
 علیہ الرحمۃ صحیح بخاری و مستدرک و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و مسند احمد و مسند ابی یوسف و مسند ابی داؤد
 کہ روح عبارت ہو کسی خاص وضع کے پیدا ہونے سے ساتھ اصل وجود حیات کے فنا ہونے
 بحث میں مصرحی کہتے ہیں کہ اس کے معانی کیا ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا ایسی اور انبیا کو شب معراج میں اور حضرت
 موسیٰ و حضرت یونس علیہما السلام کو حج کے واسطے آئے دیکھا اور لبیک پکارتے
 چنانچہ دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ گویا میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں کہ ثنیر سے
 اترتا ہے اور لبیک کہتا ہے اور اسی طرح فرمایا کہ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یونس لبیک
 کہہ رہا ہے اور حال آنکہ نماز و حج وغیرہا من العبادات اعمال دنیا سے ہیں جو تکلیف و
 امتحان کا گھر ہے اور در آخرت میں کسی قسم کی تکلیف و امر نہی نہیں ہے علمائے اس
 سوال کے جواب بھی چند وجہ سے دتے ہیں اول یہ کہ یہاں صلوة بمعنی ذکر اور دعا کے
 ہے اور ذکر و دعا اعمال آخرت سے ہے دوسری یہ کہ انبیا علیہم السلام افضل ہیں شہداء سے
 اور شہداء زندہ ہیں خدا کے پاس پس حج و نماز کرنا اونکا کچھ بعد نہیں تیسری یہ کہ انبیا
 علیہم السلام کے حالات زندگی کے وقت کے ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے
 گئے اسی واسطے آپ نے ارشاد فرمایا و کان فی انظر لانی یونکنی اور بعض کہتے ہیں کہ بزخ
 میں جاری ہونا احکام دنیا کا ثابت ہے اور استکثار اعمال اور زیادت اجر کو منافی نہیں اور منقطع
 ہو جانا اعمال کا قیامت کے دن کے ساتھ خاص ہے اور قیامت میں بھی جو منقطع ہے تو
 تکلیف و امتحان ہے نہ مطلق عمل ورنہ وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۴
 صحیح بخاری و مستدرک
 و ترمذی و ابوداؤد
 و ابن ماجہ و مسند احمد
 و مسند ابی یوسف و مسند ابی داؤد

شفاعت کے وقت سجدہ کر سگئے تو وہاں جی سجدے کے سوا عبادت و عمل کے کچھ نہ
 اب حاسا ماسیہ کہ منی تنبیہ کے جو حدیث میں لکھا ہے کہ اظہر قاضی ہوا اور کیا ہیں تمہیں
 کہتے ہیں کہ یہ روایات اب ہر حال میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آج
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: **يُرْوَى عَنْكَ اَنَا كَاثِرٌ وَكَثْرَةُ الْكُفَّاتِ بِالْكَفَّةِ**
 اور یہ اب میں جاری چہرے کے دیکھنے کے حکم میں ہے اور تمہیں کہتے ہیں کہ یہ جہاں
 اول حیرتوں سے ہیں جو کہہ کہ احوال آتیا علیہم السلام کے وحی سے آپ پر ظاہر ہوئے
 ہیں اور کو آپ کے کمال میں سے حکم شاہدہ اور عیاں کا دے کر دست اور سلسلے سے
 نصیر وانی ہے اور سچ علماء الدین تو یوں کہتے ہیں کہ عید ہمیں ہے یہ کہ کہا جائے کہ درواج
 مقدسہ علیہم السلام بعد معارف کے امدان شریعت سے سرزد ملا کہ کہ ام ہیں ملک اور سے
 اصل اور حدیث کہ ملا کہ مختلف صورتوں میں شل ہو جاتے ہیں اسی طرح حائر ہے کہ درواج اعلیٰ
 علیہم السلام بھی متزلزل ہو جائیں اور ممکن ہے کہ یہ تصرف نصیحت حاصل مدوں کو حالت
 میں بھی ہو اور ایک طرح چند مدوں میں سوا مدوں مہودہ کے تصرف کرے حایجہ سے
 محققین میان حیثیت امدال میں لکھتے ہیں کہ کمی ایسا ہوا ہے کہ ایک ایں ہیں سے ایک
 حکم سے دوسری جگہ حاما ہے اور پہلی حکم اور اسکے بدل اسکی شیخ و سال ہی ہے اور وہی
 قدس اللہ سرہ ہم درمیان عالم احصاء اور عالم ارواح کے ایک عالم اور وسطا ت کرتے
 ہیں اور اسکا نام عالم مثال کہتے ہیں اور اس عالم کو عالم احصاء سے لطیف تر اور عالم ارواح
 کثیف کہتے ہیں اور ظاہر ہوا اور ارواح کا صورتوں مختلف ہیں اور ظاہر ہوا حضرت حمرزل
 علیہ السلام کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصوں میں بصوت و جہ کلیدی صلی اللہ علیہ وسلم
 حضرت مریم کے ساتھ بصوت شہرہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی عالم مثال میں ہے اور اسی اور
 کر کے حائر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام باوجود ہسات کے کہ چھٹی آسمان پر سر ہوں
 انہی قبر سر پہ میں بھی بصوت مثال متزلزل ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 وہ دونوں حکم اور کو شاہدہ فرمایا ہو اور بعد اس کے کہ عالم مثال کے ہر مسئلے کا
 جواب نکل آیا ہے اور ہر مسئلے سے اسکالات مل میان سعت حمت و راو سے ملاحظہ فرمائیے

کہ میں نے اس کے
 کہ میں نے اس کے
 کہ میں نے اس کے

منحاصلین مثلاً مثل ہو جاتی یا انتہی کلام الشیخ اور حقیقت یہ ہے کہ تحقیق سلسلہ حیات انہیں
 علیہم السلام اور غیر انہیں کے متوفی ہیں اس عالم کے سمجھنے پر اور تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے دیکھنے کی حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کو اس شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جو
 روحانیات کے زمان و مکان کو سمجھے اور نیز اور فرق کرے دریاں یا دریاں مان و مکان کے
 اور دریاں مان و مکان جہانیات کے جیسا تحقیق صوفیہ نے کیا ہے کہتے ہیں کہ اس عالم
 میں نہایت طرف نہیں مستقبل و حال کے منقسم نہیں ہے اور حالت ہونی نہیں علیہ السلام
 کی محلی کے پیٹ میں عبور کرنی موسیٰ علیہ السلام کی دریائی نمل سے اور حالت جو دائرہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی ہے پس حالت و بہت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اون
 حضرات علیہما السلام کو قصد حج میں اور لبیک پکارتے وہی حالت ہے جو اون حضرات نے
 اپنی حیات میں قصد حج کیا تھا اور لبیک کہا تھا اور حقیقت اس حالت کی اور پہچاننا اور سکا
 اعلیٰ و ارفع ہے اس سے کہ ان کے مثل کے قائل ہوں اور کہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اونکو اونکی صورت مثالیہ میں ملاحظہ فرمایا اور چونکہ ان مباحث میں طول نہایت مفصلاً سے دور
 پڑنا ہے اس واسطے ہی پر قلم لازم ہوا واللہ اعلم کو و علیہما السلام
باب سہمدرہوا ان بیان حکم زیارت قبر اعظم و اطہر و اقدس سید الانس و الجن صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ السلام میں کہ واجب ہے یا مستحب اور بیان توسل و استدعا میں ساتھ اس جناب منقبت قباب
 و جنت باب کے علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و السلام زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ
 اصحابہ و سلم کی باجماع علمای دین تو لا و فاعلاً سب مندوں سے فہمیل ہے اور ہمارے مستحبات
 سے ہو کہ ترقاضی عیاض حمد اللہ کہتے ہیں کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی وہ سنت ہے جس پر سب کا اجماع ہے اور وہ فضیلت ہے جس میں سب کی رغبت ہے اور بعض علمای
 مالکیہ کو جب کہتے ہیں اور دوسرے اس قول کے تاویل سنن واجبہ کہہ دیتے ہیں اور گویا کہ اور
 سنن واجبہ سے سنن ہو کہ وہ ہیں نہایت تاکید کر اور اکثر علما اس بات پر ہیں کہ سنت زیارت بعد
 او اگر نہ فرض حج کے ہے قاضی حسین کہتے ہیں کہ جب حج سے فارغ ہو چکے تو چاہیے کہ
 کہ ملزم کے پاس جا کر ٹھہرے اور دعا کرے بعد اسکے مدینہ کو روانہ ہو اور حضرت سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف حاصل کیسے تھا سی ابو الطیب کہتے ہیں کہ علیؑ جو اس
 کے استحقاق پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرے اور جس میں پانچ نام اعظم
 ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس حاجی کے واسطے یہ جو کہ پہلے سکے میں
 اور مابینک حج بخالا و سنے بعد اس کے مذیت میں آوے اور زیارت سے مشرف ہو اور
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک سارے مسدودات سے
 افضل ہو اور سارے سختیات سے موکد و سب درجہ واحیات جو اور چاروں مذہب کے
 علمائے حج کے مقدم کرنے کی تصریح کی ہو اور سنے کہتے ہیں کہ اگر مدینہ منورہ کی راہ
 میں ایسے ذوالی یہ ہو کہ پہلے مدینہ منورہ کی زیارت کرے بعد اس کے حج کرے تو جائے
 اربعین صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ راہ حج مدینہ منورہ کی طرف سے ہونی اسے بھی زیارت
 مدینہ منورہ کو مقادیر کئے اور لواریم و سب سے ٹھہرانے اور ماحولہ سے معاف کو قصد کرے چنانچہ
 زیارت مدینہ منورہ کے مقدم کرنے میں کسی قسم کا ماف میں ہو تو مباح الدین کی ہے حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تعلیم کی تعلیم کو اصول اربعہ ترجیح مایاں کیا ہو مگر کیا اللہ تعالیٰ
 کے قول سے وَلَوْ كُنَّا ظَالِمِينَ لَآتَيْنَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْكُمْ فَكَفَرْتُمْ بِهِ فَتُحَادِّثُكُمْ وَلَوْ كُنَّا ظَالِمِينَ لَآتَيْنَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْكُمْ فَكَفَرْتُمْ بِهِ فَتُحَادِّثُكُمْ
 کرتی ہو درگاہ رسالت یہاں میں حاضر ہونے کی ترغیب دے اور رسالت کی ترغیب دے کہ آؤں
 آسمانہ شریف یہ حاضر ہو کر سوال معصرت کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمدرد
 مانگیں اور یہ ایک سہ عظیمہ ہو کہ مستقطع ہونے والا نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کی حالت حیات و ماب برار ہو اور ہتھنکار و ماب آب کا امتداد کے واسطے سب
 و مات کے وقت ملاحظہ کر اسے ملائکہ کے ماحامی اعمال امت کو حیا کہ فصل سابق میں مذکور
 ہو چکا ہو راستہ ہو اور آب کے کمال حمت سے کہ امت کے حال پر مدد دل ہو چکا ہو
 کہ آسمانہ شریف یہ حاضر ہونے والے کے حق نہیں ہے است اوروں کے ہتھنکار ماب
 اربعہ و ایک ہو گا اور سارے علمائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات و ماب
 ماب یہاں اس آیت مجیدہ سے سمجھ کر آداب زیارت میں حکم دیا ہو کہ اس آیت کو حنفوی سمجھ
 وقت پر دیگر طلب معصرت اس حساب رسالت آب سے کیا کریں اور حکایت اس اعلیٰ

حضرت علیؑ کی زیارت
 جو ماحولہ سے معاف
 کرے چنانچہ

سلام اللہ علیہ فی قبولیت و عاکے واسطے تریاق اعظم ہی اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ میں
 چار آدمیوں کو اولیائی کرام سے پایا کہ اپنے قبور کے اندر بھی ویسا ہی تصرف رکھتے ہیں
 جیسا کہ حالت حیات میں رکھتے تھے یا زیادہ اوس سے ایک شیخ معروف کرخی رحمہ اللہ جیلہ
 دوسرے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دو شیخ اور ذکر کیے ہیں اور بعض حکماء
 مذہب نے قبور کے ساتھ استمداد کرنے میں خلاف کیا ہے جیسا کہ شیخ جمال الدین بن مسلم
 نقل کرتے ہیں واللہ اعلم ابو محمد مالکی کہتے ہیں کہ سوا ہزار مقدس حضرت سید المرسل صلی اللہ
 علیہ وسلم اور فرارات جمیع انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے اور قبور سے قصد انتفاع کرنا بدعت
 ہے امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ستنے کرنا اس بعض قبور شریفہ انبیاء علیہم السلام
 کو صحیح ہے مگر اور قبور کے ساتھ قصد انتفاع کو بدعت کہنا محل نظر ہے انتہی اور کبھی بارت
 قبور واسطے حق ادا کرنے اہل قبور کے بھی ہوتی ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہت مانوس
 حالت میں استاموقت ہے جبکہ کوئی اوسکے آٹھاؤں میں سے اوسکی قبر کی زیارت کو اوس
 اور سب بات میں احادیث بہت وارد ہوئی ہیں اور حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ من ذکر قبرہ
 ابویہ فی کبلی جمعۃ و احدثہا کتب باذکارہ ان کان فی اللہ یا ما فیکل انکھا عاقبا
 اور قبر مبارک حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں یہ سب معانی مذکور و حاصل
 ہیں اور امام مالک سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مکر وہ رکھتے تھے سب بات کو کہ کوئی کے
 زکاة قبر کے لئے صلی اللہ علیہ وسلم اور اس قول کی وجہ کراہت میں اختلاف ہے عبدالحق
 مصطفیٰ کہتے ہیں کہ وجہ اوسکی یہ ہے کہ زیارت ایک فعل ہے کہ کرنا اور نکرنا اوسکا برابر ہے اور حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت واجب ہے اور قاضی عیاض مالکی کا مختار یہ ہے کہ یہ کراہت
 زیارت کی اضافت قبر کی طرف کرنے سے پیدا ہوئی ہے پس اگر زکاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کہے تو کچھ کراہت نہیں اور قبر کی طرف اضافت ایک حدیث کے وارد ہونے کی وجہ سے
 مکر وہ ہے ورنہ کہ اللہ لا یجعل قبری و نسا بعد ان شئنا عصا لہ علی قوم اخذوا و امو
 انبیاہم من مساجد اور اصل زیارت اگرچہ اس قبیل سے نہیں ہے لیکن اس زبان کے نغمہ
 رکھنے میں احتیاط ہے جیسا کہ طریقہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہے سد ذرائع میں لیکن واقع ہونا لفظ قبر کا

لغة زیارت کہتے ہیں کہ کسی مساجد میں صلی اللہ علیہ وسلم کے

اسے
 ان بابی
 کی زیارت
 کر کے
 ایک اون دن
 کی تو
 بلعینہ کی زیارت
 والہ کی
 اگر قصد انتفاع
 اس سے پہلے
 ان بابی کی زیارت
 کرنے والا
 علی بن ابی حمزہ
 اس کے
 بن کر جیسے لوگ
 یوحنا بہت برا
 غضب کا اس
 قوم پر جس نے
 بالبابیوں
 کی زیارت
 کیوں
 کیوں

حدیث میں اسباب کا سانی ہو سکتی تھیں کہ شاید یہ حدیب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی ہوگی یا جو مجدد و موعود عیسیٰ میں ہوگا اور اس رسد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی کہے **ذُرْتُ السَّيْرَ طَلَمْتُكَ اللَّهُ وَعَلَيْكَ بِمُؤْمِنِكُمْ** تو میں کہہ دوں کہ تمنا ہوں کیونکہ عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلسم ڈالیں اسباب سے کہ کوئی بابر کھائے اور بھی اس قدر کہتے ہیں کہ وجہ کراہت کی یہ ہے کہ کرب استعمال اہل رب ربان کا امور میں ہوا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردہ مردہ ہر مردہ سے سوائے اللہ کے اور کعبہ کے کہتے ہیں کہ رب ربان اکثر اوقات واسلسا احوال میں مردے کو رفع صحائے کے واسطے ہوتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رب ربان اسی میں ہے ہر مردہ میں جمع ہے کہ اہل رب ربان عمت مار جانا ہر وہ صاحب لفظ کے ہے اور وہ مردوں کے مردہ مختار عدم کراہت ہے اور یہی ظاہر ہے کہ فصل اہل مکر اعدیا کر یا سفر کراہت قرسی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اور تدریجاً کرنا یعنی لادھا مکر جانا اس عمت عظمیٰ کے حامل کرنے کو اس ہر گاہ بابت حضرت شریف کا احتجاج ثابت اور مشرور عیت و احتجاج سر بھی اور سکولارم ہو اور یہ بھی جانتا ہے کہ ولیوں میں عموم ہے اور اس سے قرب بعد کا ہمیں ہوتا نکلتا ہے اور مکر حبشہ کے **لَسْتُكَ رَايَا خَالِي كَلَامُ الْكَلْبَةِ مَسْكُوحٌ** اس سے سوا اس مساحد ملنے کے اور کسی مسی کی طرف مکر حال کرنے کی ممانعت ہے چنانچہ واعدہ نحوی اسکا معنی ہے اور واعدہ نحوی یہ ہے کہ مسی مضرع میں واجب ہے کہ مستثنیٰ کی جس سے ہو میں ممانعت مطلق مضر کی موائی ممانعت کے لازم نہیں آتی ہے اور کیونکہ ہوا اور حال لکھ مضرع اور مضرع ہوا اور مضرع حیرت دار کمر سے اور مضرع تجارت اور ممانعت مصلح و موی کے ممانعت جائز اور مشروع ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ مقصود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس فرماتے سے یہ ہے کہ قرمت مقصود کسی مسجد کے بعد میں نہیں ہے سوا ان مساحد ملنے کے یعنی مسجد حرام اور مسجد اہلی اور مسجد انسی کے ساتھ اس کے کہ قصد رب ربان موی کو قصد مسجد شریف لارم ہے کیونکہ مسجد شریف کے پہلو ہی میں دربار صرف واقع ہے اور مسجد میں حاضر ہونے سے دونوں امر ہیں مسی سے رکعت ماضی کرنا اور کرب صلی اللہ علیہ وسلم کی

لے
سے رب ربان
کی شہادت
مناجیہ عود
ازید کی ۱۱

لے
سے رب ربان
کی شہادت
مناجیہ عود
ازید کی ۱۱

تعلیم بخانا جیسا کہ حالت حیات میں اپنی ملازمت حاصل کرنے کا قصد کرینے میں قطعاً حرام نہیں
 شریف کی اور بعضے کہتے ہیں کہ شد رحال ان تین مسجدوں کے سوا اور طرف مطلقاً ممنوع
 نہیں ہے بلکہ اگر ممنوع ہو تو باعتبار اعتقاد تعلیم و فضیلت و مضاعفت ثواب ہو اگر تاہو طرہ
 اور طرف نہ کرنا چاہیے اور بغیر اعتقاد تعلیم وغیرہ ہو تو کچھ منع نہیں اور جو مقامات
 ان مساجد فاسلہ کے شہروں سے قریب ہیں وہاں مسجد قبا پر قیاس کر کے پناہ ہوگا
 جانا دعوت ہے کہ نہ کہ لفظ شد رحال چاہتا ہو ورنہ دراز جائے کو جیسا کہ بعض علماء نے
 کہا ہے اور جو علماء اس بات پر ہیں کہ نذر ساتھ غیر مساجد ثلثہ کے جائز نہیں اور بعضے
 مطلقاً جائز رکھتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر بغیر شد رحال کے ہو تو جائز اور اگر نہیں
 تو نہیں اور بعضے لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر
 کوئی شخص نذر مانے مسجد قبا جانے کی تو وفا کرنا اور سکا او سپر لازم ہوگا یا نہیں فرمایا
 لازم ہوگا اور وروقتاً اس مسجد قبا سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ مسجد شریف بھی باہر
 ثلثہ کے حکم میں ہوگی شد رحال وغیرہ میں کیونکہ دار و دیوار ہے کہ نماز اس مسجد کی سحر
 کے برابر ہو اور وار د ہو اہو کہ دو رکعت اس میں افضل ہے نیز رکعت سے مسجد قبا میں
 اور شہرت کو پہنچا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیجائے تھے سوار اور پیادہ اور
 سروجی بھر تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا کہ اگر یہ مسجد کسی کنارے پر کنارہ وں
 زمین سے ہوتی تو اسے طلب میں کس قدر اونٹ ہلاک نہوئے اور نہ مذکور ہونا اس مسجد کا
 مساجد ثلثہ کے ساتھ حکم مذکور میں ہے کیونکہ دین سے یہ مسجد قریب ہے اور حکم اسکا اس
 علوحد نہیں بایہ کہ اس مسجد کی فضیلت میں اور جبکہ مذکور ہو چکے ہیں اسی پر اختلاف ہے
 اسکو ان مساجد کے ساتھ مذکور نہیں کیا واللہ اعلم اور جو کوئی نذر مانے ساتھ زیارت
 حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو اسے واجب و فایں کسی کا خلاف نہیں
 اور سوا آپ کے کوئی زیارت کے ساتھ نذر مانے میں خلاف ہے اور سافر بہ اختیار
 کرنا سنت کا حدیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے واسطے بہت ثواب ہے
 ان جملہ اور کتب کا یہ ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنے کی شام سے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے میں اس عساکر حضرت ابی و ردا رضی اللہ عنہ سے روایت
ایسے میں کہ ملا ل سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب میں دکھا کہ آپ فرماتے ہیں
کہ اسے ملا ل یہ کیا ظلم ہے کہ تو کبھی ہماری بریارت کو میں آنا ملا ل رضی اللہ عنہ اسی وقت
جواب سے سیدار ہو کر اسی اوٹھی بر سواری ہو کر مدینہ منورہ کے قسما سے کل ٹھسے اور کبیسے
مسودہ میں ہو چکر قمر شریف پر حاضر ہو کر دست دروٹے اور وقت حضرت امام حسن و امام حسین
علیہما السلام حرمہ و سارک سے اسر کل آئے ملا ل رضی اللہ عنہ نے ان رو صا حرا دوں کو
گو دین لیا اور سر او کا حوا اور وہی تھوڑے یں ہوئے تھے کہ حضرت سیدہ سارا العالمیں
رضی اللہ عنہا سے رحلت اس حال فرمائی تھی لوگوں نے چاہا کہ حضرت ملا ل رضی اللہ عنہ سے
اداں و لواوین تو یہ جسے ملکہ ٹھہرائی کہ حضرت حسین علیہما السلام سے ہمسایہ میں کہا واما
کہ صا حرا دوں کی فرمائش کیونے سے اجا ہر ہوا میں گے اداں کسی بیڑے کی وریہ بھول
عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو واسطے اداں نہیں کہا ہر چاہیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ
ملا ل کے حضرت سارا کو کہ یونہی اللہ عز و ما کہ ای ملا ل ہم ہمارے وہی اداں لیا کہ ملا ل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
کہ یا حلیفہ رسول اللہ آپ نے اسے مال سے مجھے حرید اور خدا کی راہ میں آرا و کیا آیا اسے
واسطے کیا تھا یا خدا کی تعالیٰ کے واسطے آپ نے فرمایا کہ میں نے تجھے خدا کے واسطے
آرا و کیا تھا حضرت ملا ل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ اب بھی مجھے آ خدا کے
واسطے جھوڑتے تھے تاکہ اسے طور پر رہوں مجھے اب طلاق میں آج کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کے بعد پھر کسی کے واسطے اداں کہوں یں تمام کو چلے گئے اور وہاں سے قصد
راہت مدینہ طیبہ میں آئے الحرمین حب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام سے حضرت ملا ل
اداں کہنے کی فرمائش کی تو حضرت ملا ل رضی اللہ عنہ محو رہے کہ سجد کی جھٹ پر جبر جبر گئے
اور جس ملکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے میں کہنے ہو کر اداں کہا کرے
تھے اسی ملکہ کہنے ہو کر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا اؤ میوں میں ایشہ ریڈ گیا گو یا کہ تمام
مدینہ حنسن میں آ گیا اور حب کہا انہم کم الا لا الا لا اللہ تو اور ریا وہر لرل ہو گیا اور
روا یہ شامت سے پڑ گیا پھر حب انہم کم ان شہم کم لا تسئل اللہ کہا تو ایک اور ہی

قیامت قائم ہو گئی کوئی مرد و عورت اور چھوٹا اور بڑا مدینے میں وہ تھا کہ اپنے گھر سے روتا
چلا تا باہر نہ نکل یا ہو کو یا روز مصیبت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا مازہ ہو گیا تو آیت
کرستے ہیں کہ حضرت بلال او سوقت کمال تنگی دل اور بے قیاری اور فراطعم اور وفور الم سے
اذان تمام نکر سکے اور کونٹھے سے نیچے اتر آئے اور نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر المومنین
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملک شام فتح کیا اور بیت المقدس والوں کے ساتھ مصافحہ
کیا حضرت کعب بن جابر رضی اللہ عنہ امیر المومنین میں حاضر ہو کر شرف اسلام سے شرف ہوئے
حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے اسلام لانے سے نہایت خوش ہوئے
اور وہاں سے مراجعت کے وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا
کہ اے کعب اتھا راول چاہتا ہوں کہ ہمارے ساتھ مدینے چلاؤ اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نعم یا امیر المومنین وہاں
افضل ذلک پھر جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینے میں پہنچے تو سب
کاموں سے پہلے ہزار معلای سلطان اس وجہ پر حاضر ہو کر سلام سے مشرف ہوئے
اور عبد الرزاق باسناد صحیح روایت لاتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب
کسی سفر سے آئے پہلے قبر شریف پر حاضر ہوتے اور کہتے السلام علیک یا رسول اللہ
السلام علیک یا ابنا بیکو السلام علیک یا ابا بکر اور موطا امام مالک میں بھی یہ روایت
مذکور ہوئی ہے اور ایک شخص نے حضرت نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آیا آپ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے کہ قبر مبارک پر سلام کرتے تھے فرمایا میں نے
دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے کہ قبر شریف پر کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے
السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابنا بیکو السلام علیک یا ابی اور سند امام اعظم میں ہے
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ قبر
شریف نبوی پر قبلہ کی طرف سے آوے اور پیٹھ قبلہ کی طرف کر کے کھڑا ہوا و کہے
السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابنا بیکو السلام علیک یا ابی اور نقل کرتے ہیں کہ مروان بن حکم نے
ایک شخص کو دیکھا کہ اپنا سنہ قبر شریف پر رکھے تھا مروان نے اس کی گردن پکڑ کر کہا کہ توجانا

سلف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
افضل ذلک پھر جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینے میں پہنچے تو سب کاموں سے پہلے ہزار معلای سلطان اس وجہ پر حاضر ہو کر سلام سے مشرف ہوئے اور عبد الرزاق باسناد صحیح روایت لاتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے آئے پہلے قبر شریف پر حاضر ہوتے اور کہتے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابنا بیکو السلام علیک یا ابی اور موطا امام مالک میں بھی یہ روایت مذکور ہوئی ہے اور ایک شخص نے حضرت نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آیا آپ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے کہ قبر مبارک پر سلام کرتے تھے فرمایا میں نے دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے کہ قبر شریف پر کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابنا بیکو السلام علیک یا ابی اور سند امام اعظم میں ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ قبر شریف نبوی پر قبلہ کی طرف سے آوے اور پیٹھ قبلہ کی طرف کر کے کھڑا ہوا و کہے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابنا بیکو السلام علیک یا ابی اور نقل کرتے ہیں کہ مروان بن حکم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنا سنہ قبر شریف پر رکھے تھا مروان نے اس کی گردن پکڑ کر کہا کہ توجانا

ہو کر کھانا کھاتے رہے ہر سواست کھانا کھانے میں جیسے بیٹہ نہیں کھاتے ہوں بلکہ حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کی تربت مبارک پر بیٹہ جی اور کھانا کھاتے رہے سب سے سب سے جیسے علی علیہ السلام
 کہ فرماتے تھے کہ رزق و نعم دس رو سو فٹ کہ ماہل صاحب لایت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا مالک
 اور عمر بن عبد العزیز شام سے فائدہ کھینچتے تھے کہ حضور رسالت ماہ میں اوکا سالانہ
 اریہ فعل اوکا سدر راں تا عین میں تھا اور روایات اس حدیث کی مسطورات بارہ خوش
 جس میں صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات کرے ہیں کہ اوکھوں سے ایک قوم کو قمر شریف کو د
 کھو دیکھ کر مس کیا اور فرمایا کہ جیسے حد اہلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ سری قمر کو صیب
 نہ ٹھہرے اور اس سے گھریں کو قمر سے ساؤ اور جہاں کہیں تم جو وہیں سے بچھڑو دیکھو
 تحقیق بھارا درو دیو بچھا ہو اور وہ جو حضرت امام ربیع العابدین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
 کرے ہیں کہ اچھوں سے ایک شخص کو دیکھا کہ گھریں کی پٹری سے سی صلی اللہ علیہ وسلم سے
 شریف رہا ہوا اور دھار کا ہوا اور اس کو مس فرمایا اور اسی حدیث مذکور کا سنوں اس سے سارا
 اور وہ جو دوسری روایت میں آیا ہے کہ سہل میں سہل کہتے ہیں کہ میں جیسے علی علیہ وسلم
 سلام کو آیا جس میں میں نے صلی اللہ علیہ وسلم سے جواب دیا انا فاطمہ الزہراء علیہا
 السلام ہمارے گھریں میں کسی کو سے تھے مجھے ملا مگر مجھے چونکہ اس وقت کھانا کی پٹری سے
 کم تھی نہ کھا فرمایا کہ میں شریف کے پاس گیا کھانے کرے ہو ملازم کر دیا وہاں سے ہو
 اور فرمایا مال سے صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا فاطمہ علیہا السلام اور فرمایا ام اور اس
 میں ہر دونوں برابر ہیں قرب میں اور جو مل اسکے حضرت امام ربیع العابدین صلی اللہ علیہ وسلم سے
 نقل کرے ہیں اس میں اس کا جواب ہے کہ شاید اس شخص سے حکموں امانا دیں سے مس
 فرمایا بعد اعتدال سے قدم آگے رکھا ہے کہ یا اوس میں ماحول کا اپنا یا اس میں سے اس منسل
 کو تعلیم دینے ہیات کی مقصود ہوگی کہ حضور معوی ہیں قرب اور ہی ماسات ایک ہی ہے
 جیسا کہ کسی نے کہا ہے شہر در راہ حق مرحلہ قرٹ تعدیس آدمی ہمت عیان دعا می فرست
 اور امام مالک کے مذہب میں شریف کے ماس ہے، شہر ماکر وہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو الاہ کا
 اصل مسات کا اور قمر شریف پر جا کر ہونے کا اور اس مقام علی میں ٹھہرنے کا ہے

کہ جو کہ
 کہ جو کہ
 کہ جو کہ

اس واسطے کہ روایت صحیح ان ہاتھ اہل بیت سلام اللہ علیہم سے آئی ہے کہ جب یہ حضرات حضرت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو حاضر ہوتے تھے تو اس اسطوانہ کے پاس
جو رونق و شرف سے مالا مال ہو کر کھڑے ہوتے اور سلام بھیجتے اور فرماتے کہ اسی جگہ ہر مبارک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقبرہ ہے کہ پہلے حجرہ شریف کے داخل کرنے سے
مسیح دین طریقہ سلف کا یہی تھا جو مذکور ہوا اور اس میں کھڑے ہونے کی جگہ سلام
کے واسطے چاندی کی بیخ کے مقابل ہے جو چہرہ مبارک کے سامنے و نیوار میں چٹائی
ہی چنانچہ بابر ایت میں آوے گا انشا اللہ تعالیٰ اور قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لا یجئکموا قبر محمدیگا حافظہ سنذری کہتے ہیں کہ احتمال کھتا ہو کہ مرد اس سے ترغیب کثرت
زیارت قبر شریف پر اور اشارہ ہو اس بات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو
مثلاً عید کے نہ ٹھہرو کہ سال بھر میں ایک و بار سے زیادہ نہیں آتے اور سنذری کہتے ہیں
کہ قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یجئکموا قبر محمدیگا سے مراد یہ ہو کہ اپنے اپنے
گھروں میں بغیر طاعت و عبادت پر سے نہ آکر وادراپنے گھروں کو مثل قبروں کے نہ بناؤ کہ
جیسے قبروں میں مرد سے پرستے رہتے ہیں ان کے طاعت و عبادت ویسے ہی تم بھی پرستے
سو باکرہ وال اقوال شریفہ کا حل ان معانی پر بہت مناسب معلوم ہوتا ہے جیسا سنذری نے کہا
سبکی کہتے ہیں کہ مرد و نفع تعیین وقت ہی زیارت کے واسطے جیسا کہ عید کے واسطے تعین
روز و وقت ہوتا ہو بلکہ تمام سال اور مدت عمر وقت زیارت ہی یا مرد و نسیہ ہی عید کے ساتھ اظہار
دینت و اجتماع وغیرہ میں کہ عید میں یہ امور ہوتے ہیں بلکہ چاہیے یہ ہو کہ زیارت سلام و دعا
اکتفا کرین انتہی اس جگہ سے لازم نہیں آتا کہ مرد و نسیہ کے سامنے ٹھہرے اور تطویل عبادت
تضرع و التجاہد کی طرح کی کراہت ہو قیاماً کھڑے ہو سجدة رکعتاً اللہ الرحمن الرحیم و اللہ اعلم
چونکہ فصل اب رہی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا جناب
انہی میں چاہیے ہی یا نہیں سو تحقیق اس کی یہ ہو کہ وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا جناب باری میں اور طلب و اس جناب سے کرنا فعل انبیاء و مرسلین و سلف و خلف
صالحین اس کی کیا آب کے پیدا ہونے سے پہلے کیا بعد پیدا ہونے کے حیات و نبوت میں بھی

اس واسطے کہ روایت صحیح ان ہاتھ اہل بیت سلام اللہ علیہم سے آئی ہے کہ جب یہ حضرات حضرت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو حاضر ہوتے تھے تو اس اسطوانہ کے پاس
جو رونق و شرف سے مالا مال ہو کر کھڑے ہوتے اور سلام بھیجتے اور فرماتے کہ اسی جگہ ہر مبارک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقبرہ ہے کہ پہلے حجرہ شریف کے داخل کرنے سے
مسیح دین طریقہ سلف کا یہی تھا جو مذکور ہوا اور اس میں کھڑے ہونے کی جگہ سلام
کے واسطے چاندی کی بیخ کے مقابل ہے جو چہرہ مبارک کے سامنے و نیوار میں چٹائی
ہی چنانچہ بابر ایت میں آوے گا انشا اللہ تعالیٰ اور قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لا یجئکموا قبر محمدیگا حافظہ سنذری کہتے ہیں کہ احتمال کھتا ہو کہ مرد اس سے ترغیب کثرت
زیارت قبر شریف پر اور اشارہ ہو اس بات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو
مثلاً عید کے نہ ٹھہرو کہ سال بھر میں ایک و بار سے زیادہ نہیں آتے اور سنذری کہتے ہیں
کہ قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یجئکموا قبر محمدیگا سے مراد یہ ہو کہ اپنے اپنے
گھروں میں بغیر طاعت و عبادت پر سے نہ آکر وادراپنے گھروں کو مثل قبروں کے نہ بناؤ کہ
جیسے قبروں میں مرد سے پرستے رہتے ہیں ان کے طاعت و عبادت ویسے ہی تم بھی پرستے
سو باکرہ وال اقوال شریفہ کا حل ان معانی پر بہت مناسب معلوم ہوتا ہے جیسا سنذری نے کہا
سبکی کہتے ہیں کہ مرد و نفع تعیین وقت ہی زیارت کے واسطے جیسا کہ عید کے واسطے تعین
روز و وقت ہوتا ہو بلکہ تمام سال اور مدت عمر وقت زیارت ہی یا مرد و نسیہ ہی عید کے ساتھ اظہار
دینت و اجتماع وغیرہ میں کہ عید میں یہ امور ہوتے ہیں بلکہ چاہیے یہ ہو کہ زیارت سلام و دعا
اکتفا کرین انتہی اس جگہ سے لازم نہیں آتا کہ مرد و نسیہ کے سامنے ٹھہرے اور تطویل عبادت
تضرع و التجاہد کی طرح کی کراہت ہو قیاماً کھڑے ہو سجدة رکعتاً اللہ الرحمن الرحیم و اللہ اعلم
چونکہ فصل اب رہی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا جناب
انہی میں چاہیے ہی یا نہیں سو تحقیق اس کی یہ ہو کہ وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا جناب باری میں اور طلب و اس جناب سے کرنا فعل انبیاء و مرسلین و سلف و خلف
صالحین اس کی کیا آب کے پیدا ہونے سے پہلے کیا بعد پیدا ہونے کے حیات و نبوت میں بھی

اس واسطے کہ روایت صحیح ان ہاتھ اہل بیت سلام اللہ علیہم سے آئی ہے کہ جب یہ حضرات حضرت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو حاضر ہوتے تھے تو اس اسطوانہ کے پاس
جو رونق و شرف سے مالا مال ہو کر کھڑے ہوتے اور سلام بھیجتے اور فرماتے کہ اسی جگہ ہر مبارک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقبرہ ہے کہ پہلے حجرہ شریف کے داخل کرنے سے
مسیح دین طریقہ سلف کا یہی تھا جو مذکور ہوا اور اس میں کھڑے ہونے کی جگہ سلام
کے واسطے چاندی کی بیخ کے مقابل ہے جو چہرہ مبارک کے سامنے و نیوار میں چٹائی
ہی چنانچہ بابر ایت میں آوے گا انشا اللہ تعالیٰ اور قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لا یجئکموا قبر محمدیگا حافظہ سنذری کہتے ہیں کہ احتمال کھتا ہو کہ مرد اس سے ترغیب کثرت
زیارت قبر شریف پر اور اشارہ ہو اس بات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو
مثلاً عید کے نہ ٹھہرو کہ سال بھر میں ایک و بار سے زیادہ نہیں آتے اور سنذری کہتے ہیں
کہ قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یجئکموا قبر محمدیگا سے مراد یہ ہو کہ اپنے اپنے
گھروں میں بغیر طاعت و عبادت پر سے نہ آکر وادراپنے گھروں کو مثل قبروں کے نہ بناؤ کہ
جیسے قبروں میں مرد سے پرستے رہتے ہیں ان کے طاعت و عبادت ویسے ہی تم بھی پرستے
سو باکرہ وال اقوال شریفہ کا حل ان معانی پر بہت مناسب معلوم ہوتا ہے جیسا سنذری نے کہا
سبکی کہتے ہیں کہ مرد و نفع تعیین وقت ہی زیارت کے واسطے جیسا کہ عید کے واسطے تعین
روز و وقت ہوتا ہو بلکہ تمام سال اور مدت عمر وقت زیارت ہی یا مرد و نسیہ ہی عید کے ساتھ اظہار
دینت و اجتماع وغیرہ میں کہ عید میں یہ امور ہوتے ہیں بلکہ چاہیے یہ ہو کہ زیارت سلام و دعا
اکتفا کرین انتہی اس جگہ سے لازم نہیں آتا کہ مرد و نسیہ کے سامنے ٹھہرے اور تطویل عبادت
تضرع و التجاہد کی طرح کی کراہت ہو قیاماً کھڑے ہو سجدة رکعتاً اللہ الرحمن الرحیم و اللہ اعلم
چونکہ فصل اب رہی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا جناب
انہی میں چاہیے ہی یا نہیں سو تحقیق اس کی یہ ہو کہ وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا جناب باری میں اور طلب و اس جناب سے کرنا فعل انبیاء و مرسلین و سلف و خلف
صالحین اس کی کیا آب کے پیدا ہونے سے پہلے کیا بعد پیدا ہونے کے حیات و نبوت میں بھی

اور عالم میں بھی اور برصغیر قیام میں بھی کہ ایسا ہی منزل کو رہاں دوم اسے کی تاب ہو گی
 پہاڑ سے حضرت سرور عالم سرور آدم و ہی آدم صلی اللہ علیہ وسلم اس سماعت متوجع ہوا میں گئے
 اور اولیں آخر میں کو مستغرق بحار رحمت و محبت کریں گے اور اب امتداد میں اس حیات عالم
 سالیان آب سے اس چاروں موطن میں احبار و آثار وارد ہوئے ہیں پہلی موطن میں ہمارے
 احبار و احوال و حدیث ہے حضرت عمر بن خطاب صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب آدم صلی اللہ
 علیہ السلام سے وہ خطبہ نما رہا تو اسی قومہ قول ہوئے کے واسطے یہ کہا کہ کاذب
 آشعثات یعنی محمد بن قحطانی و دیگر کا محیب الدعوات سے دریاں آیا کہ تو نے محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کو کیوں کر ہجایا مارا حال کہ اس کا اس اوکھے جو ہر روحانی کو صدف حمایت میں
 نہیں لایا کہ انہوں نے عرس کیا کہ جس دن تو نے مجھے پیدا کیا اور سر علو کی میرے غالب
 سری میں بھوکا تو میں نے مو ائمہ ہدیہ رکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
 اور میں میں نے حاکم کہ یہ تیرا مدد محبوب تیرے میں تیرے سر و یکا و مقرب تیرے تیری
 درکاد کا قرباں آیا کہ اسے آدم تو ایسا بھاری درکاد میں اسی معصیت کا واسطہ لایا جسے
 تیرے گناہ بخشے آئے۔ مگر محمد ہوا تو ہم مجھے پیدا کرنے اور بعضی روایات میں آیا ہر
 کہ جس کلمات سے کہ آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی قومہ قول ہوئی چارچہ آیت کریمہ **فَلَمَّا دُمُ**
مِنْ ذُرِّيَّتِهِ لَبَسَ ثِيَابًا يَمُرُّ بَيْنَهُمْ يَسْأَلُهُمْ فِي هَؤُلَاءِ السَّاعَاتِ لَمْ يُحْمَدُوا بِمَا
لَهُمْ إِيَّاهُ يَفْعَلُونَ کہتے ہیں کہ جب تو سب اعمال ساتھ کے ساتھ باوجود سمات کے کہ
 وہ اعمال صدائہ افعال اسان ہیں او مافعال اسان قصور و نقصان سے متصف ہوا
 کرتے ہیں درست و جائز ہو تو تم نے لایا اور بسملہ ٹھہرا حضرت جبریل علیہ السلام کہ
 محب و محبوب حضرت مافعال لب حمل علایں بطریق اولیٰ ہو گا تبعی اکرم الرسول قال
مَنْ كَانَتْ لَهُ حُرَّةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَانَتْ لَهُ حُرَّةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور کہ وہ سب موطن یعنی حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی حساب کے ساتھ تو سب کہ آب کی موت حیات دیا میں نہ ہاتھ آ
 واقع ہوا ہو کہ جس سے زیادہ ہو قرین آیا ہو کہ ایک اندیشے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 ادا کہ وہ سب کے حضور میں حاضر ہو کہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا وہ علم کچھ کہ جس سجادہ و

اور عالم میں بھی اور برصغیر قیام میں بھی کہ ایسا ہی منزل کو رہاں دوم اسے کی تاب ہو گی
 پہاڑ سے حضرت سرور عالم سرور آدم و ہی آدم صلی اللہ علیہ وسلم اس سماعت متوجع ہوا میں گئے
 اور اولیں آخر میں کو مستغرق بحار رحمت و محبت کریں گے اور اب امتداد میں اس حیات عالم
 سالیان آب سے اس چاروں موطن میں احبار و آثار وارد ہوئے ہیں پہلی موطن میں ہمارے
 احبار و احوال و حدیث ہے حضرت عمر بن خطاب صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب آدم صلی اللہ
 علیہ السلام سے وہ خطبہ نما رہا تو اسی قومہ قول ہوئے کے واسطے یہ کہا کہ کاذب
 آشعثات یعنی محمد بن قحطانی و دیگر کا محیب الدعوات سے دریاں آیا کہ تو نے محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کو کیوں کر ہجایا مارا حال کہ اس کا اس اوکھے جو ہر روحانی کو صدف حمایت میں
 نہیں لایا کہ انہوں نے عرس کیا کہ جس دن تو نے مجھے پیدا کیا اور سر علو کی میرے غالب
 سری میں بھوکا تو میں نے مو ائمہ ہدیہ رکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
 اور میں میں نے حاکم کہ یہ تیرا مدد محبوب تیرے میں تیرے سر و یکا و مقرب تیرے تیری
 درکاد کا قرباں آیا کہ اسے آدم تو ایسا بھاری درکاد میں اسی معصیت کا واسطہ لایا جسے
 تیرے گناہ بخشے آئے۔ مگر محمد ہوا تو ہم مجھے پیدا کرنے اور بعضی روایات میں آیا ہر
 کہ جس کلمات سے کہ آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی قومہ قول ہوئی چارچہ آیت کریمہ **فَلَمَّا دُمُ**
مِنْ ذُرِّيَّتِهِ لَبَسَ ثِيَابًا يَمُرُّ بَيْنَهُمْ يَسْأَلُهُمْ فِي هَؤُلَاءِ السَّاعَاتِ لَمْ يُحْمَدُوا بِمَا
لَهُمْ إِيَّاهُ يَفْعَلُونَ کہتے ہیں کہ جب تو سب اعمال ساتھ کے ساتھ باوجود سمات کے کہ
 وہ اعمال صدائہ افعال اسان ہیں او مافعال اسان قصور و نقصان سے متصف ہوا
 کرتے ہیں درست و جائز ہو تو تم نے لایا اور بسملہ ٹھہرا حضرت جبریل علیہ السلام کہ
 محب و محبوب حضرت مافعال لب حمل علایں بطریق اولیٰ ہو گا تبعی اکرم الرسول قال
مَنْ كَانَتْ لَهُ حُرَّةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَانَتْ لَهُ حُرَّةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور کہ وہ سب موطن یعنی حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی حساب کے ساتھ تو سب کہ آب کی موت حیات دیا میں نہ ہاتھ آ
 واقع ہوا ہو کہ جس سے زیادہ ہو قرین آیا ہو کہ ایک اندیشے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 ادا کہ وہ سب کے حضور میں حاضر ہو کہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا وہ علم کچھ کہ جس سجادہ و

اور عالم میں بھی اور برصغیر قیام میں بھی کہ ایسا ہی منزل کو رہاں دوم اسے کی تاب ہو گی

اپنے دینار طلب کیے اور میرا پاپ اوسکا واکر نے سے عاجز ہوا تو میرے باپ نے
 اوس سے کہا کہ تو کل میرے پاس آنا میں اسکا جوب تجھے دون گا اور ات کو میرے باپ نے
 مسجد شریف تنوہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شب ناشی اختیار کی اور حال اوسکا یہ تھا کہ
 غایت مضطرب سے کبھی حضور شریف میں جاتے تھے اور کبھی منبر شریف کے پاس
 اگر استغاثہ و فریاد کرتے تھے ناگاہ تاریکی شب میں ایک مرد ظاہر ہوا اور اسی دینار کی کھلی
 اس کے ہاتھ میں دے کر چلا گیا اور انھوں نے صبح کو یہ اسی دینار اوسکو دے اور زحمت لے
 سے خلاصی پائی اور امام ابو بکر بن مقری کہتے ہیں کہ میں اور بطریق اور ابو الشیخ یہ تینوں
 آدمی حرم شریف مصطفوی میں تھے کہ بھوک نے ہمارے اوپر غلبہ کیا اور اسی حال میں میں
 گزر گئے جب عشا کا وقت پہنچا تو میں نے قبر مبارک کے سامنے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ
 ابجوع اور اسکے سوا کوئی کلمہ نہیں کہا اور پھر کر چلا آیا اور میں اور ابو الشیخ سو رہے اور
 طرانی بیٹھے کسی چیز کے آنے کا انتظار کرتے تھے کہ ناگاہ ایک مرد علوی نے اگر دروازہ
 کھٹکھٹایا اور اوسکے ساتھ دو غلام تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک زمیل تھی کھانے
 سے پرہیز وروازہ کھول دیا وہ اگر کھینچ گیا اور ہمارے ساتھ اوسنے کھانا کھایا اور جو کچھ
 کھانے سے باقی رہا اوسکو ہمارے پاس چھوڑ کر اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے قوم شاید
 تم نے اپنی بھوک کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی کہ اس وقت میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے آپ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو کھانا
 کھلاؤ اور ابن جلا کہتے ہیں کہ میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا تو مجھے ایک
 قافے گزرے میں نے قبر شریف تنوہی کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ انا ضیفک
 یا رسول اللہ بعد اوسکے سو گیا تو دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے
 ہاتھ میں ایک روٹی عنایت کی میں نے آدھی خواب ہی میں کھائی جب بیدار ہوا تو
 دیکھا کہ دوسری آدھی میرے ہاتھ میں باقی ہو اور ابو بکر قطع کہتے ہیں کہ میں نے میں
 آیا یا نبی روز مجھے گزر گئے کہ کھانا نہیں ملا میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا
 انا ضیفک یا رسول اللہ بعد اوسکے میں سو گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت

سے
 اپنے میں
 اسکا دعوت
 میں اسکا دعوت
 میں اسکا دعوت

سرور انصاری علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور خداں پر کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس
 ہیں اور عمر فاروق آپ کے پاس اور علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس
 فرمایا کہ اوتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہیں سے اوتھ آپ کے
 دونوں حتم مبارک کے بیچ میں ہوسہ لیا آپ سے محمد ایک روٹی عنایت فرمائی میں سے
 کھائی جب میں مبارک ہوا میں سے ایک ٹکڑا اوسکا ایسے ہاتھ میں پایا اور احمد بن محمد
 صوفی کہتے ہیں کہ میں سینے تک میں جنگلوں جنگلوں گھومنا اور میرے بدن کا
 چمڑا سب بھٹ گیا میں مدینے میں آیا اور مراد مقدس پر حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم اور دونوں صاحبی اللہ علیہما السلام کھانا اوسکے بعد سو گیا دیکھا کسا ہوا
 کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے فرماتے ہیں کہ احمد بن یاسر کیا حال ہے تو
 میں نے عرض کیا انا کما کنت فکانا فی صیحاتک یا رسول اللہ آپ سے فرمایا کہ ہاتھ
 ایسا کھل میں نے ہاتھ کھولا آپ نے جمد درہم میرے ہاتھ میں رکھ دئے میں نے
 ہوا تو درہم میرے ہاتھ میں تھے میں نے بازار میں جا کر فطیر و فالودہ خرید کر کھانا
 اور پھر گل کو چلا گیا اس سال ان حکایات کے بہت کثرت سے ہیں اگر اوس سے متابع ہو
 سے معمول ہیں کہ بھراں اسرار و مقربان درگاہ حجاب رسالت یا وہیں صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم و رضی اللہ عنہم اور اکثر اوس جو کھائے بیٹے سے متعلق ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 مکمل ہوتے ہیں یا کسی کو اہل بیت میں سے حکم دیا ہو اور بچا کے کو نہیں کھانا کھا
 مقتضای کردہ شعر اگر حیرت دیا عشق آرزو داری + درگاہ ہنس مایا و ہر جہ خواہی ہاگر
 شمع حاشاکہ آن شرم از کجی منکا در صفا + اور کجی منکا در صفا عذرا ختم علی اللہ علیہ
 و علی آلہ و اصحابہ و ارواحہ وسلم تسلما کثیرا کثیرا تمت یہ زیارات تھمیری سوئی ہو کر ان پر
 مواظب میں ہلا موطن اوس حجاب عالم و مائساں آپ کے ساتھ خاص ہر بھی مایا
 کہ توسل کما گات آپ کی روح مبارک کے ساتھ صل آپ کے علت حسالی بیٹے کے اور
 کسی سی یا دلی کی روح شریف کے ساتھ وقوع میں ہوں آیا اور کوئی سی یا دلی اس وقت
 عطی میں آئے کے ساتھ شریک ہیں اور نہ وار ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شویا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 حضرت علی رضی اللہ عنہ
 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
 حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ
 حضرت احمد بن محمد رضی اللہ عنہ
 حضرت یاسر رضی اللہ عنہ
 حضرت یاسر رضی اللہ عنہ
 حضرت یاسر رضی اللہ عنہ
 حضرت یاسر رضی اللہ عنہ

اسباب میں کفایت کرتا ہی مگر توسل اس جناب کے ساتھ نشانی حیات دنیا میں ظاہر ہو کہ آپ کے خصائص سے نہیں ہو بلکہ آپ کے بعضے تابعین کو بھی کہ آپ کے شرف اتباع اور نسبت قرابت سے مشرف میں ثابت ہو اور ثبوت کرامات اور تصرفات غیبیہ ان حضرات کا کمونات میں اس مطلب کے اثبات میں کافی ہو اور توسل غیر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ قضیہ طلب باران میں بھی ظاہر ہوتا ہو اور کسی عالم کا اس میں خلافت معلوم و تحقیق نہیں ہو اور اسی طرح توسل اور طلب مدد و وسیلہ شفاعت قیامت کے دن انبیا اور اولیای امت کو بھی جائز ہو چنانچہ عقائد کی کتابوں میں مذکور ہو آپ رباً تبرک و توسل عالم برزخ اور موطن قبر میں دہ بھی حضرات انبیا علیہم السلام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اولیا و صلحائے امت کے ساتھ بھی جائز ہو واللہ اعلم اس حجت سے کہ حالت حیات میں تو جواز توسل عام ہے اور یہ ٹکڑا ہوا ہو کہ بعد موت کے روح میت باقی رہتی ہو اور بسبب ایمان و عمل صالح و شرف اتباع حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے او سکوشعور و ادراک و قرب و منزلت خدای تعالیٰ کے نزدیک حاصل ہوتا ہو تو بعد مرنے کے بھی اوسکے ساتھ توسل کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ساتھ اسکے کہ حقیقت معنی توسل و استدعا کے سوال دعا ہو جناب باری سے بواسطہ اوس محبت و کرم کے جو اوس بندہ خاص کے ساتھ کھتا ہو یا اوس بندے کی روح سے طلب التماس ہو اسباب کی کہ حضرت حق تعالیٰ و تقدس کی جناب میں بواسطہ اپنی قرب و کرامت کے ہمارے واسطے یہ دعا کرے اور اس میں نصیر کے وارد ہونے کی حاجت نہیں کیونکہ جبکو وسیلہ ٹکڑا ہوا ہو اسکی ذات باقی ہو بخلاف پہلے موطن کے بلکہ نہ وارد ہونا نص کا اوسکے منع پر کافی ہو تاں اگر کوئی دلیل قاطع قائم ہو اسباب پر کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے اور کسی کے ساتھ توسل کرنا درست نہیں تو البتہ منع کرنا درست ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ کوئی دلیل نہیں اگر کوئی سکے کہ سوا معصوم یعنی انبیا علیہم السلام کے اور کسی کی موت ایمان پر یقین نہیں تو ہم کہیں گے کہ بقا اوسکا اولن لوگوں میں جو بشر ہیں خصوصاً و عمومًا یقینی ہو پس توسل اوسکے ساتھ جائز ہوگا

کے واسطے یعنی فقط حضرت علی امیر علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت کر کے جائے اور بعد میں میں
 پہنچنے اور معمول زیارت کے مسجد کی نیت علیحدہ کر کے یا دوسرے سفر میں ورنہ نیت کی نیت
 بجا لائے اس صورت میں شان زیارت کی تعظیم و اجلال بہت ہو اور بہت موافق ہو خدیث
 لا تعجلوا حجابہ الا زکاء فی کے ساتھ اور حق یہ ہے کہ مسجد شریف کی نیت کو نیت زیارت
 کے ساتھ ملانا اخلاص نیت زیارت کو منافی نہیں ہے کیونکہ مسجد شریف کا قصد کرنا اور اس
 سے برکت حاصل کرنی اور اس میں نماز پڑھنی اور دعا کرنی آپ کے حکم سے عین ملاحظہ اور
 مشاہدہ ہے آپ ہی کی نسبت کا اور از قبیل اہل حاجات کے نہیں جنکا عمل میں لانا سعادت و
 شفاعت کے حاصل کرنے میں کچھ خلل ڈالے بلکہ زیارت کے ثمرات سے یہ ہے کہ نیت
 اعتکاف مسجد شریف کی جیسے کہ ہو سکے کرے اگرچہ ایک ساعت ہو اور تعلیم و تعلم خیر اور
 ذکر الہی اور کثرت درود و ازختم قرآن میں مشغول ہے اور اگر کوئی مدیتمہ مطہرہ میں پہنچنے
 پہلے نیت مسجد کی کر لے تو اس کے ثواب نیت پائے میں کچھ شبہ نہیں ہے اور از جملہ آداب غیر زیارت
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے کہ اس راہ عظیم کو بڑے جوش و خروش اور کمال شوق و ذوق
 کے ساتھ دریای محبت محبوب رب العالمین میں متفرق عبادت و طاعت الہی میں مشغول
 شوق و میل میں چور فرح و سرور سے معمور حسن خلاق اور کثرت خیرات میں ڈوبا ہوا ڈاکر و
 شاغل فرحان و شادان بغیر کسل و ملال طے کرے تا قابل انعکاس انوار محمدی و اسرار احمدی
 ہو جائے شعرا و رباعیہم پاک توان وید چون ہلال + ہر دیدہ جامی منتظر آن ماہ پارہ نیست +
 مصرع پاک شواؤل پس دیدہ ہر آن پاک انداز + اور از جملہ آداب سفر زیارت یہ ہے کہ اس راہ
 میں اکثر احوال بلکہ سارے اوقات میں سوا می ادا می فراموش و قضای ضرورت کے
 بر عایت شرائط آداب کہ خاتمہ کتاب میں لکھی جائیں گے شوق و حضور و طہارت و لطافت
 کے ساتھ حضرت سیدالانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ و سلام بھیجا رہے کہ اس باب
 میں بہت سیدھی راہ اور بڑا قوی وسیلہ یہی ہے اور اگر خدا چاہے تو اس کے وسیلے سے
 زیارت جمال پاک مال میسر ہو خصوصاً اوقات متبرکہ میں جیسے صبح کی نماز کے بعد اور خصوصاً
 منورہ کے پاس پہونچکر حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ فرشتوں کا فقط

۴
 دارالحدیث دہلی
 حاجہ کبریٰ بیگم

اس مقام کے واسطے مخلوق کیا ہو کہ قاضی ریاریت حواہ میں مملوۃ و سلام حضرت سیدنا
علیہ السلام پر کھینچتے ہیں تو یہ اور کو حضور میں اسطور پر یو بھیجائے ہیں کہ فلاں
س فلاں حضور کے ریاریت کو آتا ہے اور یہ تحفہ سلام پیش پو بھیجا ہوا ہے اور غور کرنا چاہیے
کہ کون سی سعادت اس سے بڑھ کر ہوگی کہ اس کا نام اور اس کے نائب کا نام حضور مجلس نور
سیدنا علیہ السلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دکر کیا جائے اور ار حملہ آداب ریاریت یہ ہے کہ منہ
مساحد محمدی اور آمار احمدی بدست کی راہ میں واقع ہیں اور اس کی ریاریت و منہ کو لازم
وقت حاصل ہے اور ار حملہ آداب ریاریت یہ ہے کہ جب مدینہ طیبہ طیبہ مطہرہ وادبا السیرۃ واطلما
وکریمہ کے قریب یوسیعہ اور غلامات شہر شامہ وکرے تو حضور و حضور و لصرع و حضور
بڑھاوے اور حضور حصول مسود و وصول مایع نایع مطلوب و محبوب کمال و محبت سرور
سابقہ کرے متعز و اعظم صاکی کوئی الشوق تو مناجا ادا آداب ایضا نام میں انجاء نام
شعر وعدہ و عمل میں بود و رکب آتس توفیق پیر گرد و حرم آیا ہو کہ جب ریاریت کا
قصہ کرے والا سہ امورہ کے قریب ہو بھیجا ہو تو مرتبہ ہدایا رحمت ساتھ لے کر
اوسکی بیوی کو آئے ہیں اور ہمب قسم کی ساریں اوسکے متاعل حال کرنے ہیں اور
طہنہای اوار حضور و سرور اس کے سار وقت کرتے ہیں متعز ہر دم و دل سروری مارہ
سر پر میرد و عالم اور وصال مادر یک آمدت و اور پاسبی ہے جو کہ بھیجا ہو ہوا ہے اس
سراں شرف کے ایسا تصور کرے کہ گریہ اساطیل عالم کے دیوار میں حلقہ ہوا ہے اور بتلہ ہو
آمد و غلاماب مدینہ مطہرہ سے متاعل وں یہاڑوں وغیرہ کے حق قریب اوسکے واقع ہیں
اور علیہ تہذوق ریاریت و عظمت بیعیرہ سے کہ ماطن سے صنعت ہو یک حالت عظیم سیدنا
اور عہدہ حساب میں محافظت دل اور شوق ماطن ہے ساتھ محافظت اعضا میں ظاہری
کے گماہوں سے اور جاری رکھا ہو راں کا مملوہ و سلام میں ساتھ ہمار کرے کے
ملاحظہ عظمت و غلال میں یہ کہ حفظ راں برود و جاری رہتا اور دل میں عظمت
ظہاری ہو اور بار رہا ہو اور بلند سے کہ طریقہ رجوع ہو و لیکن اگر کمال مراقبہ کسی کو نصیب
ہو تو حضور ظاہر کو ساتھ ہی کرے کے طریقہ تہذوق اہل دل ساتھ سے مدے کے و

میں نے ان کو اس
چوڑے کلمے پر
سوں کی سی ڈال
جس پر ان کو
وہاں سے
میں جوں سے

اور لباس احرام سے جیسا کہ بعض عوام کہتے ہیں پرہیز کر کے کیونکہ وہ خصوصیات سے معظمت
اور خواص حج و عمرہ سے ہر بعد اوسکے عظمت و جلال شان معظفوی پیش نگاہ کر کے کمال
منضوع و خضوع ظاہری و باطنی کے ساتھ داخل بلدہ معظمہ ہوا اور ہات کو جانے کہ
نیفکان ہر کہ پروردگار جہان نے اپنے حبیب و صفی سید المرسلین خاتم النبیین حمۃ للعالمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اختیار کیا ہے اور جتنے فتوحات و برکات عالم میں قائم و
ظاہر ہیں ان سب کا منبع و نثار یہی مکان مبارک ہے شجر ہر گل و سبزہ کہ دباغ نمودی
دار و آخرای باد صبا این ہمہ آوردہ است + اور اس تصور سے غافل نہ ہو کہ یہ زمین ہے
کہ جسے حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقدام شریف چومے ہیں اور پای
مبارک اس پر رکھے گئے ہیں + اور اس زمین مقدس پر پاؤں رکھنے اور اٹھانے میں
ہیبت و سکت کہ داخل ہے جو صفت لازمہ حضرت سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام
تھی اور جاسے کہ یہ درگاہ عالم بناہ اتنی بزرگ ہے کہ یہاں ادنیٰ سوراہ بے مثل رفع صوت
و غیرہ کے موجب جھٹاٹل ہوتا ہے نہ نظم طائبت بطینک یکرک و تراہا من اخل ذلک
طینہ سکاھا + و زھت کوامع توہا مع نورہ + وھبت رباہا فباہا و فباہا + انا
وہودک یا حتام الا نبیا + جلنا لقا نبیا و انت عناھا + جلنا لک بضاعۃ قد ارحت
فاقبل بضاعۃنا وکففتناھا + اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ دروازہ شہر بناہ میں داخل
ہونے کے وقت کہم بسم اللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ رب اذ خلعت منی ید
واخرجت منی رج یدتی لا اھول لی من لدنک سلطانا نصیر حسبہ اللہ امنت باللہ
توکل علی اللہ لا اھول ولا قوۃ الا باللہ اللھم انی اسئلك بحق السائلین علیک فحق
مستشائی ہذا الیک فانی کما استخرج بظنر اوک رباہا ولا سمعۃ اخرجت انتقاء سخطک
واستقاء مرمکاتک اسئلك انی استودعنی من النار وان تغفر لذنوبی لا یغفر الذنوب الا انت
اور یہ دعا مسجد میں داخل ہوتے وقت ہر وقت مستحب ہے اور حدیث حضرت ابی سعید
رضی اللہ عنہ میں آیا ہے کہ جو شخص اس دعا کو مسجد لی راہ میں پڑھے اللہ تعالیٰ ستر ہزار مرتبہ
اس پر مہول کر تا ہے + اور اس کے واسطے استغفار کرے + اور رب العزت جل جلالہ اس کی طرف

[illegible]

ادب کو ہاتھ سے دے اور تین کھانسات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے
 کھڑے ہوئے اور حاضر رہے پر مطلع ہوا اور آوار معطل رہے کہ یہ سنت اور بھی ہو
 یہ سنت یہ سنت مباد و دار سلام جس کے کہ السلام علیک ایھا اللہ رسول اللہ
 ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میرے اس کے السلام علیک یا رسول اللہ السلام
 علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا خاتون
 النبیین آخر مبارک عیادت کے زمانہ میں بھی ہوا اور معلم لوگ یہ جانتے ہیں کہ
 محض بعض ملک کا مثل حضرت عبداللہ بن عمر وغیرہ بھی اللہ عزوجل کے احقر ہوا۔
 افسادت اور السلام علیک یا رسول اللہ پر حضرت عبداللہ بن عمر بھی اللہ عزوجل سے
 بقول ہر کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریادت شریف کو حاضر ہوتے کہتے
 السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا رسول اللہ
 ا حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ کہتے السلام علیک ایھا اللہ
 ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور مالکیہ اور مالک اعلم کہ افسار اس مقدار پر رور مرد کی
 ریادت میں ہو گا یا تلخی و مت میں مثل انامت ماؤں کے یا دوسری ضرورت سے دور
 اس عاشق راہ سے کہ اول پر امتیاز وینہ ہر رکامت وراق ایک بات میں کھل و
 میان طلی کر کے صیب کے دروازے پر بیجا دوک ہو سکا تو کہ اس مقدار قلیل
 انکار سے جلت طلی لسانی ارعدا عوام و۔۔۔ مختصری ویش تو بامیاں کرم حال شب
 دراز اور اکثر سلائے تقویٰ و کثیر کو اختیار کیا ہوا اسلئے کہ سی ایم کے تصور میں
 کھڑا ہوا اور اس صاب کے ساتھ محاط کر ایک۔۔۔ امیر علیہ۔۔۔ ریشی سعادت پر
 کیا قال الساعی تمہی سحافہ حرمی حق ما الحمد للہ فی الشیخہ وقلت ہر میں سوال
 و مسکنج اور اگر اس ہمار کہ کسی نے حضرت رسالت و جانتی میں سلام بیجا
 کی ویت کی تو عرض کر دے اس عواں پر کہ السلام علیک یا رسول اللہ من
 فلاں بن فلاں یا اس عواں پر کہ فلاں من سلام علیک یا رسول اللہ بعد اس کے
 واسی طرف ایک گھر ترخی کے تدرہت کر گھرا دوا۔۔۔ السلام علیک یا رسول اللہ

بِرَبِّهِ صَلَواتُكَ يَا صَفيُّكَ رَسُولَ اللَّهِ وَثَابِتِيهِ فِي الْغَايِبِ حَاشَاكَ اللَّهُ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَواتُكَ
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا عَمْرُؤَ الْفَارُوقَ الَّذِي أَبْعَدَ اللَّهُ
 بِهِ الْإِسْلَامَ حَاشَاكَ اللَّهُ عَنْ قَوْمٍ مُحَمَّدٍ صَلَواتُكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ السَّلَامِ
 عَلَيْكَ يَا مَنْ فَلَاحُ بَنِي فُلَانٍ إِنْ كَرِهِي سَيِّئٌ وَوَسِيَّتِي كِي هُوَ تَوْبِخْرٍ مَوْجِدٍ شَرِيفٍ حَضْرَتِ
 سَيِّدِ الرِّسَالِ صَلَواتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِينَ حَاضِرٍ هُوَ أَوْ رِطْوِ رَسَائِقِ بَحْرٍ سَلَامِ عَرْضِ كَرَمِ
 أَوْ تَوْسَلِ أَوْ تَشْغِ أَوْ رَسْمِ أَوْ مِثْلَانِ مِينَ نَهَائِ تَذَلُّ وَانْخَسَارِ وَخُضُوعِ وَخُشُوعِ
 بِحَالِ أَوْ رَسْمِ أَوْ تَشْغِ أَوْ رَسْمِ أَوْ مِثْلَانِ مِينَ نَهَائِ تَذَلُّ وَانْخَسَارِ وَخُضُوعِ وَخُشُوعِ
 اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
 تَسْلِيمًا عَمَّا بَعْدَ أَوْ سَيِّئٌ وَوَسِيَّتِي كِي هُوَ تَوْبِخْرٍ مَوْجِدٍ شَرِيفٍ حَضْرَتِ
 نَدَاوِيَّتِي هُوَ كَيْفَ اللَّهُ عَلَيْكَ يَا فَلَاحُ كُوِي تِيرِي حَاجَتِي وَهَ نِهِي سِي كِي آجِ بَرِ نَلَايِي كُوِي هُوَ
 أَوْ رِطْوِ رَسَائِقِ بَحْرٍ سَلَامِ عَرْضِ كَرَمِ أَوْ تَوْسَلِ أَوْ تَشْغِ أَوْ رَسْمِ أَوْ مِثْلَانِ مِينَ نَهَائِ تَذَلُّ
 عَمَّا كَرِهِي سَيِّئٌ وَوَسِيَّتِي كِي هُوَ تَوْبِخْرٍ مَوْجِدٍ شَرِيفٍ حَضْرَتِ سَيِّدِ الرِّسَالِ صَلَواتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 تَوْجِهُتِي مِينَ كَمَتَا هُونِ كِي يَا نَبِيَّ اللَّهِ كِي تَوْ أَوْ رِطْوِ رَسَائِقِ بَحْرٍ سَلَامِ عَرْضِ كَرَمِ
 مَوْافِقِ تَرِ هُوَ كَا بَعْدَ أَوْ سَيِّئٌ وَوَسِيَّتِي كِي هُوَ تَوْبِخْرٍ مَوْجِدٍ شَرِيفٍ حَضْرَتِ
 كِي اسْطُورِ پَرِ كِي سَرِ مَبَارَكِ كِي طَرَفِ پُتِيضِ نَهَوِيَّتِي يَا سَيِّدِ كِي طَرَفِ مَسْنَدِ كِي كِي كِي
 أَوْ رِطْوِ رَسَائِقِ بَحْرٍ سَلَامِ عَرْضِ كَرَمِ أَوْ تَوْسَلِ أَوْ تَشْغِ أَوْ رَسْمِ أَوْ مِثْلَانِ مِينَ نَهَائِ تَذَلُّ
 شَرِيفِ كِي پَاسِ أَوْ رِطْوِ رَسَائِقِ بَحْرٍ سَلَامِ عَرْضِ كَرَمِ أَوْ تَوْسَلِ أَوْ تَشْغِ أَوْ رَسْمِ أَوْ مِثْلَانِ مِينَ نَهَائِ تَذَلُّ
 مَنُورِ مِينَ اَزْ جِلْمِ اَوْنِ آدَابِ كِي يَهِي كِي مَدِينَةِ طَبِيعِ مِينَ حَبْنِي مَدَتِ كِي هُوَ اَوْنِ سَمِيتِ كُوِي
 غَنِيْمَتِ بِيْجِي اَوْرِ رَاتِ دِنِ مَسْجِدِ شَرِيفِ سَيِّئٌ وَوَسِيَّتِي كِي هُوَ تَوْبِخْرٍ مَوْجِدٍ شَرِيفٍ حَضْرَتِ
 خَيْرَاتِ وَصَدَقَاتِ وَطَاعَاتِ وَصَلَوَاتِ كِي سَا تَحْمِ لَازِمِ بِيْجِي اَوْرِ اَمِينِ شَكِ نِهِي مِينَ هُوَ
 كِي اَوْنِ قَدَرِ مَسْجِدِ مِينَ جَوْزَانِ نَبُوْتِ مِينَ تَحْمِ تَحْمِصِ طَاعَتِ كِي نَا فَضْلِ وَاَكْلِ هُوَ كَا اَوْرِ
 اَزْ جِلْمِ آدَابِ اَقَامَتِ مَدِينَةِ يَهِي كِي اَكْرِ اَزْ مَسْجِدِ شَرِيفِ كِي اَمْدَرِ هُوَ تَوْجِهُتِي مَبَارَكِ سَيِّئٌ
 نَظَرِ كُوِي اَوْتِيْجَا وَبِيْجِي اَوْرِ اَكْرِ اَزْ مَسْجِدِ شَرِيفِ كِي اَمْدَرِ هُوَ تَوْجِهُتِي مَبَارَكِ سَيِّئٌ

اور جو بار
 اس کے لئے
 عظیمی العظمیٰ
 کیلئے
 اور سالہ ماہ
 دو دنوں میں
 بیش فلاں سے
 طے غنیمت
 اس کے درود
 بین بی بی کے
 اور جو بار
 اس کے درود
 اس کے اور سلام
 سلام کہ جانا
 رحمت کیسے
 او فلاں سے
 عظمیٰ
 نبوی بن
 ہوا اس دینی
 چنانچہ حضرت
 احمد علی
 علی بنی کے
 سب سے
 سب سے

ملیہ آلہ دہلی کے خیال کو اس درگاہ با عظمت حضرت و جلال میں نیند آئے مفسر عمر قرآن سید
 صبوی کلام و خواب کجاء شہر قیام و خواب و تابینیش اندر خیال ابن سخن بگاندہ الو
 آشنا خواب نیست + اور شمس صاحب ولت کی خدمت میں جس عادت و اقبال اس شب
 وصال کا پاوے سیر فی انہاس یہ ہو کہ اس فریقہ جمال محمدی و شیفہ کمال احمدی بیمار فراق
 سزا یا اشتیاق کو نرساؤں نہ کرے اور اگر کچھ اپنے سے خیر بانی تر ہے تو اس و یو اسے
 کو یاد کرنا ضرور تو شہر چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی + باد آہ حریفان باد و پیارا + کیونکہ
 اگر یاد رکھو تو نگو بھی اس فریو اسے نے اپنے وقت میں یاد کیا ہو اور اگر اسمین کچھ مشکوک
 ہو تو اس جناب سے دریافت کر لو تا کہ نگویہ شک بانی نہ رہے سبحان اللہ کہاں تھے
 اور کہاں آگئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَا فِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَہُ خَالِیْہُ الشُّعُوْکَ اَللّٰہُ
 اَکْبَرُ اَللّٰہُ مُحَمَّدٌ سَلَّمَ اَللّٰہُ اَوْ مَا زَجَلْہُ اَدَابِ یہ ہو کہ مسجد شریف میں داخل ہونے کے
 وقت سے نکلنے کے وقت تک دل و زبان و جوارح کو ہر چیز مگر وہ سے نگاہ رکھے اور
 ہر اس چیز سے جو اولی و افضل کے خلاف ہو اور برابر اس تصور و ملاحظہ میں رہے
 کہ میں ایک بڑے ادب کی جاہ میں حاضر ہوں اسمین اگر کوئی شخص ایسا کہ جسکے ساتھ
 سجاست اور مکالمات سے حضور دل میں افور پڑتا ہو ہفتیشنی و ہم کلامی اس سے چاہے
 تو اسکو چاہیے ہو کہ اپنے تئیں اس شخص کے ساتھ سے بلطائف اچھل جھپٹاؤ سے
 اور الٹا کرے ایک کلام مختصر یہ جو قدر ضرورت پر حصول مقصود میں کفایت کرے
 اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَتَقَبَّلْ مِنَّا مَا عَمَلْنَا بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ وَاجِبِ مَوَافَاتِ عَمَلِنَا
 بِعَفْوِكَ وَجَلِیْكَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور از جملہ آواہ
 یہ ہو کہ جیسا بعض عوام الناس قرصیحائی مسجد شریف میں لکھا کر گٹھلی مسجد ہی ڈال دیتے
 ہیں ایسا نہ کرے اس واسطے کہ یہ فعل رعایت ادب و تعظیم مسجد سے دور ہو اور تحقیق اگر
 ہوا ہو کہ مسجد کو ایذا ہوئی ہو اور کوئی چیز سے جو اسمین پڑ جائے جیسے آنکھ کو اپنا ہوتی
 ہو خن و غیرہ کے پڑ جائے سے اور ذکر اس ادب کا زیارت کی کتاب دین میں شاید
 بملاحظہ عادات خلق ہوا ہو کہ اگلے زمانے میں تھے ورنہ اس زمانے میں تو بہت کا

از مسمیٰ ہیں ہوتا یہ اگلے لوگ اسحاب صفہ کے فعل کو ایسے فعل کی سہ نظیر نہیں ہوں
 کہ وہ حضرات بھی اللہ عنہم اجمعین مقیمان مارگاہ اتنی تھے مسجد ہی میں رہتے تھے
 اور مسجد ہی میں قمر وغیرہ کو پیش فرمایا کرتے تھے و اللہ اعلم اوترا حلقہ آداب یہ ہر کہ پہلے
 ہی سے ایسی حاکما کسی خاص جگہ میں روضہ میں یا محلہ سے دال تھے اور
 لوگوں پر حلقہ کو سنگ کمرے ملکہ اگر اوس مکان مشرک کی مسیلت جمع کرے کی ضرر
 رکھتا ہے تو سب سے پہلے آوے اور پہلی ڈالکر ایک حکایت لکھتے یہ کہ پہلی ایک
 خاص جگہ مر ڈال دیا اور آب شریف لے گئے پھر حروف امام محراب میں گھڑا ہوا
 آب شریف لاکر ایسے مسلمان پر ہمار میں مستعمل ہوئے اس فعل کی کراہت فتح میں
 گنگوی حکایت ہے اور فتویٰ اسکی کراہت پر دیا ہے اور اسی کے حکم میں ہے وہ
 صبح سے پہلے دروازہ مسجد شریف کھلتے ہی کچھ لوگ جو ماہر دروازے کے آکر
 پہلے ہی سے منظر بیٹھتے ہیں و معتذرہ ریڑھ پڑتے ہیں اور پہلی صف میں جگہ ٹھہر کر
 ایسی ایسی حاکما میں ڈالکر ریارت شریف کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور ادب
 سکینہ و وقار کو کہ خصوصاً اوس مسجد شریف میں داخل ہونے کو درکار ہے یا تھتہ سے
 دیتے ہیں ملکہ جسے سادہ لوح غایت حرص کی حدت سے کہ تعمین مکان اور اوس
 مسیلت کے حاصل کرے میں رکھتے ہیں ریارت کے بھی مقید ہیں ہونے
 اور اگر ہوتے بھی نہیں تو مستعمل تمام شعر حافظا علم ادب و در کہ در حضرت تہ
 ہر کراہت ادب لائق قرین سو و شاعری اذ ثلوا النفس انھا اکا فحاک + طر و
 الجنس طوھا اذ ان تعون باللہ من الحقوۃ والعقلۃ کما انھما من العاقلان
 اور ار حمل اداب یہ ہر کہ مسمیٰ میں تھوک نہ ڈالے کیونکہ فتویٰ اوسکی حرمت پر ہے اور مرد و
 وارد ہوا ہے کہ دس کر دیا تھوک کا کنارہ ہو جانا ہے ڈالنے کا اوسکو سکی کہتے ہیں کہ مراد
 اوس سے یہ ہے کہ دس پہلی گناہ کو ملے ہی اسوقت سے یہ کہ گناہ کا محو کرے والا ہے
 پہلے سے اور رہ حکایت جو رسالہ قشریہ میں حضرت سلطان امیر بدستامی رحمہ اللہ
 سے منقول ہے کہ آب ایک شخص کی ریارت کو شریف لے گئے تھے ماکہ و اوس شخص نے

[illegible]

مسجد میں تھوک دیا آپ پھر کھڑے ہوئے اور اسکی زیارت نہ کی مشہور و معروف ہر یہ حکم سار
 مساجد میں ہر جہاں آئنگے مسجد خاتم الانبیاء ہو اور ادب تھوک ڈالنے میں جمیع احوال میں
 یہ ہو کہ مائین پاؤں کی طرف ڈالے اور قبلہ کی طرف اور وہی طرف سے احتراز کرے
 اور از جملہ آداب یہ ہو کہ اس مسجد شریف میں کہ محل نزول قرآن اور مہبط جبریل پر ختم قرآن
 مجید میں اگرچہ ایک ہی بار ہو تصور نہ کرے اور اگر ہو سکے تو کسی کتاب کی تحریر و مطالعہ نہ کرے
 جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و شمائل میں شامل ہو اور اس کے ساتھ ختم کرے یا کسی ایسے
 سے ناکہ صفات و فضائل نبویہ مکرر منکر باعث شوق لقائی آنجناب و داعیہ درود و تعظیم
 آن ختمی باب علیہ الصلوٰۃ و التسلیما توی تر اور تازہ تر ہو جائے اور از جملہ آداب یہ ہے
 کہ جیسے ہو سکیں مدت اقامت میں وزرے رکھے خصوصاً اگر مدت اقامت کم ہو اور ہو اگر کم
 تاکہ کچھ شدت مدینہ منورہ کا مزاج چکھ لے اور از جملہ آداب یہ ہو کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ و اصحابہ و ازواجہ وسلم کی زیارت کے زیارت بقیع کہ آل و اصحاب کرام و ازواج مطہرات
 و اتباع و تبع اتباع اور علما و صلحا می امت کا مرقد پاک ہو اور زیارت سید الشہداء ائمہ البیہ علیہم السلام
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور زیارت سجد قبا وغیرہ مل المساجد
 و زیارت آثار اور سائر المکنہ و آثار سید الابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غنیمت سمجھے اور بیان میں
 مواضع اور احوال و اخبار ان مواضع کا پہلے ہو چکا ہو لیکن کلام الامین ہے کہ زیارت بقیع کو
 ہر روز بعد زیارت حضرت صلوات اللہ علیہ و علی آلہ کے جایا کرے یا فقط جمعہ کے دن جیسا
 کہ اب جاری ہو امام نووی اور اس کے تابعین جہات پر ہیں کہ زیارت بقیع ہر روز کرنا
 چاہیے اور بعض علماء اس کلام میں مناقشہ کرتے ہیں کہ اس کے واسطے کوئی دلیل مستند
 نہیں ہے شیخ ابوالحسن مکرری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زیارت قبور سنت موکدہ ہے اور شیخ ابوالحسن
 ہر روز کو غایۃ الامر یہ ہو کہ جمعہ کے دن فضل و اوکد ہوگی اور از جملہ آداب یہ ہو کہ جسے قبر
 مبارک کے پاس سے ہو نکلے اگرچہ باہر مسجد سے ہو کھڑا ہو جائے اور صلوٰۃ و سلام پڑھے
 بھیجے اور اگر یہ ہو نکلنا دن بھر میں کتنے ہی مرتبہ واقع ہو نقل کرتے ہیں کہ اس ادب کے
 ترک کرنے میں ایک شخص بزرگان قدیم میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب سے

[illegible]

سلام ہو پورسک و ایم لیدی می خور و متعدد خود را بلب می آید و عیدهای سگ سیاهی بر شمر
 عیسی بنان از عیسی بوی بند و گفت مجنون تو به نفسی دین اندر اینگر شے از چشم من
 کین طلسم سبته مولا است این پاسبان کوچه لیلی است این ۲۰ اور و جو حسن با جالب منام
 کی رعایت کین قدم دگ جائے کی جگہ تیر بعضے شریفون اور خادمان حرم کا حال ہو
 کہ بعضے بدعات و تقصیرات کے ساتھ منسوب ہیں چاہیے یہ ہو کہ اونکی طرف بھی نظر
 نسبت قرابت اور جو ارشاد شریف کے چشم حقارت سے نہ دیکھے اور اعتقاد کرے
 کہ نیکون میں بدون کا بھی چھپاؤ ہو اور ملاحظہ سر منشی قول حضرت سالت پناہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم سے مثال اہل زمین باوجود صدور بعضے تقصیرات بعضے اونکے سے غافل نہ رہے
 اور مخاطبت کے وقت بشاشت اور نرمی کلام کو ہاتھ سے نہ لے اور گالی گلوچ اور
 سختی سے اپنے تئیں باز رکھے اس واسطے کہ بیٹا باوجود عاق ہو جانے کے بھی بعضے
 احکام سے مثل استحقاق ارث اور صحت نسب کے باہر نہیں نکلتا اور گمان نیک حضرت
 صدیق و حضرت فاروق اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہو کہ اگر
 چیز میں کہ اونکے حق سے متعلق ہو سو اَعفو کر دینے کے اولاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 سے جائز نہیں رکھتے تو گمان نیک کہہ اور حق کو اہل حق پر چھوڑ اور شفاعت محمدیہ
 اگر نہ گاران اہل میت نبوت و رسالت میں درکار نہ ہو کہ جنکے ظاہر کرنے کی طرف راوہ
 اتنی جل جلالہ سوجہ ہو تو پھر بہتر اس سے اور کو نسا محل ہوگا اور بعضے مشائخ رحمہم اللہ نے
 اس آیت سے ایسا سمجھا ہے کہ اہل میت نبوت میں سے کوئی شخص دنیا سے انتقال کرے گا
 جب تک نجاست معنوی سے پاک نہ ہوئے گا خواہ اسکا سبب بحقوق مرض ہو خواہ کوئی
 اور امی صعب مکفر سیدات یہ ترجمہ ہو کلام بعضے علما کی مکہ معظمہ کا اس کتاب میں جو
 آداب زیارت میں تصنیف ہوئی ہے بعبارتہ اور کلام سہنودی وغیرہ اس آداب کے
 محل رعایت میں اسکے ساتھ موافق ہو واللہ اعلم **فصل** جبکہ زیارت حضرت سالت پناہ
 علیہ علی آلہ الخیمۃ و السلام اور زیارات مساجد و مشاہد عظام سے فراغت حاصل کیسے
 اپنے وطن کی طرف پھرنے کا عزم مصمم کرے تو چاہیے ہو کہ پہلے مولع مسجد نبوی

پر جلسے اوس سے مصافحہ کرے اور معافۃ بھی کرے تو حاضر ہی اگر ابرو ہو سکتا ہے تو کہہ دے کہ حضرت
 میں یہ سب سنا و امام شافعی رحمہ اللہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس آئے حضرت
 امام مالک رحمہ اللہ نے اویس سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ میں معافۃ بھی کرنا اگر دعوت ہو و اما حضرت
 سنان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معافۃ کیا اس شخص سے جو ہم سے ملے دووں سے بہتر تھا
 معافۃ کیا عمر سعد اصل علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ
 اور اوسکا بوسہ لیا جس مائے میں کہ وہ جنت سے آئے ہیں امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا
 وہ مخصوص ہے جعفر کے ساتھ حضرت سبیاں رحمہ اللہ نے فرمایا ہمیں ملکہ عام ہو حکم ہمارا
 اور جعفر کا ایک ہے اگر ہم صاف نہیں ہیں سے ہوں اور فرمایا کہ تم مجھے اوں دیتے ہو کہ
 مختاری مجلس میں حدیث سبیاں کروں حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا یاں سبیاں کرو
 میں نے اوں دیا میں حضرت سبیاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث سبیاں کی اوں سے یہ
 جو ایسے روکے رکھتے تھے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے سکوت فرمایا یہاں حضرت
 عاصی سبیاں مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سکوت حضرت امام مالک کا دلیل ہے کہ وہ سب
 قول سبیاں رحمہ اللہ یہ حدیث کہ کوئی دلیل قائم ہو چکی جس جعفر رضی اللہ عنہ پر ہی کلام اللہ
 اور وہ جو کچھ کہ دلالت کرتی ہے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ خاص ہوئے پر
 حدیث ترمذی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جعفر کے پاس آئے تھے
 کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ و آلہ وسلم اوٹھ کھڑے ہوئے اور زیادہ مبارک کھینچتے ہوئے چلے
 اور یہ بچہ اور اویس معافۃ کیا اور اوسکی دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ لیا کہ ا
 حال بعض المالکیہ و را کہ کسی عالم یا صالح یا شریف سے ملاقات ہو تو اوسکے ہاتھوں کو جو ما
 سبھی اور سب ہی اور سب جو سب جھوٹے اس کے یا جھوٹی لڑکی کا اور اوسکے سارے اعضاء کا
 اگرچہ دوسرے شخص کا فرید ہو سکتا ہے اور جب گھر کے اندر داخل ہو تو دو رکعت نماز
 پڑھے اور اللہ تعالیٰ کا وطہرہ تکرور عارجمند و تہاد اگر سے بعد اوسکے لیے اہل عیال
 سے ملکر گھر سے باہر نکل کر کسی حکم پر بیٹھے کہ مجھے دے اے اور دوست ہوتا اوس سے
 اگر میں ہیں جو شخص ملاقات کو آوے اوسکے ساتھ تعظیم و کرم و تانت و لطف و شفقت

و تو واضح سے پیش آئے اور دعا کو مخصوص ماہ شریفین آنے اور مقیم ہو جانے سے پہلے
 کہ دعا سافر کی مخصوص حاجی کی اپنے شہر میں پہونچنے سے پہلے کسباب ہو اور اگر کوئی
 اور خلاف شرع پیش آئے وہ جیسے دف و ذرا میر کہ مسافر کے آنے کے وقت خلاف شرع
 لوگوں کے یہاں بجا کرتے ہیں منع کرے اور خلاصہ سارے آداب کا اور روح سارے
 مناسک کی اور عمدہ سارے افعال میں اور فخل سارے اوضاع سے یہ ہو کہ اس سفر
 مبارک سے پہنچ آنے کے بعد تجدید توبہ اور التزم تقویٰ پر عزم کرے اور ظاہر و باطن کی
 نیکیاں حاصل کرے پرستقد رہے کیونکہ کہتے ہیں کہ علامات حج مبرور سے یہ ہو کہ جیسا
 گیا تھا اس سے بہتر پھرے دلیل پیر اور علامت اسکی یہ ہو کہ اتباع سید الانبیاء صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم پر حرص اور محبت دنیا و اہل دنیا سے سردی اور محبت آخرت پر سرگرمی پیدا
 ہو و الحذر الحذر اسباب سے کہ پھر گناہوں کے گرد پھرے اور نئے قیدی کرے
 فَإِنَّ النَّكْسَةَ أَسَدٌ مِنَ الْمَرْضِ وَ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّحْوِ رِثْعَدِ الْكُورِ اور اگر بعضے
 ابواب خیر میں اپنے پروردگار سے عہد کرے اس کے وفا کرنے کو لازم سمجھے کہ خدا سے
 نقص عہد کرے لگا انجام اچھا نہیں فَمَنْ نَكَتَ فَإِنَّهَا كُنْتُ عَلَى نَفْسِهِ وَمِنْ
 أَوْفَى رِسْمًا عَاهَدَ عَلَيْكَ اللَّهُ فَسَيُؤْتِيهِ أَحْمَرُ عَظِيمًا وَمِنْ اللَّهِ التَّقْوِيمُ
 باب ستر ہوا ان ذکر فضائل درود میں اور جو کچھ اس سے متعلق ہے
 چونکہ عظم آداب سالکین طریق زیارت اہدای درود ہی حضرت سید الانس الجان علیہ
 الصلوٰۃ والسلام من الملک المنان کے حضور میں اسوا سے اس کے فضائل و ثمرات
 و احکام و اوقات کا بیان ضروریات وقت سے ٹھہرا اور وہ چند فصلوں میں تفصیل
 پاتا ہو و باسد التوفیق فصل چنانچہ ہے کہ درود کے فوائد حضرت سے باہر ہیں اور کجا ضبط
 کرنا زبان قلم سے ہونہیں سکتا لیکن بعضے علما و حفاظ حدیث سے جسقدر فوائد کہ
 احادیث صحیحہ و روایات حسنہ سے اس کے نزدیک ثابت ہوئے ہیں اون کو ضبط
 کیا ہو اور سلک بیان میں پر دیا ہو بعضے اون فوائد میں سے نتیجہ اہل درود میں اور
 بعضے ایک عدد خاص پر مترتب ہیں اور بعضے کسی کیفیت خاص کے اثر میں

ملاحظہ
 اسوا کے بعد
 کتابت صحیحہ
 میں سے اور
 گناہوں میں
 اس کے فساد
 سردی و قی کے

ع میں جسے
 جو اس کے
 نہیں کہ عہد و ارادہ
 جان انجیل کے اور
 اپنے خالق سادات میں
 اپنے خالق کے عہد و ارادہ
 اور اس کے عہد و ارادہ
 اپنے خالق کے عہد و ارادہ
 اپنے خالق کے عہد و ارادہ

اور جسے کسی ایک وقت معین کے ساتھ حاصل نہیں اور جسے ایک حالت حاصل نہیں
ہیں اور اوں میں سے کچھ کچھ اس کے ساتھ ہیں مگر جو تین واسطہ الوقت اور جملہ
حوادث ورو وامتثال امر اتی ہی اور موافقت اویں حساب کے ساتھ اور اوکے ملائکہ کے
کیونکہ یہ حال وقت میں ہے فرمایا ان الله و ما یعلمکون علیہم لعلکم تاتقون
الذین امنوا اصلو علیکم و سئلوا عنکم لعلکم تاتقون و سئلوا عنکم لعلکم تاتقون
درود ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجے اللہ تعالیٰ اوسکے بارے میں اس رحمتیں ہم پر
اور تار تار اور اس درود کے لئے کہ تار تار اور اس کی کیا ان اوسکے لئے اعمال ہیں
لکھ دیتا ہے اور اس گناہ اوسکے مٹا دیتا ہے اور جسے احادیث میں واقع ہوا کہ اس
درود میں آباد کرے اور اس درود کے بارے میں تار تار اور حملہ ہوا ہے یہ کہ درود
ولسے کی دعا قبول ہوئی ہے اور رعایت اور گواہی نہیں صلی اللہ علیہ وسلم کی اوسکے
حق میں راجح ہو جاتی ہے اور تار تار اوسکے یہ کہ درود بھیجے واسے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل ہوا ہے۔ تیاست کہ درود حضرت یارو کھانا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تار تار ہمارے سے کھر جائے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے بارے میں یہ بھیجے گا اور اس مذہب کے دوسرے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اوسکے بارے میں اسور کے متولی ہو جائیں گے تو تار تار اوسکے یہ کہ درود بھیجے
ولسے کی ساری تکلیفیں ساں ہوتی ہیں اور ساری حاجتیں برآتی ہیں اور بارے گناہ
بھٹے جاتے ہیں اور ساری برائیوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور ایک قول یہ جسے درود
قصا ہو گئے ہوں اور کما کھی کفارہ ہو جاتا ہے اور صدمے کی حکمت قائم ہو جائے گا ایک
قول یہ اس سے اصل ہے اور تار تار اوسکے یہ کہ درود جیسے کی حرکت سے کہ رب
جائے اور پیار ہی سے تعالیاں ہو اور خوف و حرج دور ہو جائے اور ہم کاری ہو جائے
جائے اور دشمنوں پر فتح یاب ہو تعالیٰ راضی ہو جائے اور اوسکی محبت دل میں پیدا
ہوئی ہے اور درود اوسکے حق میں دعا کہتے ہیں اور عملی مال اوسکی حرکت سے پاک
ہو جائے اور بڑھ جائے اور صفا فی قلب اور درود صالحی اور بارے امور میں رکت حاصل

ہوئی ہر حتی کہ اسباب میں اور اولاد میں اور اولاد کی اولاد میں چوتھے طبقے تک صلی علیہ
علیہ وآلہ وسلم اور از جملہ اوسکے ہوا ہوال قیامت سے نجات پانا اور سرکرات موت کی
آسانی ہونا اور ممالک دنیا سے خلاص ہونا اور بھولی چیز کا یاد آجانا اور فقر و حاجت کا
دور ہو جانا اور اقامت محل و جفا و دعای ر غم انف سے سالم رہنا اس واسطے کہ حدیث
شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی میرے ذکر کے وقت درود نہ بھیجے وہ تخیل ہوا و رگوباکہ او
جفا کی محبت پر واپس دعا کیجاتی ہے ر غم انف کی معنی خاک میں بلجائے ناک کی صلی علیہ
آلہ وسلم اور از جملہ اوسکے ہر مجلس کا پاک ہو جانا اور گھیر لینا رحمت کا اوس مجلس کے بیٹھنے والوں کو
اور نور بڑھانا صراط پر اترنے کے وقت اور ثابت رہنا قدم کا اوس حال پر اوقات میں
اور اوس سے نجات پانا طرفہ العین میں خلاف حال و ن لوگوں کے جو درود کے تارک ہیں
اور سارے فوائد درود سے اعظم و اتم ذکر آتا ہے درود بھیجنے والے کا حضرت سیدنا اسبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں شععی لکے البتارۃ فاخضعوا علیک لقلۃ ذکر ہے
نظم علی ما فیہ من عیج بہت جانیم کر زوائی صاخر بازو د مجلس نان زمین کی گزیر
اور از جملہ اوسکے ہر زیادہ ہو جانا حضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت
اور آجانا محاسن نبویہ کا دل میں اور تخیل ہو جانا خیال کا لکھ میں کہ کثرت درود کو لازم ہے
مکروہ درود جو بے حقیقت ہو اللہ صلی وسلم علیہ شععی لو شق عرق فیک
تسری فی و شیطان ذکر لک فی سطرۃ النجید فی سطرۃ اور از جملہ اوسکے ہر محبت کا
آویون کا اور محبت کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوسکے ساتھ اور صاف کرنا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوس سے قیامت کے دن اور زیارت کرنا اسکا جمال
بہان آرای محمدی کو جواب میں و محبت کرنا فرشتوں کا اوسکے ساتھ اور رہ جاکھنا
فرشتوں کا اوسکے واسطے اور لکھنا اونکا اوسکے درود کو سونے کے قلموں بچاندی
سکے درقون پر اور عا و تغفار کرنا اونکا اوسکے واسطے اور پہچانا ملاکہ سیاحیں کا اوسکے
درود کو حفظ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس عنوان سے کہ فلان بن فلان
مثل کترین ہنگان عبدالحی بن سید الدین یسلم علیک یا رسول اللہ و کترین

مین ۱۷
کجوری کی چوڑی
بادیو دار کس
زیار جالی مین
گیا گیا کورس
کینو تھین بار
دوسکو کورس
ای بی بی راکوس
میکو کورس

نوحید کی موت پر "در بیان ارباب زخم" کا عنوان ہے۔

سلاماں محمد اکیس میں سلام رسول ﷺ یا کہ محمد ﷺ یا کہ محمد ﷺ اور اعظم نو اند صلوٰۃ و سلام سے
 مشرف ہوا ہے مشرف رسول و سلام سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقیہ مستمرہ کر
 اور کون سی حدیث اس سے زیادہ ہوگی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مامی صر
 و سلامت اوسکے شامل حال ہو اگر امام عمر میں ایک بار بھی ہاتھ لگے تو ہنر حیر و سلام
 اور سو ہزار کریمت کا موجب ہے بلکہ ہر سلام میں کچھ در جواب آں لب کہ صد سلام
 مرا اس کے جواب ار تو اب اس سعادت کا حاصل ہوا یقیناً سے اسو اسطے ہے کہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات تابہ ہے اور یہ بھی مانتا ہے کہ جواب سلام
 سنت ہے بلکہ فرض ہے ہر صر یہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صر صبیہ کے ادا
 فرامسے میں ہوا حق یہی حصل کریمہ کے کہ کائنات میں یا کائنات میں مروی ہر سادہ و بر
 اور صالح تر ہو گئے اور بہتات سے ایک مکہ دقیقہ اور معلوم ہوا ہے کہ رات کرے والا
 وقت ربارت کے سلام عرض کرے سے یہ بلکہ آیت کے سلام سے مشرف ہوتا ہے اور یہ
 سلام عرض کرے کے پھر جواب سلام سے بھی مشرف ہوا ہے اور ار حملہ و اند در و دیگر
 میں در تک مار رہا و رستوں کا اوکے گناہ لکھنے سے اور مار رکھا اور سکا آویسوں کو اور
 عیت سے اور آما او سکا قنات کے دن عرس کے ساتے میں اور اسکی ہر ر و می
 اعمال کا بخاری ہو حاما اریاس سے ناموں رہا اور حیت میں ہی ہورس یا ما
 اور متل ہوا در و کا ذکر و ذکر و معرفت حق نعمت الہی حل سلطانہ پراور انجاء غیب ہوا
 ادای حق رسالت سے کیونکہ در و میں طلب سوال ولی صی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 و سلام کی صفت و تناس کے ساتھ اور آپس کچھ سک نہیں کہ حق تعالیٰ و تقدس ایسے
 سدے سے اس سوال و طلب کو دوست رکھتا ہے اور جب کہ سدے سے ایسی غیب
 و سوال و طلب کو خدا و رسول کی حوتی کے امر میں صرف کیا اور ایسے نفس کی خوتی
 کے امور پر غالب رکھا تو صر در یہی کہ مستحق جزای کا مل و متصل خاص کا قائل ہوگا
 اور حاجتیں برآئی اور کلین آماں ہو جائے گا سب ہی ہر خود کو رہا و اقا و نعمت اللہ
 التوفیقی اور مکر حاصل ہوا و کرد کا صر در و میں ظاہر ہے کیونکہ اگر صر صر خود و بکے

مثل ہیں اسم مبارک اللہم کہ مرات ملاحظہ جمیع اسماء و صفات ہی حسن بھری رضی اللہ عنہ
 وغیرہ اکابر سلف سے نقل ہے کہ جو شخص حضرت رب العزت تعالیٰ و تقدس کو لفظ اللہم
 کے ساتھ یاد کرے تو اسے گویا سارے اسماء حسنی کے ساتھ یاد کیا اب ہر من
 صادق اور محب شتاق کو لازم ہے کہ اس عبادت کے بڑھانے میں اور اس کے جتن
 کرنے میں اور اعمال پر تقصیر نہ کرے اور ایک عدد مخصوص جو ہمیشہ اس سے
 ہو سکے اور اس پر آسان ہو روزمرہ کا ورد ٹھہرا لے وار دہوا ہے کہ **حَیُّ الْوَقْدُ**
وَقَلِيلٌ اَوْ اَشَدُّ خَيْرٌ مِّنْ كَثِيرٍ مُنْقَطِعٌ اور چاہیے ہے کہ ہزار سے ہر روز کم نہو اور اگر
 استفادہ نہ ہو سکے تو پانچ سو بار کثافت کرے اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو ہر روز سو مرتبہ پڑھ لیا
 کرے اور مختار بعضوں کا تین سو ہی اور بعضوں کا دس سو صبح و شام بعد نماز صبح اور بعد
 نماز شام کے اور چاہیے ہے کہ کچھ سوئے وقت بھی ایک عدد معین کا ورد کرے
 اور جو میں ہوں ہر روز بڑھتے پڑھنے کی عادت ڈالنا ہی تو اس پر آسان ہو جانا ہی
 اور بعضے جیسے درود کے لیے ہیں کہ ایک ہزار تک پڑھنا بھی بہت آسان ہے اور جب
 اسکی جلالت و لذت درود پڑھنے والے کے مذاق جان میں پہنچی تو اسکی قوت و
 قوام روح اسی سے ہوگی **فَاِنَّ كَوْنَهُ اَجْبَدُ لِلَّهِ خَيْرٌ مِّنْ حَبِيبٍ** اور بڑا تعجب ہے اس میں
 کہ دن رات میں ایک ساعت بھی اس عبادت میں کہ منع انوار و برکات اور منقہاح انوار
 جمیع خیرات و سعادات ہی صرف نہ کرے اور قول حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اَذِنَ يَكْفِيْكَ هَمَّتْكَ اس شخص کے تئیں کہ جسے **مَا اَجْعَلُ لَكَ صَلاٰتِيْ** کُلّھا اور قول حضرت
 علی رضی اللہ عنہ کہ **اَحَدُ مَا نَزَّلَ عَلَيْنَا مِنْ لَّدُنْكَ اَللّٰهُ جَعَلَ لَاصَلٰوةَ النَّبِيِّ يَكْفِيْ عِبَادَةً** ہر
 کُلّھا اسباب میں کافی ہے اور رسول و لون کو اس دروازے سے آنے میں فتوحات
 عظیمہ حاصل ہوتے ہیں اور بعضے مشائخ فرماتے ہیں کہ جب شیخ کامل مکمل کسی کو یا تحفہ
 نہ سکے تو درود کا التزام کرے انشاء اللہ مقصد تک باسانی پہنچے گا اور بھی درود اور اسکا
 توجہ اس جناب کی طرف اسکی تربیت اور تہذیب کرے گا اور درگاہ خداوندی تک
 پہنچائے گا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب سے مشرف کرے گا

۱۔ جو شخص اللہم کہے گا وہ اللہ کے پاس
 ۲۔ جو شخص اللہم کہے گا وہ اللہ کے پاس
 ۳۔ جو شخص اللہم کہے گا وہ اللہ کے پاس
 ۴۔ جو شخص اللہم کہے گا وہ اللہ کے پاس
 ۵۔ جو شخص اللہم کہے گا وہ اللہ کے پاس
 ۶۔ جو شخص اللہم کہے گا وہ اللہ کے پاس
 ۷۔ جو شخص اللہم کہے گا وہ اللہ کے پاس
 ۸۔ جو شخص اللہم کہے گا وہ اللہ کے پاس
 ۹۔ جو شخص اللہم کہے گا وہ اللہ کے پاس
 ۱۰۔ جو شخص اللہم کہے گا وہ اللہ کے پاس

اور رحمت کرتے تھے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے کہ **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ** کو کثرت در
 کے ساتھ اور فرماتے تھے کہ **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ** بیٹھے سے ہے حدی واحد کو پہنچا
 اور کثرت در دو سے ہے صحت کبھی ہاتھ پیچیدہ جدا علی السہ علیہ آلہ وسلم کے اور دیا ہے
 تھے کہ جو حضرت رسالت علی السہ علیہ آلہ وسلم پر کثرت سے درود بخچے گا وہ سوتے جا
 آب کی رات سے مشرب رہے گا عسا کہ نقل ہے میں شیخ کامل امام علی بن حاتم کسیر
 حضرت شیخ احمد بن موسیٰ مشرعی صوفی سے اور بعضے مشائخ سادہ فاضلین
 اسرار ہم فرماتے ہیں کہ ہر قدر یہ سادے ولی کامل مکمل مرتبہ میں سب کے طریق تحصیل
 معرفت الہی یہ ہے کہ اول ذکر و کثرت درود کے ساتھ ظاہر تشریعت کا التزام کرے کثرت
 درود سے ایک نور عظیم ماطن میں پیدا ہوگا کہ رہمانی اوستی کرے گا ۱۱ اور اس جاد
 مالک تک سے لے واسطہ میں اس تک پہنچائے گا اور حلا صد طریقہ سادہ لیکھ لیکھ
 شعبہ ہر طریقہ عالیہ سادہ یہ کا بھی ہے کہ بوسیۃ الترام متاعت اور دوام حصہ حضرت رسالہ
 علی السہ علیہ آلہ وسلم سے لے واسطہ اسعاصد کرتے ہیں **تَحْتَ ثَوْبِ خَدِجَةَ فَارِجِ**
اللَّهُ إِلَٰهَانَا وَالنُّفُوسُ فَصَلِّ عَلَیْهِ اور بعضے ار محمد میں رحمہم اللہ نقل کرتے ہیں
 کہ محمد بن سعد بن مظرب ہر درود سو سے سے پہلے کچھ درود پڑھ لیا کرتے تھے ایک ان
 رسول اللہ علی السہ علیہ آلہ وسلم کو حائیں دیکھا کہ آپ اٹھے گھر میں شریف لائے اس
 جمال اکمال سے گھر کو روٹیں دیا یا اور فرمائے ہیں کہ ادھر لانا یا منہ جس سے درود
 پڑھا کر رہی ہم اوسکا دوسہ لیں یہ کہتے ہیں کہ مجھے آپ کے وہیں مبارک سے اسیت
 دس مالائی کو ملائے میں شرم آئی تو ایسا رخسار آئیے وہیں مبارک کے پاس لے
 آپ لے اوسکا دوسہ لیا مری آگے مکمل گئی تو سارے گھر میں سے متک کی جوت
 بھٹی ہوئی یا بی اور میرے چارے سے آنچہ دن تک متک کی نوہیں گئی (شرح)
 س الی مکرر درود صوفی مجدد ای کتاب میں شیخ محمد الدین فیروز آبادی سے سادہ
 انوں اسامید کے کہ جو اونچے ردیک محشر ہیں وایت کرے ہیں کہ انکسب سے کہا ہے
 کہ ایک ورثلی اوکر مجاہد کے اس آئے الہ کر اوستی علیہم کو گھر سے ہونے اور غار

۲
 بیت کا کثرت درود
 اس سے
 درود سادہ سب سے
 کر مبارک

اور دونوں آنکھوں کے بیچ میں بوسہ لیا میں نے عرض کیا یا سیدی ایسا کچھ شے شخص
 ساتھ آپ نے کیا اور حال آنکہ آپ اور سارے بغداد والے اسکو مجنون کہتے ہیں
 فرمایا یہ کچھ اوسکے ساتھ میں نے نہیں کیا مگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر
 میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ شبلی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں
 حاضر ہوا آپ اوسکے آگے سے کھڑے ہو گئے اور اوسکے ساتھ معافہ فرمایا اور
 اوسکی دونوں آنکھوں کے درمیان کجا بوسہ لیا پس میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
 انہی عنایت آپ سے شبلی کے حال یر کی فرمایا مان وہ بعد نماز کے یہ آیا کہ میرے
 پر ہا کرتا ہوں لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ
 عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ اور بعد اوسکے مجھ پر دو دیکھا ہوا اور بھی اوسی کتاب
 میں شبلی قدس سرہ سے نقل کرتے ہیں کہ اودھون نے کہا کہ ایک شخص میرے ہمسائے
 میں مر گیا تھا اوسے میں نے خواب میں دیکھا میں نے کہا کہ خدای تعالیٰ نے میرے
 ساتھ کیا کیا اوسنے کہا کیا پوچھتے ہو بڑے بڑے ہول مجھ گزرے اور منکر نکیر کے
 سوال کے وقت مجھکو بڑی وقت ہوئی میں نے جانا کہ شاید دین اسلام پر میری موت
 نہیں ہوئی ایک آواز آئی کہ یہ سزا اوسکی ہو جو تو نے اپنی زبان کو دنیا میں بیکار رکھا ہے
 جب عذاب کے فرشتوں نے میرا قصد کیا تو ایک شخص نہایت خوبصورت بہت بھونڈا
 سرے اور فرشتوں کے درمیان میں حائل ہو گیا اور اوسنے حجت ایان مجھے یاد دلانی
 میں نے کہا خدا تجھ پر رحم کرے تو کون ہو کہنے لگا کہ میں وہ شخص ہوں کہ خدای تعالیٰ نے
 تیری کثرت درود سے مجھے پیدا کیا اور حکم دیا ہے کہ ہر شدت و کرب میں تیری عسالت
 کروں اور یہ حکایت مصلح الظلام میں بھی ذکر شبلی اور اوسکے ہمسائے کی علی سبیل الجمل
 منقول ہے اور بھی اوسی کتاب میں حضرت کعب جبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں
 کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ یا موسیٰ اگر میری حمد کرنے
 والے عالم میں نہوں تو ایک قطرہ یا نی کا آسمان سے نہ اوتاروں اور ایک دانہ زیتون
 سے نہ اوگھاؤں اسی طرح بہت سی چیزیں ارشاد فرمائی ہیں یہاں تک کہ فرمایا کہ اسی مؤمن سے

سے خفیہ
 آری ہوا ہے
 پس پیغمبر
 سفارہ
 شافعی اور ابو جعفر
 یکہ لفظ میں ہے
 تم کہیں سے
 چاہا اور جلال
 بخاری کے ساتھ
 سلمان کے
 شفقت کرنے
 والا مہربان ہے

تو چاہتا ہے کہ میں تجھے فرست دے ہوں ماؤں! میں اس سے کہتا ہوں کہ تو میری ماں سے
 ہی اور ترس جیڑا کو ترسے دل سے ہی اور ترسے لہجہ کو ترسے دل سے ہی اور ترسے
 نور نگاہ کو میری آنکھ سے ہی اور ہنسون سے ہنسون کیا کہ یاں یا اند میں جا رہا ہوں فرمایا کہ
 نبی سادہ و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھج ماکہ کھجے سب شامل ہو جائے صلی اللہ علیہ
 وآلہ واصحابہ و سلم اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرمایا اے نبیؐ جو چاہا ہے کہ مائت کی
 ساس سے تو محمود رہے اور کھجوں سے عرس کیا یاں یا اند میں جا رہا ہوں فرمایا کہ محمد
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سادہ و کھج روایت کی اسکو جیڑا او بیہم سے حلیہ میں اور بھی
 اوس کی کتاب میں ہے کہ روایت علیؑ کہ مائت کے مائت حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی اللہ عنہ سے
 روایت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا گیا ہوں کو ایسا مانا اور
 کہ مائی آگ کو نہیں ٹھکانا اور اب یہ سلام بھیجا ہوا ہے کہ اگر دونوں کے آراؤ کرے سے اور
 ایک کا مجمعہ رکھا ہوا ہے جو حد کی راہ میں تلواریں رہے سے روایت کی اسکو انوکھا نام
 اللہ ہائی سے اور بھی رہی روایت لائے ہیں حضرت ابن عباسؓ ہی اللہ عنہ سے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حد و سلاں اس میں ملاقات کے ساتھ جو کرں اور
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں تو پہلے اس سے کہ ایک دوسرے سے جا
 ہوں دونوں کے سارے گناہ اسکے اوپر پھیلے جاتے ہیں روایت کی اسکی جیڑا علیؑ
 سکوال لے اور بھی حضرت علیؑ کہ مائت وہم سے روایت لائے ہیں کہ ایک دن
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حجۃ الاسلام سے شرف ہو اور بعد اوستے
 ایک عروہ کرے تو چار سو حج کے برابر ہو گا میں جو لوگ ایسے تھے کہ انکو استطاعت تھی
 اور قوت جمادہ بھی اسباب کے لیے سے اس کے دل ڈٹ گئے حضرت ابن عباسؓ ہی اللہ عنہ سے
 لے ایسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و سلم پر حج بھیجی کہ جو شخص پیر درود بھیجے گا
 اسکو توبہ چار سو حج کے برابر ہوگا اور ہر سال وہ چار سو حج کے برابر کمالا ہے اسکو انوکھا نام
 عبد الحسید ساسی سے محال ہے کہ میں اور بھی اوس کی کتاب میں فعلی حادثہ حضرت ابی اس
 علیہ السلام میں لائے ہیں شیخ محمد بن ابی الدین سرور ناوی سے منقول ہے ابو بکر محمد بن ابی الدین

سمرقندی کے کہہا اونھوں نے کہ میں نے ایک وزیر راہ گم کی ناگاہ ایک مرد کو دیکھا پس
 کہہتا ہوا تو پس میں اوسکے ساتھ ہولیا اور گمان مجھے ہوا کہ یہ خضر ہیں میں نے پوچھا کہ کیا
 نام کیا ہے فرمایا خضر بن ایشا ابو العباس اور اوسکے ساتھ ایک اور شخص کو بھی میں نے پایا
 اوسنے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے اونھوں نے فرمایا الیکس بن شام بھر میں نے اولی
 دونوں صاحبوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میری خدای تعالیٰ رحمت کرے آیا تھے محمد صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا وہ بولے ہاں دیکھا ہے میں نے کہا کہ خدا کے واسطے جو
 کچھ تم نے اونکی زبان مبارک سے سنا ہو مجھ سے بیان کر وکہ میں ولایت کروں تم سے
 فرمائے گئے کہ جتنے سنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ جو کوئی
 کہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اوسکا دل نفاق سے پاک کیا جاتا ہے جیسے پاک کیا جاتا ہے
 کپڑا پانی سے اور انھیں سنا وہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی کہے صلی
 علی محمد بن تحقیق اوسکے منہ پر کھول دیتے جاتے ہیں سر دروازے رحمت کے اور ساتھ وزیر
 اسناد کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بٹھو کسی مجلس میں اور کہو
 الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ صَلَّی اللہُ عَلَیْ مُحَمَّدٍ توحی تعالیٰ ایک فرشتے کو موکل کرتا ہے کہ لکھو
 غیبت سے باز رکھے اور جب مجلس سے اٹھو اور کہو بِسْمِ اللہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ صَلَّی اللہُ
 عَلَیْ مُحَمَّدٍ تواسر تعالیٰ منع فرماتا ہے آدمیوں کو بخاری غیبت کرے سے اور ساتھ
 انھیں سنا دے کہ فرمایا خضر والیاس علیہما السلام نے ایک شخص شام سے حضرت محمد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور عرض کرے لگا کہ یا رسول اللہ
 میرا باپ دوست رکھتا ہے کہ آپ کی زیارت کرے لیکن بہت بڑھا اور نابینا ہے اور قدرت
 آنے کی نہیں رکھتا آپ نے فرمایا اپنے باپ سے کہ کہ سات ہفتے میں یعنی سات شب
 میں کہے صَلَّی اللہُ عَلَیْ مُحَمَّدٍ مجھے وہ خواب میں دیکھے گا اور کہہ روایت کرے
 مجھ سے حدیث کی اوسنے ویسا ہی کیا جیسا آپ نے فرمایا تھا پس دیکھا اوسنے آپ کو خواب میں
 اور روایت کی آپ سے حدیث اور اوسکی کتاب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 لائے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ درود بھیجو خدای تعالیٰ کے انبیاء

دھاگو ہر ایک نہیں کروں گا اور اسکا سبب یہ ہو کہ جب میرے باپ نے انتقال
 کیا اسکا منہ گرے کا سنا ہو گیا یہ حال دیکھ کر مجھے بڑا غم ہوا پس میں سو گیا دیکھا گیا
 ہوں کہ شریف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہیں میں نے آپ کا منہ
 پکڑ لیا اور اپنے باپ کی شفاعت کی اور گردے کی سہی کھل ہو جانے کا سبب پوچھا
 آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ سو دیکھا یا کرتا تھا اور جو سو دیکھتا ہوا اسکا حال دنیا و آخرت
 میں ہی ہوتا ہے لیکن یہ بھی تھا کہ ہر روز سوئے سے پہلے سو بار مجھ پر درود بجاتا تھا
 اس جہت سے میں نے اسکی شفاعت کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی پس میں
 جاں آدھا اب دیکھا گیا ہوں کہ میرے باپ کا منہ جو دھوین رات کا چاند سا ہو گیا
 ہو اور دفن کے وقت بھی میں نے سنا ہاتھ سے کہ کہتا تھا تیرے باپ پر عنایت
 و مغفرت کا سبب درود و سلام ہوا کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ و علم پر
 بھیجا کرتا تھا اور نقل کرتے ہیں کہ کسی طالب علم حدیث کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہتا ہے
 کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور سارے اہل مجلس کو جو استماع حدیث کرتے تھے سب
 ذکر درود کے کہ اس فن شریف کی قرات کے لوازم سے ہو اور شیخ جلال الدین سیوطی
 رحمہ اللہ کتاب جمع الجوامع کے دیباچے میں نقل کرتے ہیں کہ ابن عساکر ابنی تاریخ میں
 حفص بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو ذر راۃ کو بعد
 اسکے مرنے کے خواب میں دیکھا کہ آسمان دنیا میں فرشتوں کی امامت کرتا ہے میں نے
 اس سے پوچھا کہ تو نے یہ رتبہ کس جہت سے پایا اس نے کہا میں نے اپنے ہاتھ
 سے ہزار ہا حدیث نبوی لکھی اور ہر حدیث میں کہا **عَلَيْهِ السَّلَامُ** **صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ**
 اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **ہُوَ كَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَعَشْرًا**
 اور بھی نقل کرتے ہیں کہ ایک مرد صلح کہی کی تین ہزار دینار کا قرض دار ہو گیا صاحب
 مال نے اسکا مرافعہ قاضی کے یہاں کیا قاضی نے ایک عینے کی ہمت دی وہ مرد
 صلح قاضی کے یہاں سے آکر محراب تضرع و انحراف میں بیٹھ کر درود میں مشغول ہوا
 عینے کی ستائشوں رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ حق تعالیٰ

یہ حدیث صحیح ہے
 اسکا تواتر
 اسکا تواتر
 اسکا تواتر

و تقدس تیز اقرص ہوا کہ اتر تو علی بن موسیٰ دریر کے پاس حاد اور اس سے کہہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ تو مجھے تین ہزار دیار دے کہ میں ایسا فرض
کروں کہ دراصل کتنا ہو کہ میں سوئے سے جاگا تو ایسے میں جوشی کا اتر یا لیکس ہے
ولیں ہو چکا کہ اگر دریر کے کہ اس واسطے کی سچائی کی علامت کیا ہو میں کیا کہو گا
اوس دن میں سے اوس کے پاس حادے میں نہ تھا کیا پھر دوسری رات کو جو دوسرے
عالم محرم دسی آیہ صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ و صحابہ سلم کو جواب میں دیکھا کہ آیت ہی دہانے
ہیں جو پہلے دن ارما ہوا تھا میں ہر جوشی کے ساتھ جواب سے اٹھا کر اوس دن
سبھی معصامی شریعت علی بن موسیٰ کے پاس حادے سے میں نے ایسے تین بار رکھا
تیسری رات کو پھر میں نے حضور سرور دین و دنیا علیہ آلاف التحية والسلام کو جواب میں
دیکھا کہ آپ میرے حادے کا سب علی بن موسیٰ کے پاس ہو جھٹے ہیں میں نے میں
کیا کہ یا رسول اللہ اس واسطے کی سچائی کی ایک علامت چاہتا ہوں حسرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سکیر میری تمہیں وافر میں کی اور فرمایا کہ اگر علی بن موسیٰ
اس واسطے کی سچائی کی تم سے مانگے تو اوس سے کہنا کہ علامت یہ ہے کہ تو ہر در
بعد نماز فجر کے آفتاب نکلنے تک قفل کے کہ تو کسی سے ات کرے یا ہر در ورو
یہ کہ ہمارے حضور میں میکیں کیا کہ تاہی اور اس بار کو ہرے کہ لی میں حادے
مواحد اور تعالیٰ کے اور کرنا کا تمہیں کے یہ جواب دیکھ کر جو میں اٹھا تو سیدھا تو ہر
کے اس حال گیا اور اس سے اس جواب کا قصہ میں نے سنا کیا اور اس واسطے
کی سچائی کی علامت جواب نے ارتقا و فرما لی تھی اوس کے سامنے طاہر کی ہمت
جوش ہوا اور کہے لگا کہ **مَنْ حَمَلَ عَنْكَ سَوْفَ يَسْأَلُكَ اللَّهُ حَتَّى تَرْضَى** اوس کے مجھے ہر در ویا ہے
لاکڑے اور کہا کہ اس سے ایسا فرض اور اگر اور میں ہر در ویا ہے کہ اسکو یہ خیال کا
لفظہ کر اور تین ہزارا روئے کہ اسکو اسامائہ بخار کراہے مجھے قسم دی کہ تو رات کو مجھ
مجھے طبع کرے اور جو صاحب مجھے بڑا کرے میرے اس آیا کہ میں کسری حاجت والی
میں بدل و حال کو سن کر دل گالیں میں میں ہر در ویا کہ دے کہ قاصی کے پاس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کہ خالد بن کثیر کے سر عباس نے قبل مٹنے کے ایک پہ چھ قندیا لگیا اور ہمیں لکھا تھا کہ براءؓ من الشارح الدین کیلئے اور ان کے گھر والوں سے پوچھا گیا کہ یہ کیا کام لیا کرتے تھے کہ اس کرامت سے مشرف ہوئے اور انھوں نے کہا کہ وہ ہر جمعہ کو ہزار بار درود حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پڑھتے تھے فصل جیسا کہ کثرت درود کو فضیلت ہی شب جمعہ میں ویسا ہی شب دو شنبہ میں بھی ہے اس واسطے کہ دو شنبہ روز بزرگ ہے کہ اس میں بندوں کے اعمال درگاہ بابر صحت میں عرض کیے جاتے ہیں اسی وجہ سے حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم اکثر اس دن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس دن بندوں کے اعمال حضرت نور اجلال میں عرض کیے جاتے ہیں پس میں ادومست رکھتا ہوں کہ اعمال میرے عرض کیے جائیں اوس حال میں کہ میں روزے سے ہوں احیاء العلوم میں ہے کہ جو شخص شب دو شنبہ میں چار رکعت نماز پڑھے اسطور پر کہ پہلی رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت میں اکیس بار پڑھے اور تیسری رکعت میں تین بار اور چوتھی رکعت میں چالیس بار اور سلام پھیرنے کے بعد پچھتر بار پھر استغفار کرے اپنے واسطے اور اپنے والدین کے واسطے پچھتر بار پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پچیس بار پھر جو حاجت حضرت حق تعالیٰ سے مانگے گا پاس کے گا الحدیث اور پنجشنبہ کے روز درود پڑھنے کی فضیلت میں بھی ایک حدیث وارد ہوئی ہے مقابر الاسلام میں لانا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ من صلح علی یوم الخویس حیاءۃ فرجہ کہ یفقر انکافصل اس میں شک نہیں کہ ہر رکعت کی جگہ اور ہر موطن خیر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا احسن ہے لیکن علمائے رحمہم اللہ تعالیٰ نے چند مواضع کی گنتی لگائی ہے جو ان استجاب اس فضیلت کا موکد تر اور فاضل تر ہے یہ ہیں کہ طہارت کے بعد اگر چہ تیمم ہی ہو اور نماز میں بعد تشهد کے اور امام شافعی کے نزدیک بعد قنوت کے بھی اور بعد نماز کے اور بعد افان و اقامت کے اور رات کو اور ٹھننے کو قوت تہجد کے واسطے اور بعد وضو و حمد کے اور بعد نماز تہجد کے

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible]

اِلٰ اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِلٰ اِبْرٰهِيْمَ
 اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ روایت کی اسکی شخبین یعنی بخاری اور مسلم نے اپنے صحیحین میں
 اور نسائی اور ابن ماجہ نے پانچواں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ
 كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَبَارَكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِلٰ
 مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اِلٰ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ روایت
 کی اسکی شخبین اور نسائی نے چھٹا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
 وَعَلٰى اِلٰ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِلٰ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ
 وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِلٰ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِلٰ اِبْرٰهِيْمَ
 اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ روایت کی اسکی قاسم نے جیسا کہ آگاہ کیا ہے اسیر تلمسانی نے
 اپنے مفاخر میں ساتواں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمُ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى
 مُحَمَّدٍ وَاهْلِ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ
 عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلَوةُ اللّٰهِ وَصَلَوةُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ
 عَلَيْنَا وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ روایت کی اسکی دارقطنی نے اٹھواں اَللّٰهُمَّ صَلِّ
 عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِلٰ مُحَمَّدٍ روایت کی اسکی ابوداؤد نے نوواں اَللّٰهُمَّ
 صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ
 اَهْلُ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ روایت کی اسکی ابوداؤد
 نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 بے کہ من سیرا اَنْ يُّكْمَلَ بِالْمِكْمَالِ الْاَوْفَى اِذَا صَلَّيْتُ عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ
 هَذَا وَسَوَآءُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِلٰ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
 كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اِلٰ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ روایت کی اسکی
 نسائی نے گیارہواں اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى
 مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِلٰ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ روایت

کی ایک احمدی بارہواں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ جَا اَمْرًا نَصَلَّ عَلَیْهِ وَ
 صَلِّ عَلَیْهِ جَا یَسْمَعُ اَنْ یَصَلَّ عَلَیْهِ وَ کَرِیَا اسکو صاحب شرف المصطفیٰ شرف
 المصطفیٰ میں تیرھواں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ الْمُسْتَبِیْ
 اَلَا تَبٰی اَلَّذِیْ اَمَرَ بِكَ وَ رَجَا بِكَ وَ اَعْطَاكَ فَفَضَّلَ رَحْمَتُكَ وَ اَوَّلَ السَّرَفِ عَلٰی جَلَالِ
 نَوْمِ الْوَلَمَةِ وَ اَحْمَرِ حَزَنِ الْخِیَامِ وَ اَلَسْلَامُ عَلَیْكَ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُہَا تَنْبِیْہُ اَلْ
 صِیغوں میں سے جو صبیحہ حالی ہی و کرامت سے اس کے بعد یہ کلمہ صم کرنا چاہیے
 اَلَسْلَامُ عَلَیْكَ اَنَّا السَّیِّئُ الْکَرِیْمُ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُہَا اس واسطے و کرامت کا
 غیر سلام اگر علماء کریک کر وہ ہو کیونکہ اسد تعالیٰ نے آیہ کریمہ لَا یَاھَا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
 عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا مِّنْ صَلَوةٍ مِّنْ سَلَامٍ کو بھی ذکر فرمایا اگر یہ نصیحت کو اس کی کرامت
 میں کچھ سلام ہو لیکن خلاف اولیٰ ہوا تو اس کا نقص علیہ ہے اور وہ جو حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے صبیحہ صلوٰۃ کے ساتھ سلام کو ذکر نہیں فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ صحابہ
 کرام کو اس کا علم پہلے سے تھا چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ صحابہ کرام
 رسول اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے
 اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم سے تحقیق حال لیا کیفیت سلام کو کہ آپ سلام
 یوں بھیجا جاہی ہے آپ ہم کو تعلیم فرمائیے کہ صلوٰۃ آپ پر کیوں کر کھائی کریں فرمایا کہ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَحَدِیْنِ اَوْ دُوْنِہِمْ قِیَاسِ بِرَاقِصَارِ کَرَمِ
 عَقْدِ سَلَامِ بِرِیْحِی مَکْرُوہِ یَا حِلَافِ اَدَلِی ہوگا اور اکثر غم والوں کی عادت ہے کہ ذکر ارام مارک
 کے ساتھ علیہ السلام پر اقتصار کیا کرتے ہیں لیکن عرب کی کنائوں میں یہ بات مست
 کر ہے اور بہایت حسن اختصار اور انقائ مقصود میں واقع ہوا ہے و دو اس کلمے سے سمجھئے
 اے ایسے کت میں ذکر ارام مارک کے ساتھ صبیحہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے کا
 ارام کیا ہے اور شاید کہ قصد اقتصار باعث ہوا ہے و علی آلہ ذکر نہ کرنے کا درہ اس کلمے
 کا اثر حاصل نظر اور کثرت میں احسن داوولی ہے و باجہ نصیحتیں میں مسطور ہوتا ہے اگرچہ
 مسطور کا عطف ہمیشہ محذور پر غیر اعادہ حارس کے اکثر نحو یوں کے ردیات مست ہنر

علیہ السلام
 اہل بیت
 اور
 کرام

زیارت سے خواہش شریف ہوگا اور آپ کی شفاعت پاوے گا اور آپ کے جوف سے میرے
 اور بدن اور کما جہنم کی آگ پر طہم ہوگا اور یہ صیغہ جو میں شریفین والوں میں بہت مستعمل ہو اور جو
 زیادہ کرتے ہیں وہ اعلیٰ اسم محمدی فی الکائنات اور حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ
 میں بعضے وقت غلبہ شوق و ذوق میں آپ کے یای مبارک سے سہ مبارک تک ہر عضو
 شریف کو دکر کرتا ہوں اور زور دیکھتا ہوں اس طرح کہ **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ فِي الرَّوْثِ**
وَصَلِّ عَلَى شَعْرِ مُحَمَّدٍ فِي الشَّعْوَرِ وَعَلَى جِلْدِهِ مُحَمَّدٍ فِي الْجِلْدِ وَعَلَى عَيْنِ مُحَمَّدٍ
فِي الْعَيْنِ وَعَلَى أُذُنِ مُحَمَّدٍ فِي الْأُذُنِ وَعَلَى وَجْهِ مُحَمَّدٍ فِي الْوَجْهِ وَعَلَى صَدْرِهِ
مُحَمَّدٍ فِي الصَّدْرِ وَعَلَى قَلْبِ مُحَمَّدٍ فِي الْقَلْبِ وہ کہتا اور کہیں کہتا ہی وہ **عَلَى**
بَلَدِ مُحَمَّدٍ فِي الْبَلَدِ وَعَلَى دَارِ مُحَمَّدٍ فِي الدَّوْرِ وَعَلَى مَسِيرِ مُحَمَّدٍ فِي الْمَسِيرِ
وَهَكَذَا اور ایک یہ **يَا اللَّهُ كُنْ بِكَ اللَّهُمَّ سَعْدِيكَ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْكَ يَا اللَّهُ**
مَلِكُكَ يَصْلُحُونَ عَلَى الشَّيْءِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 اور ایک یہ **يَا صَلَوَةُ اللَّهِ الْبَرِّ الرَّحِيمِ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ الصِّدِّيقِينَ**
وَالشُّهَدَاءَ وَالصَّالِحِينَ وَمَا بَيْنَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ
عَلَى مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
وَأِمَامِ الْمُتَّقِينَ الشَّاهِدِ الْبَشِيرِ الدَّاعِي إِلَيْكَ بِأَذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيرِ وَسَلَامُهُ عَلَيْكَ
وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ یہ صیغہ حضرت جناب علی مرتضیٰ کرم اسد وجہ سے مروی ہے
 اور شفا میں مذکور ہے اور اس نماز میں کہ حضرت صلی اسد علیہ وآلہ وسلم پر بعد رحلت فرماتے
 کہ حضرت مرتضیٰ علی کرم اسد وجہ سے پڑھی ہوئی تھا اور ایک یہ **يَا اللَّهُ اجْعَلْ**
صَلَوَاتِكَ وَرُكَايَاكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَأِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ
مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ مَامِ الْخَيْرِ وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا
مُحَمَّدٍ لِقَبْطِ فِيهِ الْأَوْثَانِ وَالْآخِرُونَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ

محمد بن اسیر کے روایت حضرت سعد بن سعد سے کہ میں نے اس کو ایک سہری
 اللہ تعالیٰ سقاہ محمد بن عبد اللہ بنی وافر مع ذکر خیرہ العظمیٰ واریہ مشوکہ فی الاخری
 واولیٰ کما انت کما اخرجکم و مؤمنی روایت کی ہوا کو طادس سے عبد اسیر سے عباس
 رضی اللہ عنہ سے اور ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اعظم محمد اک فضل ما سألک لیسفہ
 واعظم محمد اک فضل ما سألک لا حدیث من خلقک واعظم محمد اک فضل ما سألک
 مشوئل انہ الی یوم فیما یدہ مروی ہی وہب سے اور اسے اور ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ
 علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وعلی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد
 لعلنا لیس فیما سألک علی الخلق اسمعانی عندک من علیک وما لکما وعلیک
 وریہ من علیک وعدک خلقک وعدک کل ذلہ اصحابا و مضاعفہ فی ذلک
 الف مرہ فی الف مرہ کل نفس وکلمۃ وخطیہ وطرہ وکفوف فیما اهل السموات
 واولیٰ وعلی آلہ وعلی آلہ وسلم اور ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ علی محمد وعلی آلہ
 وعلی آلہ وسلم کامل الفاضل الخاتم النبیین وکسولک الصادق واولیٰ
 اب سیدنا محمد وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم
 اللہ فی وعدہ التبعی الموعود وکسولک الخاتم النبیین وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم
 صلیت علی امیرہم وکسولک علیہم وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم
 انک محمد بن محمد عندک خلقک وریہ لیسفہ وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم
 مناکم وحمیک یا ارحم الراحمین اور ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ علی محمد وعلی
 آل محمد وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم
 وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم
 دعا کی جاوے کہ اللہ تعالیٰ علیہ السلام وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم وعلی آلہ وسلم
 من الہم الی حصرتہ بنیک وحمیک ان تلحق ہذہ الخیرۃ من ہذہ الخیرۃ
 وقلو یا رسول اللہ وقلو یا رسول اللہ وقلو یا رسول اللہ وقلو یا رسول اللہ
 ان سبب الدائن السکران سئلہ وقلو یا رسول اللہ وقلو یا رسول اللہ وقلو یا رسول اللہ

وَلَا تُخَيِّبُنِي أَلَا تُخَيِّبُكَ وَمَا يَنْبَغِي هَذَا الْمَقَامُ مِنَ الْعِبَادَاتِ أَوْ يَقُولُ أَوْ إِنْ كُنْتَ تُحِبُّ اللَّهَ
فَدَبْلُغْنَا إِلَيْكَ عَبْدُ الْفَقِيرِ الْمُسْكِينِ عَبْدُ الْحَقِّ بْنِ عَلِيٍّ دَعَاكَ رَسُولُ أَهْلِ اللَّهِ
تَعَالَى عَلَيْنَا قَبُولُ الْقَوْلِ بِحُجَّتِهِ دُرِّيَّةً سَيِّدًا تَنَاوَلَتْهُ أَعْيُنُ النَّاسِ كَرِيمًا
كَانَ نَفْسُ الْعَبْدِ الْمُدْنِيَةِ الْعَالِيَةِ الَّذِي لَا يَلْجَأُ لَهُ وَلَا يَخْشَى إِلَّا جَنَابَكَ وَمَا يَنْبَغِي
هَذَا الْمَقَامُ مِنَ الْعِبَادَاتِ أَوْ رَايَكَ يَوْمَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَدِ
أَهْلَ بَيْتِهِ وَعَدِ قَطْرَاتِ الْأَمْطَارِ وَعَدِ دَوَابِّ الْأَرَابِيِّ وَالْخَارِ وَعَلَى آلِهِ
وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ أَوْ كَسْبِي بَيْنَ كَمَا جَاءَ بِوَعْدِكَ كُلِّ قَطْرَةٍ وَطَرْتُ مِنْ سَمَائِكَ إِلَى
أَرْضِكَ مِنْ حَيْثُ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَكَذَلِكَ أَوْ رَفِيقِ الْأَشْجَارِ وَدَوَابِّ
الْأَرَابِيِّ وَالْخَارِ أَوْ رَايَكَ يَوْمَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ
أَلْفَ أَلْفِ مَرَّةٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ اسْأَلُكَ بِرُضَاكَ وَرُضَاكَ بِرُضَاكَ
أَوْ رَايَكَ يَوْمَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ عَدَدَ كُلِّ
تَيْمُونٍ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ زَيْنَةَ كُلِّ شَيْءٍ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ عَدَدَ جَلَدِكَ وَرِضَاءِ نَفْسِكَ وَزَيْنَةِ عَرْشِكَ وَمَلَكِ
كَلِمَاتِكَ وَهَيْئَتِهِ عَلَيْكَ وَمَبْلَغِ رِضَاكَ أَوْ رَايَكَ يَوْمَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَعَدِ أَسْمَائِكَ الْحُسْنَى وَعَدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ أَوْ رَايَكَ يَوْمَ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَدِ كُلِّ مَا خَلَقْتَ وَذَرَأْتَ وَبَرَأْتَ وَعَدِ كُلِّ قَطْرَةٍ
وَطَرْتُ مِنْ سَمَائِكَ إِلَى أَرْضِكَ مِنْ حَيْثُ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كُلِّ يَوْمٍ
أَلْفَ مَرَّةٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ أَوْ رَايَكَ يَوْمَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَواتُكَ تَكُونُ لَكَ رِضًا وَرِضًا أَدَاءً وَأَعْطَاهُ الْوَسِيلَةَ
وَالْفَضِيلَةَ وَالْكَرَامَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ مُقَامًا مُجِيدًا وَأَجْرِهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ
نَبِيَّكَ عَلَا أَمَّتِهِ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصُّلَحَاءِ الْيَقِينِ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَوْلِيَاءِ وَالْمُتَّقِينَ وَعَلَى سَيِّدِنَا النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ الدِّينِ عَبْدِ الْقَادِرِ
الْمَكِينِ الْأَخِي وَإِلَى جَمِيعِ مَلَائِكَتِكَ مِنْ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَآلِ رُضْوَانِكَ وَعَلَى

حَمْدُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ يَا رَحْمَنُ الرَّحِيمِ اس سے کار فرما دے
 کہ کتب سماج میں آیا ہو اور ایک یہ ہو **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى**
آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَواتُكَ جَمِيعًا هَما مِنْ جَمِيعِ الْأَهْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْصِرْ لَنَا هَما نِجْمَةً
الْحَبَابِ وَتَطْفِرْ نَا هَما مِنْ جَمِيعِ الشَّيْءِ وَتَرْفَعْنَا بِهَا عَمَّا عُدْنَاكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ
وَتُبَلِّغْنَا بِهَا أَقْصَى الْعِلْمِ نَابِ مِنْ جَمِيعِ الْخَطَرِ فِي الْحَقِّ وَتَعْلَمُ الْمَسْئَلَةَ أَوْ كَيْفَ
بَعْدَ وَتَطْفِرْ نَا هَما مِنْ جَمِيعِ الشَّيْءِ بِرُشْدِهِ حَالَتِ بَيْنَ بَطْنِهِ لَنَا هَما جَمِيعِ الْأَنْبَاءِ وَ
 بَکَرِ نَا هَما جَمِيعِ الْخَطَرِ اس سے سوو کے رُشْد سے سارے معاملہ دیا و آخرت کے
 آئے ہیں اور ساری شکلیں آساں ہونی ہیں اور حیرت سے چ علیہ الرحمۃ و آتے ہیں کہ میری
 سکھیں اور حاجتیں اسی سے مآنی ہیں اور رُشداں کا واسطہ سمات کے آفات کستی و در
 سے مقول و محرب ہو اور کم سے کم میں سو مرتبہ ہو فعل کہتے ہیں کہ ایک شخص کو ایک سال
 آساں ہوئے کے واسطے ہزار بار رُشْد کی احارت دی گئی تھی میں سو بار رُشْد چکا تھا
 و کمال آساں ہو گئی بعد اس کے اس درود کا وطیعہ میں سو بار رُشْد کا ستیں ہو اے کہ
 کیا ہو ا و سکون سے ملے اور ایک یہ ہو **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ**
الْطَّاهِرِينَ صَلَواتُكَ جَمِيعًا هَما مِنْ جَمِيعِ الْأَهْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْصِرْ لَنَا هَما نِجْمَةً
وَتَطْفِرْ نَا هَما مِنْ جَمِيعِ الشَّيْءِ وَتَرْفَعْنَا بِهَا عَمَّا عُدْنَاكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ
وَتُبَلِّغْنَا بِهَا أَقْصَى الْعِلْمِ نَابِ مِنْ جَمِيعِ الْخَطَرِ فِي الْحَقِّ وَتَعْلَمُ الْمَسْئَلَةَ أَوْ كَيْفَ
 اور یہ کہتا وہ ہوا ہو اور حاجتیں مآنی ہیں اور غم دور ہو جاتے ہیں اور اس کے حضرت عیسیٰ
 اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر رہے ہیں اور ایک یہ ہو **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ**
الْطَّاهِرِينَ صَلَواتُكَ جَمِيعًا هَما مِنْ جَمِيعِ الْأَهْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْصِرْ لَنَا هَما نِجْمَةً
وَتَطْفِرْ نَا هَما مِنْ جَمِيعِ الشَّيْءِ وَتَرْفَعْنَا بِهَا عَمَّا عُدْنَاكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ
وَتُبَلِّغْنَا بِهَا أَقْصَى الْعِلْمِ نَابِ مِنْ جَمِيعِ الْخَطَرِ فِي الْحَقِّ وَتَعْلَمُ الْمَسْئَلَةَ أَوْ كَيْفَ
 فَا هَلْ نَبِيٍّ الطَّاهِرِينَ صَلَواتُكَ جَمِيعًا هَما مِنْ جَمِيعِ الْأَهْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْصِرْ لَنَا هَما نِجْمَةً
 صَلَواتُكَ جَمِيعًا هَما مِنْ جَمِيعِ الْأَهْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْصِرْ لَنَا هَما نِجْمَةً
 فِي عِلْمِكَ وَمَدَا كَلَامِكَ وَمَصْلَحَةِ رِصَالِكَ وَصَلِّ وَسَلِّمْ نَارِكَ وَكُلِّمْ كَذَلِكَ كَلَامًا
 الْفَضْلِ صَلَواتُكَ جَمِيعًا هَما مِنْ جَمِيعِ الْأَهْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْصِرْ لَنَا هَما نِجْمَةً
 الْفَضْلِ صَلَواتُكَ جَمِيعًا هَما مِنْ جَمِيعِ الْأَهْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْصِرْ لَنَا هَما نِجْمَةً

وَقَرِّحِ الصُّلُوحَ وَوَرِّدِ الْعُقُومَ وَبَدِّلِ السَّعَاءَ وَتَسْبِطِ الْأُمُودَ وَتَسْرِحِ
 الصُّمُودَ وَكُفِّ نَوَاسِعَ الشُّقَا وَوَقِّتْ كَثْرَ الْحَسَنَاتِ وَتَعْلِمِ الْبَرَكَاتِ وَتَسْقِلِ الْبُزُرَانَ وَتَسْكِنِ
 الْحِمَامَانَ وَتَعْدِلِ الْإِلْقَاءَ وَتَدِيمِ الْعِمَاءَ صَلَوةً تَصِلُ إِلَى الْأَحْوَالِ وَتَقَرِّعِ الْمَالَ وَتُصْعِقِ الْوُتَّ
 وَتُحْبِتِ الْمُقَتَّ صَلَوةً تَعْمُرُ رُكَاةً وَتُحْمِلُ كَامَاتِهَا وَتَشْبِعُ أَنْوَارَهَا وَتُطَهِّرُ سَمَارَهَا
 مِنْ جَنَةِ الشُّكْلِ وَوَنَائِعَةٍ عَلَى الرِّسَادِ وَمَنْ أَعَادَ عَنْ الصُّبُلِ وَدَافَعَهُ لِلْإِحْسَالِ
 وَخَصِّلَهُ لِلْكَامِلِ صَلَوةً لَا تَدْعُرُ حَارًا مِنْ حَرِّ الْبَابِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا حَصَلَتْ هَا وَ
 لَا تَرُكُ كَمَا لَا مِنْ كَلَابِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ إِلَّا أَسْمَتْهَا وَآكَلَهَا صَلَوةً دَائِمَةً
 مُتَّصِلَةً بِرَأْفَةِ عَزِيزٍ مُقِطَعَةٍ بِوَقْفَةِ لَيْسَانَ الْحَالِ وَالْقَالَ مُؤَدَّةً حَمِيعَ الْحَقُوقِ فِي
 جَمِيعِ الْأَحْوَالِ صَلَوةً تَصْبِيحُهَا مَحِيشَةٌ كَامِلَةٌ مُكْمِلَةٌ بِرَأْفَةٍ مُتَّصِلَةٌ بِرَأْفَةِ مُتَّصِلَةٍ
 مَقْنُونَةٍ مُتَّصِلَةٍ بِحِلَّةِ حَرِّ قَلْبِهِ تُوَدِّدُ أَسْرُورًا هَا صِبَاءً سَاءَ مُتَّصِلَةً بِعَمَاءَ عِلْمِنَا
 وَعَمَلِنَا حَالًا دَوًّا أَوَّلًا وَآخِرًا وَظَاهِرًا وَبَاطِنًا رَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَخَيْرِكَ وَعِنَانِكَ
 وَرِعَانِكَ وَكَلَامِكَ وَجَمَانِكَ يَا إِلَهَ الْعَالَمِينَ وَنَا حَاوِلِ النَّاصِرِينَ وَنَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
 وَنَا أَوْفَاكَ كَوْنًا وَنَا عِنَانَ السُّلُوعِيَّةِينَ إِلَى نَوْمِ الدَّيْنِ مِنْ أَدَلِّ الْأَدْلَاءِ
 الْأَيْدِي رَحْمَتِكَ نَا أَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَلِلَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 صرنا شيخ عليا رحمه الله في هذا ما ذكره من كلامات اس درود کے بعضے زیارات حسرت
 سید الکائنات علیہ السلامہ والتسلیات میں بحال تسبیح اور انکسار کے ساتھ آپ کے حضور
 فائسہ اور میں جلدی جلدی میں ہے اس کے آپ کے سامنے پیش ہیں امید کہ
 مسوع صبح رسا ہونے ہوں اور میرے صرح کے سائیم میں سے ہے
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سُحُبَاتِ كَيْتِكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ
 وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ

الحمد لله رب العالمين

سپس بتیکمال لائق خاص و پروردگاری جس نے اپنی رحمت کاملہ سے گمراہان با دویہ ضلالت اور گمراہی گمان وادی بھالت کی رنگداری کے واسطے رایت ہدایت اور لوای رشادت بلند فرما کر حج و زیارت حرمین شریفین اور ہما السد شرفا و عظیم کو موافق کلام صداقت انجام دے گا **اِنَّ الْحَجَّ يُغْفِرُ لِهٖ ذُنُوْبًا كَمَا يُغْفِرُ الْمَسْكِيْنُ** اللہ تعالیٰ کے بموجب کفارت سیئات اور مطابن مضمون ہدایت مشخون من راکہ قابری و جبت کہ شفا عتہ کے باعث احتمال شفاعت حضرت سرور کائنات علیہ التحیات والصلوات کا ٹھہرایا اور دونوں محبت و اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ و ذریعہ کو سنوارا رہی کہ جسے واسطے صلاح است اور فلاح جماعت کا فہرستیں و زمرہ مومنین کے کیا کیا مساعی جلیلہ و کسب و بات متظاہرہ اور شدائد و صعوبات متکاثرہ کو اپنی ذات بابرکات پر ملزم اور گوارا فرمایا **اَعْلَعَدَ** اور پر مومنین اور صاحبان صدق و یقین کے سہرا ہوں کہ یہ رسالہ عجوبہ کہ ترجمہ مرغوبہ کتاب سطرلاب فارسی سہی بہ جذب القلوب الی دیار الجبوب مصنفہ حضرت مولانا شاہ عابد الحق دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس میں کوائف مدینہ مطیبہ اور اذکار مفیدہ و حالات حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات علیہ و علی آلہ و اصحابہ و صلوات و التسلیمات کو واسطے نفع عام و صلا و اسطے اون مومنین تقویٰ شعار اور مسلمین و برحق آثار کہ جو کنایات عربی اور نکات فارسی کے سمجھنے کی دستگاہ نہیں رکھتے ضبط کیا گیا ہے واقع تاریخ دوم ہجری الاول ۱۲۰۰ھ ہجری رونق پذیر ختم تمام ہوا اور تسہیل عبارات و تفصیل اشکات سے مقبول قلوب خاص و عام ہوا امید کہ سب بھائی مسلمان فضیلت مدینہ منورہ اور کرامت اقدس بلدہ شرفہ کی معلوم کر کے ازویا و اعتقاد اور فرط انقیاد کے ساتھ اسکی زیارت کو اپنی سعادت سمجھ کر کامیاب دارین ہو جائیں اور حضرت مترجم و مولف اور عاصی پر دعا ہی محمد بن عبد الو احد عفی عنہ کو کہ باعث تالیف اس ترجمہ مرغوب کا ہے ساتھ دعائی خیریت کونین کے یاد و نشاندہ فرمائیں **اَللّٰہُمَّ بِحَسْبِکَ رَحْمَتُ رَسُوْلِکَ اَکْرَمَ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَمَ** یہ ہدیہ قبول ہو اور جو کوئی اس کو لکھے یا پڑھے یا سنے اسکا مقصد دلی و دنیوی کامیابی حاصل ہو

اٰمِنْ بِکَ اَللّٰہُمَّ

۱۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۲۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۳۔ سطرلاب فارسی
۴۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۵۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۶۔ سطرلاب فارسی
۷۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۸۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۹۔ سطرلاب فارسی
۱۰۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۱۱۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۱۲۔ سطرلاب فارسی
۱۳۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۱۴۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۱۵۔ سطرلاب فارسی
۱۶۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۱۷۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۱۸۔ سطرلاب فارسی
۱۹۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۲۰۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۲۱۔ سطرلاب فارسی
۲۲۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۲۳۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۲۴۔ سطرلاب فارسی
۲۵۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۲۶۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۲۷۔ سطرلاب فارسی
۲۸۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۲۹۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۳۰۔ سطرلاب فارسی
۳۱۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۳۲۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۳۳۔ سطرلاب فارسی
۳۴۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۳۵۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۳۶۔ سطرلاب فارسی
۳۷۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۳۸۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۳۹۔ سطرلاب فارسی
۴۰۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۴۱۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۴۲۔ سطرلاب فارسی
۴۳۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۴۴۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۴۵۔ سطرلاب فارسی
۴۶۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۴۷۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۴۸۔ سطرلاب فارسی
۴۹۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۵۰۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۵۱۔ سطرلاب فارسی
۵۲۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۵۳۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۵۴۔ سطرلاب فارسی
۵۵۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۵۶۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۵۷۔ سطرلاب فارسی
۵۸۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۵۹۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۶۰۔ سطرلاب فارسی
۶۱۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۶۲۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۶۳۔ سطرلاب فارسی
۶۴۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۶۵۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۶۶۔ سطرلاب فارسی
۶۷۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۶۸۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۶۹۔ سطرلاب فارسی
۷۰۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۷۱۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۷۲۔ سطرلاب فارسی
۷۳۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۷۴۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۷۵۔ سطرلاب فارسی
۷۶۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۷۷۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۷۸۔ سطرلاب فارسی
۷۹۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۸۰۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۸۱۔ سطرلاب فارسی
۸۲۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۸۳۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۸۴۔ سطرلاب فارسی
۸۵۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۸۶۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۸۷۔ سطرلاب فارسی
۸۸۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۸۹۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۹۰۔ سطرلاب فارسی
۹۱۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۹۲۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۹۳۔ سطرلاب فارسی
۹۴۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۹۵۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۹۶۔ سطرلاب فارسی
۹۷۔ ترجمہ سطرلاب فارسی
۹۸۔ حج و زیارت حرمین شریفین
۹۹۔ سطرلاب فارسی
۱۰۰۔ ترجمہ سطرلاب فارسی

خاتم الطبع

شترتھ کلاک گوہرین ملک گویائی بخش زبان سخن آفرین نادرین اص
دریای عالی اشکبار بحر کثرت دانی معرکہ سخن مقدمتہ اینس مولوی علی علی

سرکہ جمع حمد و ثناء و معبود در حق و یکجا ہی کہ حکمی و ذات یہ نقل ہو اسد احد دلیل ساطع کوادہ ہے
اور او کی شان صمدیہ سیر اسد اسد دریاں قاطع ملاقاتتہ ہی کہ لم ملد ولم لولہ اسے اپنی شان میں
حد و فرما ہی کہ تم کہیں کہ گوا احد و فرماں جمید اور صحت حید میں آیا ہی انسان جمیع اسیا کو
اربع عناصر سے خلق و مرا کہ اشرف المخلوقات مایا بصر شریف تریب و خلعت جابرہ
وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنی آدَمَ مَآ اَشْعَرُوْهُ اَحْقَ کہ ایسا ہی معبود ہی قلم جو لکھے اس سے ہی اور دیگر
تایسہ درود و الحمد و وہ حال حیات ستطاب سرگردیدہ خدا اشرف المرسلین استیجاد یہاں و
رہیں ہی کہ حکمی سالت شان واضح رسالت پر حیات قدسی کو کہ لکھنا خلق و کلاک
وال ہو جو حمد جلالت سرب سوت یہ مضمون آیہ ہا یہ ستحون مآ از سلمنا کلاک رحمۃ
للفلک ہمہ شئی تا ہر حال و رحمہ ہا ہر استی حیات عالم الامیاء صبر محمد مصطفیٰ بنی
اراست سروری ہو یا دست کر امیاء محمد و شایاں تجاہات راکیات آل اطہار اور صحاب کبار
سرور کائنات علیہ السلام و استیلا ہا ہں حکم ہی میں حباب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ
و سلم سے اصحاب و صحابہ کرام باہم اؤدک انہم کما ھتک کہتم و مایا اور ان کو مصلح و جو
طلب اکبر کو نور انماں ہی سور و مرا کہ دس محمدی کو کیا کیا جیجا یا شہر دل سٹیں بارہ کسی سرک
تجاہ میں مہم و اہرست یہ سرک کا + اما بعد کہ اس ستلاؤں اس جذبہ القلوب الی یہ محبوب
نصیب قد وہ العارض رمدہ الساکین مولا مائتہ عید الحق محمدت ہا ہی فصائل ملکہ طیبہ
مائیہ سورہ مسرفہ میں کمال مضاحت و ملاحت و احادیث صحیحہ و حشر سراں فازی بھی فی تحقیق
اسی کتاب لا احواک اس طرح و وسط سے کسی سے لکھی بھی جو کہ اکثر عوام ملکہ بعض اص بھی
مہم معالی فازی سے ملکہ ہوتے ہیں رہیں وجہ حصول ہوا ماب حروی سے محروم رہ کر او قاف

شریف ضائع کر گئے اور کھو گئے ہیں نظر بران حسب اہل ہند عای جامع فہم و کمال اہل علوم
عقلی و نقلی زین الامثال والاحاد مولوی محمد عبد الواحد صاحب میں شہر کلکتہ کی جناب
مفتا کی کتب کمالات جناب مولانا شاہ عبدالحق صاحب خلف الرشید شاہ علامہ مہر سول
کا بیوری سے زبان اردو و عام فہم میں ترجمہ کیا اور ترجمہ مرغوب جناب اعلیٰ
اس کتاب عزیز الوجوہ کا نام کتاب الجوب و مالش مولوی محمد عبد الواحد صاحب مدوح سے
سطح عالیہ جناب والا خطاب منشی صاحب گرامی مرتبت عالی منزلت می اقبال بھر نوال
صاحب جو و حسان شریف فیض انسان عالی ہم حمیدہ شمس بازوی شجاعت کے زور
جناب منشی قول گشور صاحب ام اقبالہ عم نوالہ میں بخط خوب و تطبیع خوش اسلوب مع ہو کر
مطبوع اہل جہان و مرغوب قلوب عارفان ہو کاریر دازان مطبع نامی کا حسن تمام عیان ہو کر
تواریخ خاصہ کتاب نایاب حسن ہند اسی طبع کتاب میں فی الواقع ست تاریخیں احباب عزیز

جوشه و عالمی جاذب القلوب | چھپا ترجمہ کا محبوب | سن طبع کی فکر کر رہا ہوں | لکھو عیش تاج مرغوب |

تاریخ طبع و طبعتی طوطا رام شایان

ہے یہ احوال بدینہ میں کتاب جلوب
بی تکلف دل میں شایان کی یہ سال آ یا کہ لکھ

ترجمہ ہو کہ چہی نہا یا بٹ خوش اسلوب خوب
ترجمہ ہو کی چہی کس قلب سے جذب اسلوب

تاریخ طبقات و شجرہ نسبیہ امیر خسرو میاں حسین صاحب

یہ سالہ جو ہوا افضل خدا سے منسوب ہو ع
ہمیں تاریخ مسیحی یہ لکھی اسکی صفہ

تاریخ بطور نشوئی از کتاب محرف امیر السلیم

چو درال سلطان عالی مقام جناب محمد عبید السلام بطبع اید این نسخه الاجزا باد و در با بصله در کتاب

पुस्तक लौटाने की तिथी

यह पुस्तक चौदह दिन तक रखी जा सकती है ।

पुस्तक को निश्चित समय से अधिक रखने पर प्रतिदिन एक आना अतिदेय शुल्क लिया जायगा ।

ता. २५.११.५७

५७ २५.१.५७